

ایک سو پچاس جعلی اصحاب

جلد سوم

قال رسول الله (ص) : "انى تارك فيكم الثقلين، كتاب الله، وعترتى اهل بيتى ما ان تمسكتم بهما لن تضلوا ابدا وانهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض".

حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔"

(صحیح مسلم: ۷/۱۲۲، سنن دارمی: ۲/۴۳۲، مسند احمد: ج ۳، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹، ۴/۳۶۶ و ۳۷۱ و ۵/۱۸۲، اور ۱۸۹، مستدرک حاکم: ۳/۱۰۹، ۱۴۸، ۵۳۳ وغیرہ)

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا! إِن تَصِيبُوا قَوْمًا يَجْهَلُونَ فَتَضَيُّوْا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ <
اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو ناواقفیت میں نقصان پہنچادو جس کے بعد تمہیں اپنے اقدام پر شرمندہ ہونا پڑے۔ (حجرات/۶)

ایک سو پچاس جعلی اصحاب

جلد سوم

علامہ سید مرتضیٰ عسکری

ترجمہ : سید قلبی حسین رضوی

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتیٰ ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کا فور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پر نور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کاسورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و مؤسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمہ حق و حقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کی تمام الہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھی، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمران ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل و آگہی بے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کر لیا۔

اگرچہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی یہ گراں بہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کے بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کر دی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمہ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنہوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگاہی تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور رگڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکر و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام سے اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامران زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ عملی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور رنشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیت (ع) کو نسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت (ع) عصمت و طہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تا کہ موجود دنیا بے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی بے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہوسکے،

ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت(ع) عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوت (ص) و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خو خواراں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنی خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علامہ سید مرتضی عسکری کی گرانقدر کتاب ”ایک سو پچاس جعلی اصحاب“ کو فاضل جلیل مولانا سید قلبی حسین رضوی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں او رمعاونین کا بھی صمیم قلب سے شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنی جہاد رضائے مولی کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

فہرست

(جلد سوم)

حرف

اول

۷

ترجمہ
Translation Movement

فہرست

۹

عراق کے ایک نامور مصنف کا رسالہ

۲۱

پہلا حصہ: تحریف

قرآن و سنت ایک دوسرے کے متمم ہیں۔
گزشتہ ادیان میں تحریف کا مسئلہ

سنت میں تحریف کے سلسلے میں اسلاف کی تقلید ۴۸

آسمانی کتابوں میں گزشتہ امتوں کی تحریفیں ۵۷

توریت میں تحریف کے چند ثبوت

۶۳

قرآن مجید ایک جاودانی معجزہ

۷۰

قرآن مجید میں تحریف کی ایک ناکام کوشش ۷۴

اسلامی مصادر میں تحقیق ضروری ہے۔ ۷۸

خلاصہ

پہلے حصہ کے مصادر و منابع ۸۲

۸۵

دوسرا حصہ: سیف بن عمر تمیمی کا تحفہ

سیف کے جعلی اصحاب کا ایک اور گروہ ۹۳

رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچنے والے چند نمائندے ۹۶

رسول خدا (ص) اور ابوبکر (رض) کے گماشتے اور کارندے ۹۶

پیغمبر خدا (ص) کے ایلچی اور کارندے

۹۷

نام اصحاب بم

اصحاب گروہ انصار سے چند

۹۸

تیسرا حصہ : رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچنے والے مختلف قبائل کے منتخب نمائندے۔

تمیمی چوہیسواں جعلی صحابی : عبدہ بن قرط

۱۰۱

عبدہ کا خاندان اور اس کی داستان کا آغاز

۱۰۲

داستان کے مآخذ کی تحقیق

۱۰۲

روایت کی تحقیق

۱۰۲

مصادر و

مآخذ

۱۰۴

پچیسواں جعلی صحابی : عبد اللہ بن حکیم ،

ضبی

۱۰۵

چھبیسواں جعلی صحابی : حارث بن حکیم ، ضبی

۱۰۷

ستائیسواں جعلی صحابی : حلیم بن زید بن صفوان

۱۱۱

اٹھائیسواں جعلی صحابی : حر ، یا حارث بن خضرمہ ، ضبی

۱۱۳

حربین خضرمہ ضبی یا بلالی

۱۱۳

ضمہ کا شجرہٴ نسب

۱۱۴

تحقیق۔ داستان کے مآخذ کی

۱۱۴

سیف کی روایت کا دوسروں سے موازنہ
۱۱۵

خلاصہ

۱۱۵ سیف کی داستان کے نتائج

۱۱۷ سیف کی احادیث کے مآخذ

۱۱۸ سیف کی حدیث کے راوی

۱۱۸ مصادر و منابع

۱۱۹ جعلی صحابی : کیس بن بوذہ ،
سدوسی اس نام و نسب

۱۲۱ کبیس بن بوذہ کی داستان

۱۲۲

خلاصہ

۱۲۳

افسانہؑ کیس کے مآخذ کی تحقیق
داستانِ کبیس
نتیجہ

۱۲۶ افسانہؑ کبیس کی اشاعت کے ذرائع
مصادر
مآخذ

۱۲۸ چوتھا حصہ : رسولِ خدا (ص) اور ابوبکر (رض) کے گماشتے اور کارندے۔
تیسواں جعلی صحابی : عبید بن
صخر

۱۳۴ اس
۱۳۵ عبید بن صخر کی داستان
کانبس

۱۳۶ خلاصہ
۱۴۴ کی

داستانِ عبید کی تحقیق

۱۴۵ اس بحث و تحقیق کا نتیجہ

۱۴۵ اکتیسواں جعلی صحابی : صخر بن لوزان انصاری
۱۴۸

سیف کی احادیث کا نتیجہ

۱۵۰

سیف نے کن لوگوں سے روایت کی ہے ؟

۱۵۱

اس جھوٹ کو پھیلانے والے منابع

۱۵۱

مصادر و

مآخذ

۱۵۳

بتیسواں جعلی صحابی : عکاشہ بن ثورا لغوثی

۱۵۵

عکاشہ ، یمن میں کارگزار کی حیثیت سے

۱۵۹

تینتیسواں جعلی صحابی : عبد اللہ بن ثور

الغوثی

۱۵۹

عبد اللہ ثور ، ابوبکر (رض) کا

کارگزار

۱۵۹

داستان عکاشہ اور عبد اللہ کے مآخذ کی

۱۶۰

سیف کی روایتوں کا

تحقیق

موازنہ

۱۶۱

روایت کا

نتیجہ

۱۶۱

چونتیسواں جعلی صحابی ؛ عبید اللہ بن ثور غوثی

۱۶۴

مذکورہ تینا صاحب کا شجرہ

نسب

۱۶۵

خلاصہ

۱۶۷

راوی کے بیٹوں کے افسانہ کے
ان افسانوں کی اشاعت کرنے والے ۱۷۰
ذرائع ۱۷۰
مصادر
مآخذ

۱۷۲

پانچواں حصہ : رسول خدا (ص) کے ایلچی
رسول خدا (ص) کے ایلچی اور کارندے
۱۷۷
تاریخی حقائق پر ایک
نظر

۱۷۹

پینتیسواں جعلی صحابی : وبرة بن یحنس

۱۸۱

اس افسانہ میں سیف کے مآخذ ۱۸۴
تحقیق کی داستان
حقیقت

۱۸۴

داستان کی حقیقت اور افسانہ کا موازنہ
۱۸۶
وبرة کے افسانہ کے مآخذ اور ۱۸۷
مصادر
و

مآخذ

۱۸۸

چھتیس اور سینتیسویں جعلی اصحاب : اقرع بن عبد اللہ حمیری اور جریر بن عبد اللہ حمیری

ایلچی رسول خدا (ص) کے حمیری

۱۸۹

حمیری جریر بن عبد اللہ

۱۹۱

گواہ صلح ناموں میں معتبر

۱۹۱

جریر، مصیخ کی جنگ میں

۱۹۳

پلہ جریر، برمزان کا ہم

۱۹۴

تحقیق اقرع اور جریر کے افسانوں کی

۱۹۵

افسانہ تاریخی حقائق اور سیف کا

۱۹۶

نتیجہ اس افسانہ کا

۱۹۹

خلاصہ

۲۰۲

راوی دو حمیری بھائیوں کے افسانہ کے

۲۰۴

علماء اس افسانہ کو نقل کرنے والے

۲۰۵

- ۲۱۸ بیالیسواں اور تینتالیسواں جعلی صحابی : عوف ورکانی ، عوف زرقانی
- ۲۱۹ سیف کی ایک مخلوق ، تین روپوں میں عوف کس نسب سے ہے؟
- ۲۱۹ عوف و ورکانی کی داستان
- ۲۱۹ عوف ورکانی
- ۲۲۰ عوف ورکانی
- ۲۲۱ قضاعی بن عمرو سے متعلق ایک داستان
- ۲۲۲ قضاعی کے مآخذ اور راویوں کی تحقیق
- ۲۲۴ قضاعی بن قحیف : صحابی جعلی جوالیسواں بالکی
- ۲۲۴ قحیف ، طلحہ سے جنگ میں
- ۲۲۵ اس داستان کے راویوں کے بارے میں ایک بحث
- ۲۲۵ قحیف کی داستان پر ایک تحقیق

۲۲۵	مصادر	و	۲۲۸
مآخذ			
۲۲۷	پینتالیسواں جعلی صحابی :	عمر بن حکم قضاعی	۲۲۸
نسب	عمر بن حکم	کا	
۲۲۸	عمر و بن حکم کی داستان کا سر		
چشمہ			
۲۲۸	چھیالیسواں جعلی صحابی : امرؤ القیس (بنی عبد اللہ سے		
(
تعارف	علماء کے ذریعہ سے امرؤ القیس کا		
	عمر اور امرؤ القیس کے بارے میں ایک بحث		
جانشینی	امرؤ القیس عدی کی جگہ امرؤ القیس اصبح کی		
	تاریخ کی مسلم		
۲۳۸	رسول خدا (ص) کے حقیقی		
کارگزار			
۲۳۹	اس افسانہ سے	سیف کے	
نتائج			
۲۴۳	اس افسانہ کو	پھیلانے والے	
علماء			
۲۴۵			

۲۴۷

چھٹا حصہ : ہم نام اصحاب

سننالیسواں جعلی صحابی : خزیمہ بن ثابت ، غیر ازدی شہادتین
۲۵۰

ذو الشہادتین ، ایک قابل افتخار

۲۵۱

لقب

خزیمہؑ غیر ذو الشہادتین کو جعل کرنے میں سیف کا

مقصد

۲۵۴

افسانہؑ خزیمہ کے مآخذ اور راوی

۲۵۸

سیف کے افسانے اور تاریخی

۲۵۹

حقائق

خزیمہ کے افسانہ پر ایک

بحث

۲۷۰

اس بحث کا

نتیجہ

۲۷۶

مصادر

و

مآخذ



۲۷۸

سماک بن خرشہؑ انصاری (ابودجانہ

۲۸۲

(

ابو دجانہ اور رسول خدا (ص) کی

تلوار

۲۸۲

سماک بن خرشہؑ جعفی ،

تابعی

۲۸۷

اڑتالیسواں جعلی صحابی: سماک بن خرشہ انصاری (ابو دجانہ کے علاوہ) ۲۸۹

بے شوہر قحطانی عورتوں کا انجام ۲۸۹

سماک بن خرشہ ، سپہ سالار کے عہدے پر ۲۹۰

سماک ، عراق کا گورنر ۲۹۳

افسانہ سماک کے راوی

تاریخی حقائق اور سیف کے افسانے ۲۹۴

بمدان اور دستیابی کی فتح کیلئے عروہ کی ما موریت ۲۹۵

عروہ، خلیفہ عمر (رض) کی خدمت میں ۲۹۶

تحقیق کا نتیجہ

اسلامی مصادر میں سیف کے افسانے ۲۹۹

سیف کے ہم نام اصحاب کا ایک ۳۰۱

گروہ سماک کا افسانہ نقل کرنے والے ۳۰۵

علماء مصادر و ۳۰۶

مآخذ

۳۰۸ ساتواں حصہ: گروہ انصار میں سے چند اصحاب

انچاسواں جعلی صحابی : ابو بصیرہ انصاری

۳۱۳

ابو بصیرہ کے افسانہ میں سیف کے
۳۱۵
افسانہ ابو بصیرہ کا

مآخذ

نتیجہ

۳۱۶

مصادر

و

مآخذ

۳۱۷

پچاسواں جعلی صحابی : حاجب بن زید ، یا یزید انصاری
۳۱۸ مصادر و مآخذ

اشہلی

۳۲۱

اکاون واپ جعلی صحابی : سہل بن مالک
۳۲۲

انصاری

سہل بن مالک کعب بن مالک کا ایک
۳۲۲

بہائی

سہل اور اس کے خانبے پر ایک بحث
۳۲۳

سہل بن یوسف ، سیف کا ایک
۳۲۴

راوی

اس تحقیق کا

نتیجہ

۳۲۵

قلمی

سرق

۳۲۵

سہل کے افسانہ کی اشاعت کرنے والے علماء
۳۲۶

مآخذ کی

تحقیق

۳۳۰

خلاصہ

۳۳۰

کا

افسانہ

اس

نتیجہ

۳۳۳

مصادر

و

مآخذ

۳۳۵

انصاری

یربوع

بن

اسعد

صحابی

جعلی

واہ

باون

خزرجی

کے

۳۳۷

افسانہ

کے

اسعد

نتائج

۳۳۹

مصادر

و

مآخذ

۳۴۰

کی

مالک

سلمیٰ

صحابی

جعلی

ترینواں

بیٹی

۳۴۱

کتے

کے

حواب

اور

سلمیٰ

۳۴۱

چند

میں

بارے

کے

داستان

کی

قرفہ

ام

حقائق

کی

کتوں

کے

حواب

اور

افسانہ

کا

قرفہ

ام

داستان

کی

مآخذ

کے

افسانہ

کے

زمل

ام

تحقیق

۳۴۷

ام زمل کے افسانہ کی اشاعت کرنے والے
۳۴۷ علماء

حواء کی داستان اور حدیث کے بارے میں چند حقائق
۳۵۱

ام قرفہ کی بیٹوں کے بارے میں ایک تحقیق
۳۵۳

افسانہٴ ام زمل کا
نتیجہ

۳۵۳
مصادر و

ماخذ

۳۵۶
فہرست
اعلام

۳۵۷
امتوں ، قوموں ، قبیلوں گروہوں اور مختلف ادیان و مکاتب فکر کے پیروں کی
فہرست
۳۶۹

اس کتاب میں مذکور مصنفوں اور مؤلفوں کی
فہرست
۳۷۳

جغرافیائی مقامات کی
فہرست

۳۷۶
منابع و مصادر کی
فہرست

۳۸۰
تاریخی و قائع کی
فہرست

۳۸۴
عراق کے ایک نامور مصنف
استاد جعفر الخلیلی کا مقالہ

استاد جعفر الخلیلی ، ادبیات عرب کے نامور داستان نویسوں میں شمار ہوتے ہیں ۔ وہ کئی روزناموں ، من جملہ ” الراعی“ اور ” الهاتف“ کے مالک ہیں ۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں نمونہ کے طور پر ” ہکذا عرفتمہم“ اور ” فی قری الجن“ قابل ذکر ہیں ۔ جناب جعفر الخلیلی ، مقدس مقامات کی تاریخ اور دیگر علمی و ادبی آثار کے سلسلے میں تأسیس کئے گئے ”موسوعہ العتبات المقدسہ“ نام کے ایک عظیم کمپلیکس کو بھی چلاتے ہیں۔

استاد محترم نے اپنے ایک رسالہ میں کتاب ” ایک سو پچاس جعلی اصحاب “ کے بارے میں یوں اظہار نظر کیا:

” ۱۵۰ جعلی اصحاب“ نامی کتاب، اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے ، جس میں ۱۵۰ جعلی اصحاب میں سے ۳۹ ایسے اصحاب کی زندگی کے حالات درج ہیں ، جن کا حقیقت میں کوئی وجود ہی نہیں تھا ، بلکہ انہیں ایک شخص نے خلق کرکے صحابی کا لباس ان کے زیب تن کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کسی نہ کسی موضوع پر کوئی حدیث گھڑ کر ان سے نسبت دی ہے۔ اس شخص نے اپنے چند خیالی راویوں کے ذریعہ ان افسانوی اصحاب کو حقیقت کا روپ بخشنے کی کوشش کی ہے یہ قصہ گو ، نسب شناسوں اور محققوں کی نظر میں زندقی ، فریب کار اور احادیث میں دخل و تصرف کرنے کا ملزم ٹھہرایا گیا ہے اس کے بارے میں سادہ اور مختصر طور پر یوں کہا گیا ہے:

” اس کی روایتوں کی کوئی ساکھ نہیں ہے اور وہ ناقابل اعتبار ہیں ۔“

یہ کتاب عظیم دانشور ، انتھک محقق اور اصول دین کالج بغداد کے پرنسپل سید مرتضیٰ عسکری کی تخلیق اور تالیف ہے جو علمی اور دینی پیشوا کی حیثیت سے کاظمین اور بغداد جیسے دو بڑے شہروں کے اکثر باشندوں میں مقبول عام ہیں ۔

جناب عسکری علمی مقام و منزلت کے علاوہ ایک ایسی خصوصیت کے مالک ہیں جو دوسرے مصنفین اور محققین میں بہت کم پائی جاتی ہے اور وہ ہے ان کا عجیب اور انوکھے علمی موضوعات کا انتخاب کرنا ، ان پر تسلط اور بحث و تحقیق کا قارئین پر اثر ڈالنا جو انہیں حیرت میں ڈال کر ان کو داد دینے پر مجبور کرتے ہیں۔

استاد جب اس قسم کے موضوع پر بحث و تحقیقی کرنے بیٹھتے ہیں تو ایسے مسلط اور مسلح نظر آتے ہیں کہ کسی قسم کی کمی محسوس ہی نہیں کرتے جس کے لئے انہیں دوڑ بھاگ کرنے کی ضرورت ہو وہ کبھی بھی خاص علمی و استدلالی بحث سے ہٹ کر جذبات اور احساسات سے کام نہیں لیتے۔

یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ تاریخ کے اہم اور تاریک زاویوں کی علمی بحث و تحقیق کے دوران اس کے اختتام تک اپنے جذبات اور نفسانی خواہشات پر قابو پاسکے ۔ کیونکہ اکثر محققین ہوتے ہیں جو چاہتے ہیں کہ تاریخ کو من پسند صورت میں لکھیں اور تمنا رکھتے ہیں کہ تاریخی ان دلی خواہشات کے مطابق ہوں !!

ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ حقیقت میں اپنی ذاتی خواہشات اور جذبات کا گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو صرف علمی بحث و تحقیقی کیلئے وقف کرنے والے علمائے اور محققین بہت کم ہوتے ہیں ۔ ایسے علماء اور محققین گئے چنے ہی نظر آتے ہیں جو اپنے قلم کو اپنی نفسانی خواہشات ، ذاتی اور مذہبی جذبات اور کسی خاص گروہ کی طرفداری سے بالا تر رہ کو وقائع کو ثابت کرتے وقت صرف محسوس اور مستند علمی حقیقتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے منطقی ، معقول اور قابل قبول امور کی پیروی کرسکتے ہیں۔

ایسے حالات میں جب کہ علماء اور محققین ایسے بنیادی موضوعات کی طرف کم توجہ دیتے ہیں ، استاد عسکری نے اس قسم کی بحث و تحقیق کا بیڑا اٹھایا ہے ، جس کے نتیجہ میں حدیث و تاریخ کی بحثوں پر مشتمل اپنی گراں بہا علمی کتاب ” عبد اللہ ابن سبا“ تالیف فرما کر ہمارے اختیار میں قرار دی ہے :

استاد محترم نے اس کتاب میں سیف ابن عمر تمیمی کی زندگی کے حالات ، اس کے اور اس کی احادیث کے بارے میں محدثین اور ثقات کے نظریات ، علماء اور محدثین کی نظر میں سیف کی احادیث اور افسانوں کی قدر و قیمت ، سر انجام اس کو زندقی اور جھوٹی احادیث گھڑنے کا مجرم ٹھہرانے کے سلسلے میں اس کتاب میں مفصل بحث و تحقیق کی ہے۔

اس بارے میں مفصل بحث کے بعد استاد اسی نقل شدہ روایات کے ذریعہ سے ” عبد اللہ ابن سبا“ کی شخصیت پر بحث و تحقیق کرتے ہیں اور اس جستجو میں صحیح علمی روش کے مطابق ” عبد اللہ ابن سبا“ کے بارے میں سیف بن عمر سے نقل ہوئی تمام احادیث اور روایتوں کی تحقیق کرتے ہیں ۔ اس سلسلے میں مؤرخین کی تمام تائیدات اور وضاحتوں ، خاص کر ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے جو کچھ نصوص اور وضاحتوں کی صورت میں ” عبد اللہ ابن سبا“ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے ، اس سے استفادہ کرتے ہوئے سیف کے تمام افسانوں کو منعکس کر کے ثابت کر دیتا ہے کہ اس شخص (عبد اللہ بن سبا) سے مربوط روایات کا سرچشمہ صرف سیف بن عمر کے افسانے ہیں ، اس کے علاوہ کسی اور مصدر و مآخذ میں ان کا ذکر نہیں ہوا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے بعض علمائے متقدمین ، ” عبد اللہ بن سبا“ کے خیالی شخصیت ہونے اور سیف بن عمر تمیمی کے ذریعہ اس کی زبانی جھوٹی احادیث جاری کرانے کے بارے میں متوجہ ہوئے تھے۔

متاخرین اور عصر حاضر کے علماء میں سے ، عرب دنیا کے بے مثال ادیب و مصنف ڈاکٹر طہ حسین نے بھی ” عبد اللہ ابن سبا“ کے ایک افسانوی اور خیالی شخصیت ہونے کے بارے میں اشارہ کیا ہے۔ لیکن ہمارے متقدمین اور متاخرین میں سے کوئی بھی اس حالت میں نہیں تھا جو سیف بن عمر جیسے افسانہ ساز اور جھوٹے آدمی کے حالات اور اس کی شخصیت کے بارے میں تحقیق کرنے کی زحمت اٹھاتا ، حقیقت میں سیف بن عمر ایک ایسا شخص تھا جس نے بڑی آسانی کے ساتھ اسلامی تاریخ میں کئی دلاور اور سورما خلق کئے اور ان کی زبان پر اپنی من پسند احادیث ، اشعار اور رجز خوانیاں جاری کر کے اپنے اغراض و مقاصد کو ان سے نسبت دی ہے ۔ جبکہ وہ خود جھوٹ ، افسانے سازی ، دلاوریاں جعل کرنے اور زندقی و گمراہی میں معروف تھا۔

جناب عسکری پہلے محقق ہیں جنہوں نے ” ابن سبا“ کی روایت کے سلسلے میں جستجو کرنے کیلئے قدم اٹھایا اور سیف کے ذریعہ سے اس کو خلق کرنے کی کیفیت قارئین کے اختیار میں دی ، اس طرح کسی کیلئے حتی علمی تحقیق سے دور کا بھی واسطہ نہ رکھنے والوں کیلئے بھی چون و چرا کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی ہے۔

سیف کے افسانوں اور اس کے جھوٹ کی تحقیق کے دوران جناب عسکری کی نظر چند مشکوک احادیث و روایات پر پڑتی ہے ، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس (سیف) نے ان مشکوک روایتوں کو بعض نامور صحابیوں سے نسب دی ہے ۔

یہ مسئلہ اس بات کا سبب بنا کہ استاد نے ” عبد اللہ بن سبا“ کی بحث و تحقیق کو ادھورا چھوڑ کر ان مشکوک روایتوں اور ان کے راویوں کے بارے میں تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا۔

استاد نے اس قسم کی احادیث کی روایت کرنے والے اصحاب کو پہچانے کیلئے تاریخ کے صفحات میں مسلسل پانچ سال تک انتھک جستجو اور تلاش کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ :

۱۔ سیف بن عمر کے ۱۵۰ ایسے راویوں کا جعلی ہونا آشکار ہوا ، جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں تھا اور سیف نے انہیں حقیقی ، مسلم اور ناقابل انکار اصحاب کی حیثیت سے پیش کر کے ان سے روایتیں بھی نقل کی ہیں۔

۲۔ سیف کی روایت کی گئی زیادہ تر احادیث بے بنیاد ہیں اور صرف سیف کے تخیل کی پیدائش ہیں اور اسی کی زبان پر جاری ہوئی ہیں ۔

۳۔ اس کی بعض احادیث کسی حد تک حقیقی تھیں لیکن سیف نے خاندانی تعصب اور زندقہ بونے کے ملزم ٹھہرائے جانے کے پیش نظر ان احادیث کو اپنے من پسند بنانے کیلئے ان میں تحریف اور تصرف کر کے ان کا حلیہ ہی بگاڑ کے رکھ دیا ہے اور اس طرح ان احادیث کی اصل کے ساتھ کوئی شبہات ہی باقی نہیں رہی ہے بلکہ بالکل جھوٹی احادیث بن کر سامنے آگئی ہیں ۔

۴۔ بہت سی جگہوں پر مشاہدہ ہوتا ہے کہ سیف اپنی حدیث کو شروع میں ایک نامور اور حقیقی راوی یا محدث سے نقل کرتا ہے لیکن آخر میں راویوں کے سلسلہ کو اپنے کسی جعلی صحابی تک پہنچاتا ہے اس طرح انسان ابتداء میں سوچتا ہے کہ یہ روایت صحیح اور بے عیب ہے لہذا تصور کرتا ہے کہ حدیث کے راویوں کی دوسری کڑیاں بھی صحیح ہوں گی جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی چالاک اور بابوش مؤرخ ایسی احادیث پر دقت سے نظر ڈالے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس قسم کی احادیث کو جھوٹ اور بے بنیاد طور پر ایسے نامور راویوں سے نسبت دے کر انہیں ان کی زبان پر جاری کیا گیا ہے ۔ سیف نے خاص طور پر یہ کام کیا ہے تا کہ یہ دکھائے کہ یہ روایت اس سے نقل کی گئی ہے ، جبکہ نامور راویوں سے منقول اس قسم کے مطالب سیف بن عمر تمیمی کے علاوہ کسی اور کے ہاں نہیں ملتے۔

بہر حال ، مشکلات کے باوجود ، استاد نے اس وسیع علمی اور تحقیقی کام کی انجام دہی کیلئے مصمم عزم و ارادہ کے ساتھ میدان عمل میں قدم رکھا ہے جبکہ اس قسم کی علمی بحث و تحقیق کی راہ میں موجود مشکلات اور رکاوٹوں کے پیش نظر ایسے کام کو انجام دینا ایک گروہ کیلئے مشکل اور ناقابل برداشت ہوتا ہے ، ایک شخص کی بات ہی نہیں ! ہاں ان تمام مشکلات و موانع کے باوجود انہوں نے اس کام کو بہت ہی اچھی طرح انجام دیا ہے ۔

اس گراں بہا کتاب میں انتہائی باریک بینی کا لحاظ رکھنے کے علاوہ دیگر خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں سیف کی ہر خیالی شخصیت کے بارے میں الگ الگ باب میں مفصل بحث کی گئی ہے اس کے خیالی اماکن اور جگہوں کے بارے میں بھی تحقیق کی گئی ہے اس کے علاوہ ہر ایک فصل و بحث کے آخر میں اس سے متعلق مصادر اور مآخذ کو منظم و مرتب کر کے درج کیا گیا ہے تا کہ قارئین کو اس کتاب کے علاوہ کہیں اور مراجعہ کرنے کی ضرورت نہ پڑے اس طرح اس کتاب میں سیف کے جعل کئے گئے اصحاب ، ان سے نسبت دی گئی احادیث اور ان کی زبانی جاری کئے گئے اشعار و دلاویزوں جیسے مطالب کی وجہ سے پیدا شدہ شک و شبہات دور ہو جائیں۔

مؤلف محترم نے کتاب کے اس حصہ میں سیف بن عمر تمیمی کے بلا واسطہ خلق کئے گئے ۱۵۰ جعلی اصحاب میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے حالات پر بحث و تحقیق کی ہے:

۱۔ قعقاع بن عمرو بن مالک تمیمی

۲۔ عاصم بن عمرو بن مالک تمیمی

۳. اسود بن قطیبہ بن مالک تمیمی
۴. ابو مفرز تمیمی۔
۵. نافع بن اسود بن قطیبہ تمیمی ۔
۶. عقیف بن منذر تمیمی۔
۷. زیاد بن حنظلہ تمیمی۔
۸. حرملہ بن مریطہ تمیمی۔
۹. حرمہ بن سلمی ، تمیمی۔
۱۰. ربیع بن مطر بن ثلج تمیمی۔
۱۱. ربیع بن افکل تمیمی۔
۱۲. اٹّ بن ابی اٹّ تمیمی۔
۱۳. سعیر بن خفاف تمیمی۔
۱۴. عوف بن علاء چشمی تمیمی۔
۱۵. اوس بن جذیمہ تمیمی۔
۱۶. سہل بن منجاب تمیمی۔
۱۷. وکیع بن مالک تمیمی۔
۱۸. حصین بن نیار حنظلی تمیمی۔
۱۹. حارث بن ابی ہالہ تمیمی۔
۲۰. زبیر بن ابی ہالہ تمیمی۔
۲۱. طاہر بن ابی ہالہ تمیمی۔
۲۲. عبید بن صخر بن لوزان سلمی۔
۲۳. عکاشہ بن ثور، غوثی۔
۲۴. عبد اللہ بن ثور غوثی۔
۲۵. عمرو بن حکم قضاعی۔
۲۶. امرؤ القیس ، کلبی۔
۲۷. وبرة بن یحس ، خزاعی۔
۲۸. اقرع بن عبد اللہ حمیری۔
۲۹. صلصل بن شرحبیل۔
۳۰. عمرو بن محجوب، عامری۔
۳۱. عمر بن خفاجی ، عامری۔
۳۲. عوف ورکانی۔
۳۳. عویف زرقانی۔
۳۴. قضاعی بن عمرو۔
۳۵. خزیمہ بن ثابت انصاری
۳۶. بشیر بن کعب



معزز مصنف نے اس کتاب کے مقدمہ میں ان عوامل پر مفصل روشنی ڈالی ہے ، جن کے سبب قدیم زمانے سے آج تک مصنفین اور مؤرخین نے خلافِ حقیقت اور جھوٹ پر مبنی ان مطالب کو اپنی

کتابوں میں درج کیا ہے ۔ اس سلسلے میں بنیادی اسباب کے طور پر اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھانا اور وقت کے حکام اور طاقتور طبقہ کی مصلحتوں کے موافق عمل کرنا بیان کیا گیا ہے ۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام سے پہلے اور پہلی صدی ہجری میں نیز اس کے بعد بھی مختلف معاشروں پر خاندانی تعصبات کی زبردست حکمرانی تھی ۔ اس کے پیش نظر ہم آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں کہ سیف بن عمر تمیمی نے کیوں اپنے جعلی اصحاب میں سے زیادہ تر گروہوں کو قبیلہ تمیم سے خلق کیا ہے ؟!

اس نے رسول خدا (ص) کے سب سے پہلے حامی و مددگار کو قبیلہ تمیم سے کیوں خلق کیا ؟ جب کہ آنحضرت (ص) کے نزدیک ترین رشتہ دار جیسے ابو طالب بنی ہاشم سے دوسرے اعزہ موجود تھے!۔

سیف نے اسلام کے پہلے شہید کو قبیلہ تمیم سے خلق کیا ہے ۔ رسول خدا (ص) کے پروردہ کو تمیمی جعل کیا ہے ۔ حتیٰ آنحضرت (ص) کے پروردہ صرف ایک تمیمی پروردہ کی تخلیق پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اس نے پیغمبر خدا (ص) کیلئے دو اور منہ بولے بیٹے بھی تمیم سے خلق کئے ہیں ۔ !!
یہ وہ مطالب ہیں جن کے بارے میں مصنف محترم نے اس کتاب میں مفصل بحث و تحقیق کی ہے یہ وہ موضوعات ہیں جو ہمارے علماء و محققین کی طرف سے توجہ ، تحقیق ، جستجو ، احادیث کی چھان بین اور جانچ پڑتال نہ کرنے کے سبب صدیوں تک دانشوروں سے پوشیدہ رہے ہیں۔

اہم مسئلہ زندیقی ہے ، جس کا سیف ملزم ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ چیز اسے اس بات کی اجازت دیتی ہے بلکہ مجبور کرتی ہے کہ اپنے عقائد و افکار پر اسلام کا لبادہ ڈال کر اپنے ناپاک عزائم پر عمل کرسکے۔ اس طرح اسلام کی صحیح تاریخ میں شک و شبہ ایجاد کر کے رخنہ اندازی کرے ۔ چونکہ سیف تخیلات پر ید طولی رکھتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے عقائد و افکار کو آسانی کے ساتھ متعدد احادیث اور روایتوں کی صورت میں پیش کرنے میں کامیاب ہوا ہے ۔ ان روایتوں کو اس نے ایک دوسرے پر ناظر کی صورت میں جعل کیا ہے ان روایتوں میں سے بعض کو اس نے خیالی راویوں سے نقل کیا ہے اور بعض کو مشہور و معروف راویوں سے نسبت دی ہے اس طرح اپنے افکار و عقائد پر مبنی مطالبات و خواہشات کو ان کی زبانی بیان کرتا ہے ، اس نے یہ روایتیں ایسے راویوں سے منسوب کی ہیں جو سالہا سال پہلے اس دنیا سے چل بسے ہیں اور زندہ نہیں ہیں جو اپنے بارے میں لگائی گئی تہمتوں کی تردید کرسکیں یا ان سے منسوب کی گئی روایتوں سے انکار کریں۔

اس کتاب نے علمی تحقیق میں ایک نیا باب کھولا ہے تعصب و جذبات سے بالاتر رہ کر تاریخ نویسی ، تاریخ کے صفحات سے ملاوٹ ، جھوٹ اور توہمات کو پاک کرنے اور حدیث و روایات کو علم کی کسوٹی پر پرکھنے میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس نے عام طور پر معجزانہ اور حیرت انگیز حد تک اثرات ڈالے ہیں۔

آخر میں اس محنت کش اور انتھک جستجو کرنے والے مصنف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے مقدس مقصد تک پہنچنے کیلئے تنہا ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جو حقیقت میں منتخب ماہروں ، دانشوروں اور علم و ادب کے محققوں کی ایک ٹیم کا اجتماعی کام ہے۔

بغداد ، جعفر الخلیلی

پہلا حصہ :

تحریر

- قرآن و سنت ایک دوسرے کے متمم ہیں۔
- گزشتہ ادیان میں تحریر کا مسئلہ۔
- سنت میں تحریر کے سلسلہ میں متقدمین کی تقلید۔
- آسمانی کتابوں میں گزشتہ امتوں کی تحریفیں۔
- توریت میں تحریر کے چند ثبوت
- قرآن مجید ایک لافانی معجزہ
- قرآن مجید میں تحریر کرنے کی ایک ناکام کوشش
- اسلامی مصادر کی تحقیق ضروری ہے۔

قرآن و سنت ایک دوسرے کے متمم ہیں

تمام اصول ، عقائد ، احکام اور دوسرے معارف و اسلامی علوم کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ ان کی تشریح و تفسیر اور ان پر عمل کرنے کا طریقہ پیغمبر اسلام (ص) کی گفتار و رفتار میں مشخص ہوا ہے ، جسے حدیث و سیرت رسول (ص) کہا جاتا ہے ۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول (ص) کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے مانند قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے :

> آ طِيعُوا اللَّهَ وَ رَسُوْلَهُ < (۱)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

اور پیغمبر (ص) کی نافرمانی کو اپنے احکام کی نافرمانی جانتے ہوئے فرماتا ہے :

> وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ رَسُوْلَهُ قَانَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ < (۲)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اس کیلئے جہنم ہے۔

۱۔ انفال / ۱، آل عمران / ۱۳۲، نساء / ۵۹، انفال / ۲۰، ۴۶، نور / ۵۴، محمد / ۳۲، مجادلہ / ۱۳، تغابن / ۱۲، نور / ۵۶، آل عمران / ۵۰، شعراء / ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۴۴، ۱۳۱، ۱۵۰، ۱۶۳، زخرف / ۱۶۳، مریم / ۲، نساء / ۶۴۔
۲۔ جن / ۲۲، نساء / ۴۲، بود / ۵۹، حاقم / ۱۰، شعراء / ۲۱۶، نوح / ۲۱، نساء / ۱۴، احزاب / ۳۶، مجادلہ / ۸ و ۹۔
خدا اور اس کے پیغمبر (ص) کی طرف سے وضع کئے گئے احکام و فرامین کے مقابلہ میں مؤمنین کے اختیارات کو سلب کرتے ہوئے فرماتا ہے :

> وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَىٰ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللّٰهُ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّٰ ضَلَالًا مُّبِيْنًا < (۱)

اور کسی مؤمن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا و رسول (ص) کسی امر کے بارے میں فیصلہ کردیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا و رسول (ص) کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔

خدائے تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو اس کی گفتار و رفتار میں اپنی حجت قرار دیکر انہیں امت کا پیشوا مقرر فرمایا ہے تاکہ لوگ ان کی پیروی کریں ۔ جیسا کہ فرماتا ہے :

> قَامِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الَّذِیْ یُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَ کَلِمَاتِهِ وَ تَبِعُوْهُ < (۲)

لہذا اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لے آؤ جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کا اتباع کرو

دوسری جگہ فرماتا ہے:
<إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي >

۱. احزاب / ۳۶

۲. اعراف / ۱۵۸ ، اس سلسلہ میں قرآن مجید میں بہت سی آیات موجود ہیں۔
کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ (۱)

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے :
<لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ>

بے شک پیغمبر (ص) خدا تم لوگوں کیلئے بہترین نمونہ عمل ہیں۔ (۲)

یہ اور اس کے علاوہ بھی اس موضوع کے بارے میں خدا کے ارشادات موجود ہیں۔ پیغمبر اسلام (ص) نے بھی اس سلسلے میں چند فرمائشیں بیان کی ہیں ، جن میں سے بعض مکتب خلفاء کی حسب ذیل صحیح اور معتبر کتابوں میں درج ہوئی ہیں:

۱۔ "سنن" ترمذی ، ابن ماجہ ، دارمی ، "مسند" احمد اور اسی طرح سنن ابو داؤد میں "کتاب السنة" کے "باب لزوم السنة" میں یوں آیا ہے:

"مقدام بن معدی کرب (۳) نے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا :

"جان لو کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے اور اس کے ہمراہ اس کے ہم پایہ سنت بھی ہوشیا ربو عنقریب ایک شکم سیر مرد تخت سے ٹیک لگائے ہوئے کہے : صرف قرآن

۱. آل عمران / ۳۱

۲. احزاب / ۲۱

۳. مقدمہ معدی کرب کندی ، کندہ کے دوسرے نمائندوں کے ہمراہ رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا ہے مقدمہ نے رسول خدا سے ۴۷ احادیث نقل کی ہیں کہ ان سب کو مسلم کے علاوہ تمام صحاح اور سنن میں نقل کیا گیا ہے مقدمہ نے شام میں ۸۷ ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ "اسد الغابہ" (۴/ ۴۱۱) ، "جوامع السیرة" (ص ۲۸۰) ، "تقریب التہذیب" (۲/ ۲۷۲)

لے لو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو کچھ بھی اس میں حرام پاؤ اسے حرام سمجھو "سنن" ترمذی میں مذکورہ حدیث میں یوں اضافہ ہوا ہے:

"جبکہ بے شک جس چیز کو رسول (ص) خدا نے حرام قرار دیا ہے گویا اسے خدا نے حرام قرار دیا ہے"

"سنن" ابن ماجہ میں مذکورہ حدیث کے آخر میں آیا ہے :

"خدا کی طرف سے حرام قرار دینے کی طرح ہے"

"مسند" احمد حنبل میں مقدمہ معدی کرب سے روایت نقل ہوئی ہے کہ :

رسول خدا (ص) نے خیبر کی جنگ میں بعض چیزوں کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا: وہ وقت دور نہیں جب تم میں سے ایک شخص میری باتوں کی تردید کرنے پر اتر آئے گا اور جب میری حدیث اسے سنائی جائے گی تو وہ آرام سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہوا کہے گا : ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کی کتاب موجود ہے جس چیز کو اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو گے اور جس چیز کو حرام پائیں گے اسے حرام جانو۔

ہوشیار رہو ! جس چیز کو پیغمبر خدا (ص) نے حرام قرار دیا ہے گویا اسے خدا نے حرام قرار دیا ہے۔

۲۔ "سنن" ترمذی ، ابن ماجہ ، مسند احمد حنبل اور "سنن" ابو داؤد میں "عبید اللہ بن ابی رافع" (۲)

۱۔ عبید اللہ ابو رافع ابن "ابو رافع" پیغمبر خدا (ص) کا آزا دکیا ہوا ہے۔ عبید اللہ کے ذمہ امیر المؤمنین کے دیوان کی کتابت تھی۔ وہ محدثین کے تیسرے طبقہ کے ثقات میں شمار ہوتا ہے اور اس کی حدیثوں کو احادیث کی کتابیں لکھنے والے تمام مؤلفین نے نقل کیا ہے "تقریب التہذیب" (۱/ ۵۳۲) (نمبر ۱۴۴۱) اپنے باپ سے نقل کر کے کہتا ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

بوشیار رہو! میں تم میں سے اس شخص کو اپنے مسند پر خوشحال تکیہ لگا کر بیٹھا ہوا نہ دیکھوں کہ جس کے سامنے میرا وہ فرمان سنایا جائے کہ جس میں میں نے کسی کا م کے انجام دینے یا اسے ترک کرنے کا حکم دیا ہو، اور وہ جواب میں کہے: نہیں جانتا! میں جو کچھ خدا کی کتاب میں پاؤں گا اسی پر عمل کروں گا!!

"مسند" احمد میں مذکورہ حدیث کا آخری جملہ یوں آیا ہے:

"میں نے اسے خدا کی کتاب میں نہیں پایا ہے"

۲۔ "سنن" ابو داؤد، کتاب خراج کے باب تعشیر اہل ذمہ "میں" عرباض بن ساریہ (۱) سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کہا:

ہم پیغمبر (ص) کے ہمراہ خیبر میں پہنچے، اس وقت میں کہ چند اصحاب رسول خدا (ص) کے ہمراہ تھے، خیبر کے باشندوں کا رئیس، جو ایک بد اخلاق شخص تھا، آگے بڑھا اور گستاخانہ انداز میں رسول خدا (ص) سے کہنے لگا:

اے محمد! کیا یہ صحیح ہے کہ تم ہمارے مویشیوں کو مار ڈالو، ہمارے میوؤں کو کھاؤ اور ہماری عورتوں کو اذیت پہنچاؤ گے؟!

پیغمبر خدا (ص) اس موضوع سے سخت غصہ میں آئے اور "عبدا لرحمان عوف" سے مخاطب ہو کر فرمایا: ۱۔ ابو نجیح، عرباض بن ساریہ سلمیٰ نے رسول خدا (ص) سے ۳۱ حدیثیں روایت کی ہیں اور "بخاری و مسلم کے علاوہ" صاحبان صحاح نے ان حدیثوں کو نقل کیا ہے۔ عرباض ۷۵ ھ میں یا ابن زبیر کے فتنہ کے وقت میں اس دنیا سے چل بسا۔ "اسد الغابۃ" (۳/ ۳۹۹) "جوامع السیرہ" ص ۲۸۱ اور "تقریب التہذیب" (۲/ ۱۷)

گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں کے درمیاں اعلان کرو کہ "بہشت مؤمنوں کے علاوہ کسی کا حق نہیں ہے اور کہہ دو کہ لوگ نماز کیلئے جمع ہوجائیں"

عرباض کہتا ہے:

لوگ تمام اطراف سے نماز ادا کرنے اور پیغمبر (ص) کے بیانات سننے کیلئے جمع ہوئے اور رسول خدا (ص) کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس کے بعد رسول خدا (ص) کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں سے بعض لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے گمان کر رہے ہو ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں حرام قرار دی گئی چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کو حرام قرار نہیں دیا ہے؟!

بوشیار رہو! میں نے تمہیں نصیحت کی ہے اور بعض امور کو انجام دینے اور بعض سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے یہ سب قرآن مجید کے حکم کے برابر ہیں یا اس سے بھی زیادہ (یہ حائز اہمیت اور واجب العمل ہیں) خدائے تعالیٰ نے تمہارے لئے جائز نہیں قرار دیا ہے کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل ہوجاؤ یا ان کی عورتوں کو اذیت پہنچاؤ گے یا ان کے میوے کھاؤ گے جبکہ انہوں نے اپنے ذمہ لیا ہوا کام انجام دیا ہے۔

۴۔ "مسند" احمد حنبل میں ابو ہریرہ (۱) سے نقل کر کے آیا ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

۱۔ ابوہریرہ قحطانی دوسی یہ لقب " ابو ہریرہ " (بلی باز) اس لئے پڑا تھا کہ اس کے پاس ایک پالتو بلی تھی یا یہ ایک بار رسول (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی پالتو بلی آستین میں چھپائے ہوئے تھا ، اس لئے آنحضرت نے اسے " ابو ہریرہ " خطاب فرمایا ۔ ابو ہریرہ خیبر کی جنگ میں رسول خدا (ص) کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا ہے ۔ اس نے رسول خدا (ص) سے ۵۳۷۴ حدیثیں روایت کی ہیں ۔ ان احادیث کو عام اصحاب حدیث نے نقل کیا ہے " اسد الغابہ " (۵/۳۱۵) ، " جوامع السیرہ " ص ۲۷۵ ، " عبدا للہ بن سبا " (۱/۱۶۰ طبع آفست ۱۳۹۳ ھ)

میں تم میں سے ایک شخص کو نہ دیکھو نہ جس کے سامنے بیان کی جائے تو وہ آرام سے اپنی جگہ پر تکیہ لگائے ہوئے کہے : اس سلسلے میں مجھے قرآن مجید سے بتاؤ!!
 " سنن " دارمی کے مقدمہ میں حسان بن ثابت انصاری (۱) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ اس نے کہا:
 جس طرح جبرئیل پیغمبر (ص) کیلئے قرآن لے کر نازل ہوئے تھے ، اسی طرح آنحضرت (ص) کیلئے سنت لے کر بھی نازل ہوتے تھے ۔

كَانَ جِبْرِئِيلُ يَنْزِلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ بِالسُّنَّةِ ، كَمَا يَنْزِلُ عَلَى الْقُرْآنِ .

یہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی کے چند نمونے ہیں جن میں امت اسلامیہ کو رسول خدا (ص) اور آپ (ص) کی سنت کی اطاعت کرنے کا حکم ہوا ہے اور ان کی نافرمانی سے منع کیا ہے ۔ جو لوگ صرف قرآن مجید سے تمسک کرکے سنت رسول خدا (ص) کو پامال کرتے ہیں اور اس کی اعتنا نہیں کرتے پیغمبر نے (ص) ان کی سرزنش و ملامت کی ہے۔

اس کے پیش نظر بنیادی طور پر اسلام کو سنت پیغمبر (ص) کی طرف رجوع کئے بغیر صرف قرآن مجید کی آیات سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ چند مثالوں سے اس حقیقت کو واضح اور روشن کیا جاسکتا ہے:

۱۔ ابو عبدا لرحمان یا ابو الولید ، حسان بن ثابت انصاری خزرجی ، یہ رسول (ص) خدا کا شاعر اور مسجد میں آنحضرت (ص) کے مناقب پڑھتا تھا۔ رسول خدا (ص) نے اس کے حق میں فرمایا ہے : " خدائے تعالیٰ حسان کی اس وقت تک روح القدس کے عنوان سے تائید کرے جب تک وہ رسول خدا (ص) کی حمایت کرتا ہے " حسان اپنے زمانے کا ایک ڈریوک آدمی تھا اسی لئے اس نے پیغمبر خدا (ص) کے غزوات میں سے کسی ایک میں بھی شرکت نہیں کی ہے ۔ پیغمبر خدا (ص) نے ماریہ کی بہن ، شیرین سے اس کا عقد کیا ، اس سے اس کا بیٹا عبدا لرحمان پیدا ہوا ۔ حسان نے رسول خدا (ص) سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے کہ " ترمذی " کے علاوہ دیگر لوگوں نے اسے نقل کیا ہے ۔ حسان ۴۰ یا ۵۰ یا ۵۴ ھ کو ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پا ئی ، " اسد الغابہ " (۲ - ۷۵) ، " جوامع السیرہ " (ص ۳۰۸) اور " تقریب التہذیب " (۱/ ۱۶۱)

قرآن مجید میں نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے ۔ لیکن سنت پیغمبر (ص) کی طرف رجوع کئے بغیر معلوم نہیں ہوسکتا کہ یہ عبادت کس طرح اور کن شرائط میں انجام دی جاسکتی ہے ۔ ہم احادیث و سیرت پیغمبر (ص) کی طرف رجوع کرکے رکعتوں اور سجدوں کی تعداد ، اذکار ، قوانین اور مبطلات نماز کے احکام سیکھ سکتے ہیں نماز کو ادا کرنے کی کیفیت اور طریقہ کار معلوم کرسکتے ہیں۔

حج بھی اسی طرح ہے ، ہم سنت پیغمبر کی طرف رجوع کرکے ، احرام باندھنے کی نیت، میقات کی پہچان اور ان کی تشخیص ، طواف کی کیفیت ، مشعر و منیٰ میں توقف و حرکت ، اپنے مخصوص اور محدود زمان و مکان میں رمی جمرات ، قربانی اور حلق و تقصیر کے علاوہ حج کے واجبات ، مستحبات و مکروہات اور محرمات کے بارے میں مسائل و احکام سیکھتے ہیں۔

ان ہی دو مثالوں سے واضح طور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ پیغمبر (ص) کی سنت کی طرف رجوع کئے بغیر صرف قرآن مجید کی طرف رجوع کرکے مذکورہ دو فریضہ اور واجب شرعی کو انجام دینا ممکن نہیں ہے جبکہ شرع مقدس اسلام کے تمام احکام کی نوعیت بھی یہی ہے۔

اس لئے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ اسلام کو حاصل کرنے اور احکام الہی کی پیروی کرنے کیلئے قرآن مجید اور رسول خدا (ص) کی سنت کی جانب ایک ساتھ رجوع کریں اور اگر ایک شخص ان دو میں سے صرف ایک کی طرف رجوع کرے اور ان کو ایک دوسرے سے جدا کرے تو بیشک اس نے اپنے آپ کو اسلام کی پابندیوں سے آزاد کرکے اس کے قوانین کی من پسند تفسیر و تعبیر کی ہے کیونکہ کلید فہم و مفسر قرآن یعنی پیغمبر اکرم (ص) کو حذف کرنے سے انسان آزادی کے ساتھ اپنی رای اور سلیقہ سے تعبیر و سکتا ہے ۔

گزشتہ ادیان میں تحریف کا مسئلہ

ہمیں معلوم ہوا کہ صحیح اسلام کو معلوم کرنے اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کیلئے پیغمبر خدا(ص) کی سنت کی طرف رجوع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ جب ہم سنت کی جانب رجوع کرتے ہیں تو انتہائی افسوس کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں کہ تحریفات ، لفظی تغیرات ، معنی میں تاویل کرکے دوسرو کی سنتوں کو پیغمبر اسلام (ص) کی سنت میں شامل کرنے ، پیغمبر اسلام (ص) پر تہمتیں لگانے ، حق کو چھپانے ، افتراء باندھنے اور اسی طرح انحرافات اور تحریفات کی دوسری قسموں سے پیغمبر اسلام (ص) کی سنت بھری پڑی ہے پیغمبر اسلام کی سنت میں داخل ہونے والے تحریفات بالکل ویسے ہیں جیسے کہ گزشتہ امتوں میں واقع ہوئی ہے اور خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی خبر دے دی ہے اور ہم یہاں پر بعض کی جانب اشارہ کرتے ہیں:

> وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَيَسِّرَ مَا يَشْتَرُونَ < (۱)

اس موقع کو یاد کرو جب خدا نے جن کو کتاب دی ان سے عہد لیا کہ اسے لوگوں کیلئے بیان کریں گے اور چھپائیں گے نہیں ۔ لیکن انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر بیچ دیا یا تو یہ بہت برا سودا کیا ہے۔

۲۔ > قِيمًا نَقُضُهُمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ

۱۔ آل عمران / ۱۸۷

الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعٍ وَ نَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ < (۱)

پھر ان کی عہد شکنی کی بناء پر ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا ۔ وہ ہمارے کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور انہوں نے ہماری یا دہانی کا اکثر حصہ فراموش کر دیا ہے اور تم ان کی خیانتوں سے ہمیشہ مطلع ہوتے رہو گے علاوہ چند افراد کے۔

۳۔ > يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلِيْسُونَهُ الْحَقَّ يَالْبَاطِلَ وَ تَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ < (۲)

اے اہل کتاب ! کیوں حق کو باطل سے مشتبہ کرتے ہو او رجانتے ہوئے حق کی پردہ پوشی کرتے ہو۔

۴۔ > يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَ يَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ < (۳)

اے اہل کتاب ! تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے جو ان میں سے بہت سی باتوں کی وضاحت کر رہا ہے ، جن کو تم کتاب خدا میں سے چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے در گزر بھی کرتا ہے

۱۔ مائدہ / ۱۳

۲۔ آل عمران / ۷۱

۵۔ > وَلَا تَلْسُؤُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ < (۱)

حق کو باطل سے مخلوط نہ کرو اور جان بوجھ کر حق کی پردہ پوشی نہ کرو۔

۶۔ > الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاهُمْ وَإِنَّ قَرِيْقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ < (۲)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو بھی اپنی اولاد ہی کی طرح پہچانتے ہیں بس ان کا ایک گروہ ہے جو حق کو دیدہ و دانستہ چھپا رہا ہے۔

۷۔ > أَقْتَطِعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ قَرِيْقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ < (۳)

مسلمانو! کیا تمہیں امید ہے کہ یہ یہودی ایمان لائیں گے جبکہ ان کے اسلاف کا ایک گروہ کلام خدا کو سنکر تحریف کرتا تھا حالانکہ وہ سب سمجھتے بھی تھے اور جانتے بھی تھے۔

۸۔ > مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِمْ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا < (۴)

یہودیوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو کلمات الہیہ کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بات سنی اور نافرمانی کی۔

۱۔ بقرہ / ۴۳

۲۔ بقرہ / ۱۴۶

۳۔ بقرہ / ۴۵

۴۔ نساء / ۴۶

۹۔ > وَ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَاعُونَ لِقَوْمٍ آخِرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا < (۱)

اور یہودیوں میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو جھوٹی باتیں سنتے ہیں اور دوسری قوم والے جو آپ کے پاس حاضر نہیں ہوئے انہیں سناتے ہیں۔ یہ لوگ کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر پیغمبر کی طرف سے بھی دیا جائے تو لے لینا اور اگر یہ نہ دیا جائے تو پرہیز کرنا۔

۱۰۔ > إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتُرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا لَنَارٍ وَلَا يَكْلَمُهُمْ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ < (۲)

لو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں وہ حقیقت میں اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور خدا روز قیامت ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ ہی انہیں پاکیزہ قرار دے گا اور ان کیلئے درد ناک عذاب ہے۔

۱۱۔ > إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا

۱۔ بقرہ / ۱۷۴

۲۔ بقرہ / ۱۵۹

بَيِّنَاتٍ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ <

جو لوگ ہمارے نازل کئے ہوئے واضح بیانات اور ہدایات کو ہمارے بیان کردینے کے بعد بھی چھپاتے ہیں ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

یہ نمونے کے طور پر چند آیتیں تھیں کہ جن میں خدائے تعالیٰ گزشتہ امتوں کے ذریعہ سے حقائق کی تحریف اور حقیقتوں کے چھپانے کی خبر دیتا ہے۔

سنت میں تحریف کی خبر اور اسلاف کی تقلید

ہم ذیل میں چند ایسی احادیث درج کرتے ہیں ، جن میں پیغمبر اسلام (ص) نے اس بات کی خبر دی ہے کہ کس طرح یہ امت اپنی تمام رفتار و کردار میں گزشتہ امتوں کی تقلید کرے گی اور آنحضرت (ص) واضح فرماتے ہیں کہ امت اسلامیہ گزشتہ امتوں کے کاموں پر قدم بہ قدم عمل کرے گی:

۱۔ شیخ صدوق اعلیٰ اللہ مقامہ نے اپنی کتاب ” اکمال “ میں حضرت امام جعفر صادق (ع) اور آپ (ع) کے آباو اجداد سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

”کل ما کان فی الامم السالفة فانه یكون فی هذه الامة مثله ، خذو النعل بالنعل و القذة بالقذة“

جو کچھ گزشتہ امتوں میں واقع ہوا ہے اسی کے مانند اس امت میں بھی واقع ہوگا، جوتوں کے جوڑوں اور تیر کے پروں کے مانند۔ (۱)

۱۔ اس حدیث کے اہل بیت (ع) میں سے راویوں کا سلسلہ یوں ہے : امام صادق (ع) (ت ۱۴۸ ھ) نے اپنے والد گرامی محمد باقر (ت ۱۱۴ ھ) سے، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین (ع) (ت ۹۵ ھ) سے انہوں نے اپنے والد امام حسین شہید (ع) ، نواسہ رسول خدا (ع) (ت ۶۱ ھ) سے انہوں نے اپنے والد امام علی بن ابیطالب (ع) (ت ۴۰ ھ) سے اور انہوں نے اپنے چچازاد بھائی رسول خدا (ص) (صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین) سے روایت کی ہے۔

ابن رستہ کتاب ” الاعلاق النفسیہ “ ص ۲۳ پر لکھتے ہیں: کرہ زمین پر جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب (رضم) کے علاوہ کوئی بھی ایسے پانچ افراد نہیں ملتے جنہوں نے سلسلہ وار حدیث نقل کی ہو۔

شیخ صدوق نے مزید اپنی کتاب ” اکمال “ میں حضرت امام صادق (ع) اور آپ (ع) کے آباء و اجداد سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

”والذی یعتنی بالحق نبیا و بشیرا لتركبن امتی سنن من کان قبلها حذو النعل بالنعل ، حتی لو ان حیا من بنی اسرائیل دخلت فی حجر لدخلت فی هذه الامة حیة مثلها “

قسم اس ذات کی جس نے مجھے نبی اور بشارت دینے والے کی حیثیت سے برحق مبعوث فرمایا ہے ، میری امت کسی تفاوت کے بغیر اپنے اسلاف کی راہ کو انتخاب کرے گی ، اس طرح کہ اگر بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک سانپ کسی یل میں داخل ہوا ہوگا تو اس امت میں بھی ایک سانپ اسی بل میں داخل ہوگا ۔

۲۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ” فتح الباری “ میں پیغمبر خدا (ص) کی فرمائشات کو یوں بیان فرمایا ہے:

شافعی (۱) نے اسی صحیح سند کے ساتھ عبد اللہ عمرو (۲) سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

۱. ابو عبد اللہ ، محمد بن ادريس بن عباس شافعی مطلبی : ان کی ماں کے ہاشمی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے اس لئے بعض نے ان کے بارے میں کہا ہے: ہم نے ہاشم کی اولاد میں سے ہر گز کسی کو نہیں دیکھا کہ ابوبکر (رض) ، و عمر (رض) کو علی (ع) پر ترجیح دی ہو ، جیسا کہ ”طبقات شافعیہ“ میں آیا ہے کہ ان کو اس لئے ہاشم سے نسبت دی گئی ہے کہ وہ ہاشم کے بھائی کی اولاد میں سے تھے ۔ شافعی ۲۰۴ ھ میں ۵۴ سال کی عمر میں مصر میں فوت ہوا ”تقریب التہذیب“ (۲/ ۱۴۳)

۲. عبد اللہ بن عمرو عاص اپنے باپ سے ۱۲ سال چھوٹا تھا ۔ باپ سے پہلے اسلام لایا تھا ۔ اسلاف کی کتابیں پڑھ چکا تھا ۔ اس نے رسول خدا (ص) سے ۷۰۰ احادیث روایت کی ہیں ۔ عبد اللہ نے اپنے باپ کے ہمراہ صفین کی جنگ میں معاویہ کی حمایت میں شرکت کی لیکن بعد میں نادم ہو کر کہتا تھا : کاش اس سے بیس سال پہلے مرچکا ہوتا۔ اس کی موت کے بارے سال اور مکان میں اختلاف ہے ۔ کیا ۶۳ھ یا ۶۵ھ ۸۵ھ میں مصر میں یا ۶۷ھ میں مکہ میں اور یا ۵۵ھ میں طائف میں یا ۶۸ھ ۸۵ھ میں فوت ہوا ہے ۔ عبد اللہ کی زندگی کے حالات ”اسد الغابہ“ ۳/ ۲۳۲-۲۳۵ اور ”جوامع السیرہ“ ابن حزم ص ۲۸۶ میں ملاحظہ ہو۔

”لترکبن سنن من کان قبلکم حلوا و مرّھا“

تم لوگ اپنے اسلاف کی تلخ و شیرین (بری اور بھلی) روش کو اپناؤ گے ۔

۳. احمد بن حنبل نے اپنی کتاب ”سند“ میں اور مسلم و بخاری نے اپنی ”صحیح“ میں پیغمبر (ص) کے صحابی ابو سعید خدری (۱) سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

”لتتبعن سنن من کان قبلکم شیعراً بشیر و ذراعاً ذراعاً حتی لو دخلوا حجر ضب تبعتموهم“۔ (۲)

اپنے اسلاف کی رفتار کو تم لوگ قدم بہ قدم اور مویمو اپناؤ گے ، حتی اگر وہ کسی چھپکلی کے یل میں بھی گئے ہو گئے تو تم لوگ بھی ایسا ہی کرو گے۔

ہم نے سوال کیا : اے رسول خدا (ص) : کیا آپ (ص) کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں ؟

آنحضرت (ص) نے جواب دیا : پھر کون ؟!

یہ حدیث ایک اور روایت کے مطابق ”مسند“ احمد میں یوں درج ہوئی ہے :

۱. ابو سعید ، سعید بن مالک بن سنان انصاری خندق کی جنگ میں تیرہ سالہ تھا ۔ اس کے باپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیغمبر خدا (ص) کے حضور لاکر کہا : یہ نوجوان قوی بیکل ہے ۔ لیکن رسول خدا (ص) نے اسے قبول نہیں کیا اور اجازت نہ دی تا کہ وہ جنگ میں شرکت کرے ۔ ابو سعید خدری نے جنگ بنی المصطلق میں شرکت کی ہے وہ مکثرین حدیث میں شمار ہوتا ہے اس نے تقریباً ۱۱۷۰ حدیثیں رسول خدا (ص) سے روایت کی ہیں صحاح کے مؤلفین نے اس کی تمام احادیث کو نقل کیا ہے ۔ ابو سعید نے ۷۴ھ میں وفات پائی ہے۔ ”اسد الغابہ“ و ”جوامع السیرہ“ میں اس کی زندگی کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

ابوسعید خدری کی حدیث میں جسے بخاری نے اس سے ایک اور روایت میں نقل کیا ہے کہ ”لو

دخلوا“ کے بجائے ”لو سلکوا حجر ضب“ لسلکتموہ“ آیا ہے جس کا تقریباً وہی مفہوم ہے۔

۲. شیر = بالشت ، ذراع = کہنی سے درمیانی انگلی کی انتہا تک کا فاصلہ ، باع = دو ہاتھوں کے درمیان کا وہ فاصلہ دونوں ہاتھ اٹھا کر شانوں کے برابر کھینچ لئے جائیں۔

لتتبعن سنن بنی اسرائیل ، حتی لو دخل رجل من بنی اسرائیل حجر ضب لتبعتموہ۔

تم لوگ بنی اسرائیل کی روش اپناؤ گے اس طرح کہ اگر بنی اسرائیل میں کوئی شخص سوسمار کے بل میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی اس کی پیروی میں جاؤ گے۔

۴. ابن ماجہ نے اپنی ”سنن“ میں ، احمد نے اپنی ”مسند“ میں ، متقی نے ”کنز العمال“ میں اور بخاری نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

لا تقوم الساعة حتّى تأخذ امتی بأخذ القرون قبلها شبراً بشبر و ذراعاً بذراع۔
تب تک قیامت برپا نہیں ہوگی ، جب تک کہ میری امت گزشتہ امتوں کی روش پر مو بمو پیروی نہ کر لے
گی ۔ سوال کیا گیا:

اے رسول خدا (ص) ! کیا مجوسیوں اور رومیوں کی طرح؟ فرمایا: ان کے علاوہ ، اور کون لوگ
ہیں؟!

اسی مطلب کو ”مسند“ احمد میں یوں بیان کیا گیا ہے :
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَتَّبِعَنَّ سَنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شَبْرًا بِشَبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ وَ بَاعًا فَبَاعًا حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جَحْرَ
ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوهُ
قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ اپنے اسلاف کی روش پر مو بمو اور قدم بہ
قدم پیروی کرو گے، حتیٰ اگر وہ چھپکلی کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم لوگ بھی اس میں
داخل گے۔ پوچھا گیا:

اے رسول خدا (ص) ! کن کے بارے میں ، کیا اہل کتاب کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

آنحضرت (ص) نے جواب میں فرمایا:

پھر کون لوگ؟!

۵۔ طیالسی اور احمد نے اپنی ”مسندوں“ میں ، متقی ہندی نے ”کنز العمال“ میں اور ترمذی
نے اپنی ”صحیح“ میں ابو واقد لیثی (۱) سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرْكِبَنَّ سَنَةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم لوگ اپنے اسلاف کی روش کی پیروی
کرو گے۔

یہی حدیث ”مسند“ احمد میں یوں آئی ہے۔

لَتَرْكِبَنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سَنَةً

تم لوگ روش روش پر اپنے اسلاف کی تقلید کرو گے۔

۶۔ حاکم نے پر اپنی ”مستدرک بر صحیحین“ میں اور ”مجمع الزوائد“ میں ”بزاز“ سے نقل کر کے ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

لَتَرْكِبَنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شَبْرًا بِشَبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ وَ بَاعًا فَبَاعَ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ دَخَلَ جَحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمْ۔

تم لوگ مو بمو اور قدم بہ قدم اپنی اسلاف کی روش پر چلو گے حتیٰ اگر ان میں سے کوئی

۱۔ ابو واقد لیثی بنی لیث بن بکر سے ہے ۔ اس کے نام اور اسلام لانے کی تاریخ میں اختلاف ہے کہ کیا یا
س نے جنگ بدر میں شرکت کی ہے یا فتح مکہ میں یا ان میں سے کسی ایک میں بھی شرکت نہیں کی
ہے اور بعد میں اسلام لایا ہے ابو واقد نے رسول خدا (ص) سے ۲۴ حدیثیں روایت کی ہیں جسے بخاری
نے ادب المفرد میں درج کیا ہے۔ ابو واقد نے مکہ میں رہائش اختیار کی اور ۶۸ھ میں ۷۵ یا ۸۵ سال کی
عمر میں وہیں پر فوت ہوا اس کی زندگی کے حالات ”اسد الغابہ“ (۵ / ۳۱۹) و ”جوامع السیرہ“ ص ۲۸۲
میں مطالعہ فرمائیں۔

چھپکلی کے بل میں گھس گیا ہوگا تو تم لوگ بھی اس میں گھس جاؤ گے۔

۷۔ ترمذی نے اپنی ”صحیح“ میں اور حاکم نے اپنی ”مستدرک“ میں سیوطی کی تفسیر کے
پیش نظر بیان کیا ہے کہ عبد اللہ عمرو نے رسول خدا (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے
فرمایا:

لياتين على امتى ما آتى على بنى اسرائيل ، حذو النعل بالنعل ، حتى ان كان فى بنى اسرائيل من اتى
امه علانية لكان فى امتى من فعل ذالك

جو كچھ بنى اسرائيل پر گزرى ہے بالكل ويسے ہى ميرى امت پر بھى گزرے گى ، حتى اگر بنى اسرائيل
میں كسى نے اپنى ماں سے علانيہ طور پر بمبستري كى ہوگى تو ميرى امت میں ايسا شخص پيدا ہوگا
جو اس كام كو انجام دے گا!

۸۔ " مجمع الزوائد " میں بزاز كى " مسند " سے اور متقى نے حاكم كى " مستدرک " سے نقل كر كے ابن
عباس سے روايت كى ہے كہ رسول خدا (ص) نے فرمايا:

لترکبن سنن من كان قبلکم شبراً بشير و ذراعاً بذراع و باعاً بباع ، حتى لو ان احدهم دخل حجر ضب
لدخلتم حتى لو ان احدهم جامع امه لفعلتم!

تم لوگ موبمو اور قدم بقدم اپنے اسلاف كے نقش قدم پر چلو گے حتى اگر ان میں سے كوئى گوہ كے بل
میں گھس گيا ہو گاتو تم لوگ بھى ويسا ہى كرو گے بلكہ اگر ان میں سے كسى نے اپنى ماں سے
مباشرت كى ہوگى تو تم لوگ بھى ايسا ہى كرو گے۔

۹۔ احمد بن حنبل نے اپنى " مسند " میں " مجمع الزوائد " كے مصنف نے " سہل بن سعد انصارى " (۱)
سے نقل كر كے لکھا ہے كہ رسول خدا (ص) نے فرمايا:

والذى نفسى بيده لترکبن سنن من كان قبلکم مثلاً به مثل
قسم اس ذات كى جس كے قبضہ میں ميرى جان ہے تم لوگ اپنے اسلاف كے نقش قدم پر موبمو چلو
گے!

جيسا كہ " مجمع الزوائد " كے مطابق طبرانى نے مذكورہ حديث كے آخر میں يہ اضافہ كيا ہے كہ
رسول خدا (ص) نے اس كے ضمن میں فرمايا:

حتى لو دخلوا حجر ضب لا تبعتموه ۔

ہم نے سوال كيا :

اے رسول خدا ! كيا آپ كى مراد يہود و نصارى ہيں ؟

آنحضرت (ص) نے جواب ديا:

ان يہود و نصارى كے علاوہ اور كون ہو سكتے ہيں ؟!

۱۔ سہل بن سعد بن مالك انصارى : پيغمبر خدا (ص) كى رحلت كے دن سہل كى عمر پندرہ سال تھى ۔
سہل نے حجاج بن يوسف كے زمانہ كو بھى درك كيا ہے ، حجاج نے سہل كے عثمان كى مدد كرنے كے
جرم میں حكم ديا تھا كہ اس كى گردن پر غلامى كى مہر لگادى جائے۔

سہل نے رسول خدا (ص) سے ۱۸۸ حديثیں روايت كى ہيں كہ اصحاب صحاح نے ان سب كو درج كيا ہے
سہل نے ۸۸ ھ ء يا ۹۱ ھ ء میں وفات پائى ہے ۔ كہتے ہيں كہ وہ رسول خدا (ص) كا آخرى صحابى تھا
جس نے وفات پائى۔ " اسد الغابہ " (۲ / ۳۶۶) ، " جوامع السير " ۲۷۷ ، " تقريب التهذيب " (۱ / ۳۳۶)

۱۰۔ " مجمع الزوائد " میں طبرانى سے نقل كر كے لکھا گيا ہے كہ " عبد اللہ مسعود " (۱) نے كہا كہ رسول
خدا (ص) نے فرمايا :

انتم اشبه الامم بنى اسرائيل ، لترکبن طريقهم حذو القذة بالقذة حتى لا يكون فيهم شىء الا فيكم مثله

تم بنی اسرائیل سے سب سے زیادہ شبابت رکھنے والی امت ہو۔ تم لوگ ان کے راستہ پر اس طرح چلو گے جیسے تیر کے پیچھے اس کے پر حتیٰ ان میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جائے گی جو تم لوگوں میں موجود نہ ہو!

۱۱۔ ”مجمع الزوائد“ میں طبرانی کی ”اوسط“ اور ”کنز العمال“ سے نقل کر کے ”مستورد بن شداد“ (۱) سے

۱۔ ابو عبد الرحمن، عبد اللہ بن مسعود بن غا فل بذلی قبیلہ قریش میں سے ہیں جو پہلے مسلمانوں میں شمار ہوتے ہیں کہا جاتا ہے کہ جن دنوں مکہ میں اظہار اسلام کرنے پر سختیوں اور ذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ابن مسعود پہلے مسلمان تھے جو مکہ میں بلند آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ ابن مسعود نے پہلے حبشہ پھر مدینہ ہجرت کی اور پیغمبر خدا (ص) کی تمام جنگوں میں شرکت کی ہے، ابن مسعود سے ۸۴۸ حدیثیں روایت ہوئی ہیں تمام حدیث لکھنے والوں نے انہیں نقل کیا ہے، عمر (رض) نے ابن مسعود کو کوفہ میں دینی امور کے معلم اور بیت المال میں حکومت کا امین و کلید دار معین کیا تھا۔ ابن مسعود حکومت عثمان (رض) تک اس عہدہ پر برقرار تھے، کوفہ کا گورنر ولید بن عقبہ، ابن مسعود کے اسلامی احکام کے نفاذ میں دقت خاص کر بیت المال اور حکومتی خزانہ کے امور میں ان کی دقت سے تنگ آچکا تھا۔ لہذا اس نے خلیفہ عثمان (رض) کے پاس ان کی شکایت کی اور عثمان (رض) نے بھی اپنے بھانجے کی خواہش کے مطابق ابن مسعود کو مدینہ بلایا اور حکم دیا کہ ان کی پٹائی کی جائے اور سخت پٹائی کی گئی جس کی وجہ سے ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اس کے بعد حکم دیا کہ ان کی تنخواہ بند کردی جائے، ابن مسعود اسی جسمانی اذیت کی وجہ سے بیمار ہوئے اور قریب مرگ پہنچے۔ اس حالت میں عثمان (ع) ان کے سرانے پر آئے اور حکم دیا کہ دو سال کے بعد دوبارہ انہیں تنخواہ دی جائے لیکن ابن مسعود نے قبول نہیں کیا۔ ابن مسعود نے ۳۲ھ میں وفات پائی اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ عثمان ان کے جنازہ پر حاضر نہ ہوجائے اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھے اور اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا۔ ”اسد الغابہ“ (۳/ ۲۵۶-۲۵۸)، ”جوامع السیرہ“ ص ۲۷۶ ”تقریب التہذیب“ (۱/ ۴۵۰)، تاریخ اسلام میں عائشہ کا کردار (۱/ ۱۶۰-۱۶۷)

۲۔ مستورد بن شداد بن عمرو قرشی فہری: اس کی ماں دعد بنت زین بن جابر بن حسل ہے۔ رسول خدا (ص) کی رحلت کے وقت نوجوان تھا۔ مستورد نے سات حدیثیں روایت کی ہیں۔ اس کی تمام احادیث کو حدیث لکھنے والوں نے نقل کیا ہے، مستورد نے کوفہ اور مصر میں سکونت کی ہے اور ۴۵ھ میں وفات پائی ہے ”اسد الغابہ“ (۴/ ۳۵۴)، ”مجمع الزوائد“ ص ۲۸۷ اور ’تقریب التہذیب‘ (۲/ ۲۴۲) روایت نقل ہوئی ہے کہ رسول خدا (ع) نے فرمایا۔

لا تترك هذه الامة شيئاً من سنن الاولين حتى تاتيہ

گزشتہ قوموں کی کوئی روش باقی نہیں رہے گی مگر یہ کہ یہ امت اسے انجام دے۔

۱۲۔ احمد بن حنبل نے اپنی ’مسند‘ میں اور ”مجمع الزوائد“ نے طبرانی سے نقل کر کے شداد بن اوس (۱) سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

ليحملن شرار هذه الامة على سنن الذين خلوا من قبلهم اهل الكتاب حذو القذة بالقذة

اس امت کے برے لوگ اپنے سے پہلے اہل کتاب کی روش کی موبمو پیروی کریں گے۔

یہی حدیث شداد بن اوس کے حالات کی تشریح میں ابن اثیر کی کتاب ”اسد الغابہ“ میں ”اپنے سے پہلے“ کی جگہ ”آپ لوگوں سے پہلے“ کی تبدیلی کے ساتھ درج ہوئی ہے۔

۱۔ شداد بن اوس ، حسان بن ثابت انصاری خزرجی کا بھتیجا ہے ۔ اس نے رسول خدا (ص) سے ۱۵۰ حدیثیں روایت کی ہیں کہ تمام حدیث لکھنے والوں نے انہیں نقل کیا ہے ۔ شدا د نے بیت المقدس میں ربائش اختیار کی اور ۴۱ یا ۵۸ یا ۶۴ ھ ئمیں شام میں وفات پائی ۔ " اسد الغابہ " (۲ / ۲۸۷۔ ۲۸۵) ، جوامع السیرہ ص ۲۷۹ ، " تقریب التہذیب " (۱ / ۳۴۷)

آسمانی کتابوں میں گزشتہ امتوں کی تحریفیں :

گزشتہ بحث میں ہمیں معلوم ہوا کہ گزشتہ امتوں میں واقع ہونے والی تحریفوں کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے خبر دیدی ہے اور پیغمبر خدا (ص) نے بھی خبر دی ہے کہ یہ امت گزشتہ امتوں کی تمام روشوں پر مویمو عمل کرکے ان کی پیروی کرے گی۔

اب اگر ہم اس امت میں واقع ہوئی تحریفات کا گزشتہ امتوں میں واقع ہوئی تحریفات سے موازنہ کریں تو معلوم ہوگا کہ گزشتہ امتوں نے ان تحریفات کو آسمانی کتابوں میں انجام دیا ہے اور خدائے تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو یوں یاد فرمایا ہے:

<قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قُرْآنًا يَتَّبِعُونَ وَتُخْفُونَ كَثِيرًا > (۱)
ان سے پوچھئے کہ جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے وہ نور اور لوگوں کیلئے ہدایت تھی اسے تم لوگ کچھ ظاہر کرکے اور اکثر چھپا کر ایک کتاب قرار دے رہے ہو ، بتاؤ اسے کس نے نازل کیا ہے

یا فرمایا ہے:

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُونِ السِّتْرَ يَكْتُبُونَ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنْ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

۱۔ انعام / ۹۱

يَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (۱)

انہیں یہودیوں میں سے بعض وہ ہیں جو کتاب پڑھنے میں زبان کو توڑ موڑ دیتے ہیں تا کہ تم لوگ اس تحریف کو بھی اصل کتاب سمجھنے لگو ، حالانکہ وہ اصل کتاب نہیں ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ اللہ کی طرف سے ہر گز نہیں ہے یہ خدا کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ سب جانتے ہیں۔

یا یوں فرماتا ہے :

<قَوْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ يَأْيِدُهُمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا قَوْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبْتُ آيْدِيَهُمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ > (۲)

وایے ہو ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تا کہ اسے تھوڑے دام میں بیچ لیں ان کیلئے اس تحریر پر بھی عذاب ہے اور اس کی کمائی پر بھی ۔

ہم خدا نے تعالیٰ کی آیات کے مصداق کو ان کی موجودہ رائج کتابوں میں واضح اور روشن طور پر دیکھتے ہیں ، جیسا کہ تورات کے تکوینی سفر کے تیسرے باب میں آدم کی تخلیق کے بارے میں یوں پڑھتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ نے آدم سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: خیر و شر کی معرفت والے درخت

۲۔ بقرہ / ۷۹

۱۔ آل عمران / ۷۸

سے کچھ نہ کھانا ، اگر کسی دن اس سے کھایا تو مرجاؤ گے ، سانپ، جو خشکی کے حیوانوں میں مکار ترین حیوان ہے ، نے ”حوا (ع)“ سے کہا: اگر آپ لوگ اس درخت سے کھائیں گے تو مرے گیں نہیں ، بلکہ خدا جانتا ہے جس دن اس سے کھائیں گے آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی اور خدا کے مانند خیر و شر سے واقف ہو جائیں گے۔ آدم(ع) اور حوا(ع) نے اس درخت سے کھایا^۱ آنکھیں کھل گئیں تو انہوں نے اپنے آپ کو برہنہ پایا اور خدا کی آواز اس وقت سنی جب نسیم صبح کے وقت بہشت میں رہا تھا لہذا انہوں نے اپنے آپ کو اس سے چھپا یا۔ خدائے تعالیٰ نے بلند آواز میں آدم (ع) سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم کہاں ہو؟ آدم (ع) نے کہا : تیری آواز کو میں نے بہشت میں سنا لیکن چونکہ میں عریاں تھا ، ڈر گیا ، اس لئے خود کو چھپا لیا۔ خدا نے کہا : کس نے تمہیں اس امر سے آگاہ کیا کہ تم برہنہ ہو؟ کیا تم نے اس درخت سے کھایا جسے میں نے منع کیا تھا؟! آدم (ع) نے اپنی داستان خدا کو سنائی، تو خدا نے کہا اب جبکہ آدم (ع) بھی ہماری طرح خیر و شر سے آگاہ ہو گئے ہیں لہذا بعید نہیں کہ اپنے ہاتھ کو بڑھا کر درخت حیات سے بھی کھالیں اور ہمیشہ کیلئے زندہ رہیں۔ لہذا انسان کو نکال باہر کیا اور بہشت کے مشرقی حصہ میں کروبیوں کو بسایا اور درخت حیات کی نگہبانی کے لئے ایک چمکتی ہوئی تیز دھار تلوار معین فرمائی!!

توریت نے بہشت میں آدم (ع) کی داستان کو اس طرح بیان کیا ہے جبکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ یہ شیطان تھا جس نے ان دونوں کو اس ممنوعہ درخت سے کھانے پر اکسایا۔ قرآن مجید کا بیان یوں ہے۔
 >وَقَاَسَمَهُمَا اِنِّیْ لَكُمَا لَمِیْنُ النَّاصِحِیْنَ قَدْ لَّا هُمَا یَغُرُّوْا فَلَـمَّا ذَاَقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوَاتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَ نَادَاهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَكُمَا اِنَّ الشَّیْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ< (اعراف/ ۲۲-۲۱)

اور (شیطان نے) دونوں سے قسم کھائی کہ میں تمہیں نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں ، پھر انہیں دھوکہ کے ذریعہ درخت کی طرف جھکا دیا اور جیسے ہی ان دونوں نے چکھا ، شرم گاہیں کھل گئیں اور انہوں نے درختوں کے پتے جوڑ کر شرم گاہوں کو چھپانا شروع کر دیا تو ان کے رب نے آواز دی کہ کیا تم نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے؟

ہم نے توریت میں ذکر ہوئی آدم (ع) کی داستان کا قرآن مجید میں ذکر ہوئی اسی داستان سے موازنہ کیا اور دیکھا کہ توریت میں کس طرح حقیقت تحریف ہو کر خرافات میں تبدیل ہوئی ہے۔

توریت کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے ہم اس کے سفر تکوینی کے انیسویں باب میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ لوط بنی(ع) کی بیٹیاں رات میں اپنے باپ کو مست کر کے ان کے ساتھ ہمبستری کرتی ہیں اور حاملہ ہوتی ہیں۔ اس داستان کو توریت میں یوں پڑھتے ہیں: لوط(ع) کی بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہو گئیں ان کی بڑی بیٹی نے ایک بیٹے کو جنم دیا جس کا نام ” مو آب“ رکھا کہ جس سے قبیلہ ” ماآبی کی نسل چلی ہے“ چھوٹی بیٹی نے بھی ایک بیٹے کو جنم دیا جس کا نام ” بنی عمی“ رکھا جس سے بنی عمون کی نسل آج تک باقی ہے!!

جب ہم اس مطالعہ کے دوران اس کے تکوینی سفر کے تینتیسویں باب پر پہنچتے ہیں تو پڑھتے ہیں یعقوب پیغمبر (ع) ابتدائے شب سے صبح تک ایک قوی پہلوان سے کشتی لڑتے رہے سر انجام ان کا حریف انہیں اسرائیل کا لقب دیتا ہے یہ داستان توریت میں یوں آئی ہے:

یعقوب کا حریف جب دیکھتا ہے کہ وہ یعقوب کو مغلوب نہیں کر سکتا تو یعقوب(ع) کی ران پر ہاتھ مار کر زور سے دباتا ہے اور کہتا ہے : مجھے چھوڑ دو ، پوچھنے کو ہے؟! یعقوب(ع) جواب میں کہتے ہیں :

جب تک مجھے مبارکباد نہ دو گے تمہیں نہیں چھوڑوں گا وہ پوچھتا ہے : تمہارا نام کیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں : یعقوب(ع)

حریف کہتا ہے:

آج کے بعد تمہارا نام یعقوب(ع) نہیں بلکہ اسرائیل ہے کیونکہ تم نے خدا اور انسان سے جنگ کی ہے اور انہیں مغلوب کیا ہے۔

یعقوب(ع) نے اس جگہ کا نام " فینیسے ٹل " رکھا اور کہتے تھے: میں نے یہاں خدا کو آمنے سامنے دیکھا ہے اور میری روح نے نجات پائی ہے!

ہم توریت کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے اس کے سفر خروج کے بتیسویں باب میں یوں پڑھتے ہیں :

جب قوم نے دیکھا کہ موسیٰ (ع) نے اس پہاڑ سے نیچے اترنے میں تاخیر کی تو ہارون کے ہاں جمع ہوئے اور ان سے کہا کہ اٹھو اور ہمارے لئے ایک ایسا خدا بناؤ جو ہمارے سامنے راہ چلے۔ کیونکہ وہ موسیٰ (ع) ، جو ہمیں سرزمین مصر سے باہر لائے نہیں معلوم ان پر کیا گزری ہے۔ ہارون(ع) نے ان سے کہا: سونے کے گوشوارے جو تمہاری عورتوں ، بیٹوں اور بیٹیوں کے کانوں میں ہیں ، انہیں نکال کر میرے پاس لاؤ۔ لہذا امت کار برفرد کانوں سے گوشوارے اتار کر ہارون(ع) کے پاس لے آیا۔ ہارون(ع) نے ان گوشواروں سے لے کر ایک گوسالہ کا مجسمہ بنادیا۔ اس کے بعد لوگوں نے کہا: اے بنی اسرائیل یہ تمہارے خدا ہیں جنہوں نے تمہیں سرزمین مصر سے باہر نکالا۔ ہارون(ع) نے جب یہ دیکھا تو ان کے سامنے ایک ذبح خانہ تعمیر کیا اور بلند آواز میں کہا : کل خدا کی عید ہے۔

لیکن قرآن مجید گوسالہ بنانے ' قوم کو گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف دے کر کہتا ہے کہ ہارون (ع) نے انہیں ایسے کام کے انجام دینے سے منع کیا تھا لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ اس سلسلے میں ہم کلام اللہ میں یوں پڑھتے ہیں :

>فَكَذَّبَكَ الْقَائِلُ السَّامِرِيُّ فَآخَرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُورٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَاطِيعُوا أَمْرِي قَالُوا لَنْ تَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَى < (۱)

پھر سامری نے ان کیلئے ایک گائے کے بچے کا مجسمہ بنایا جس میں آواز بھی تھی تو لوگوں نے کہا : یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے

ہارون نے تو ان لوگوں سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے قوم اس کے ذریعہ تمہارا امتحان لیا گیا

۱۔ طہ / ۸۷۔ ۹۱

ہے اور بیشک تمہارا رب رحمان ہی ہے لہذا امیرا اتباع اور میرے امر کی اطاعت کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے گرد جمع رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہمارے درمیان واپس آجائیں۔

توریت میں تحریف کے چند ثبوت:

گزشتہ مطالب میں ہم نے توریت میں دو قسم کی تحریفوں کے نمونے بیان کئے۔ ایک میں خدائے تعالیٰ سے ایک ایسی چیز کی نسبت دی گئی ہے جس سے وہ منزہ و پاک ہے۔ اور دوسری تحریف میں خدا کے پیغمبروں (ع) ایسی نسبتیں دی گئی ہیں جن سے وہ منزہ و پاک ہیں۔

توریت اور انجیل میں تحریف کے سلسلے میں بہت زیادہ شواہد و ثبوت موجود ہیں ارباب نظر و تحقیق نے انہیں جمع کر کے ان پر بحث ، تحقیق اور تنقید کی ہے۔ من جملہ محترم دانشور حجة الاسلام

بلاغی ہیں جنہوں نے اپنی بحث و تحقیق کے نتیجہ کو اپنی دو کتابوں ” الرحلة المدرسية“ اور ”الهدى الى دين المصطفى“ میں منعکس کیا ہے۔

انہوں نے اور دیگر محققین نے توریت و انجیل میں تحریف کے موارد کو اپنی دقیق، مفصل اور تاریخی تحقیق اور جانچ پڑتال کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ امریکہ کے ڈاکٹر ” ہانس“ نے اپنی کتاب مقدس کی قاموس میں لفظ ” انجیل “ میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس سلسلے میں قابل اعتراض موارد کو برطرف کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔

اس بحث کے خاتمہ پر ہم ذیل میں سفر تثنیہ کے تینتیسویں باب کے تحریف کے تین نمونے پیش کرتے ہیں :

۱۔ ذیل میں دیا گیا نمونہ اس نسخہ کی تصویر ہے جسے ” جناب پادری رابنسن“ نے عبرانی زبان سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے اور یہ نسخہ لندن کے رچرڈ واٹسن پریس میں ۱۸۳۹ء میں چھپ چکا ہے۔



۲۔ ذیل میں اسی باب کی ایک اور تصویر ہے جو ۱۸۳۱ء میں لندن کے رچرڈ واٹسن پریس میں مشرقی روم کے یہودیوں کی عبادت گاہوں کیلئے ۱۶۷۱ء میں طبع شدہ ایک نسخہ سے نقل کر کے اس کی اشاعت کی گئی ہے:



۳۔ ذیل میں اسی باب کے ایک اور نسخہ کی تصویر ہے جو ۱۹۰۷ء میں بیروت کے ایک امریکی پریس میں طبع ہوا ہے : (۱)

اب ہم دیکھیں گے کہ اس کتاب توریت کے صرف اس ایک باب میں تین بار چھپائی کے دوران کیا چیزیں تحریف ہوئی ہیں۔

اس باب کے نمبر ۱ سے ۴ تک یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے تین جگہوں کا نام لیا ہے کہ جہاں خدائے تعالیٰ نے اپنا امر ظاہر کر کے اپنی شریعت نازل کی ہے۔ یہ تین جگہیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ توریت کے اس باب کے تیسرے حصہ میں پیغمبر اسلام (ص) کے اصحاب کی بات کی گئی ہے ، بعید نہیں کہ یہ مطلب اس آیہ شریفہ کا مصداق ہو : > مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاتِ < (فتح / ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کیلئے سخت ترین اور آپس میں انتہائی رحم دل ہیں۔ تم انہیں دیکھو گے کہ بارہ گاہ احدیت میں سر خم کے ہوئے سجدہ ریز ہیں اور اپنے پروردگار سے فضل و کرم اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ کثرت سجدہ کی بناء پر ان کے چہروں پر سجدے کے نشانات پائے جاتے ہیں یہی ان کی مثال توریت میں ہے۔

۱۔ سیناء : یہ وہ جگہ ہے جہاں پر خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) پر توریت کی شریعت نازل فرمائی جسے چوتھے حصے میں اچھی طرح بیان کیا ہے اور تاکید فرمائی ہے وہ شریعت یعقوب کی میراث ہے جو بنی اسرائیل کے نام سے معروف ہیں۔ اس لحاظ سے یہ شریعت قوم بنی اسرائیل سے مخصوص ہے۔

۲۔ سعیر یا ساعیر : لفظ ”سعیر“ کے بارے میں کتاب قاموس مقدس میں اور لفظ ”ساعیر“ کے بارے میں حموی کے معجم البلدان میں کی گئی تشریح کے پیش نظر یہ ان سرزمینوں کا نام ہے جس کے پہاڑوں کے بیچ میں ”قدس“ واقع ہے۔

اس توصیف کے پیش نظر یہ وہی جگہ ہے جہاں ”حضرت عیسیٰ بن مریم (ع)“ پر انجیل کی شریعت نازل ہوئی ہے اور حضرت موسیٰ کے بیانات میں اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔

۳۔ کوہ فاران : جیسا کہ توریت کے سفر تکوینی کے اکیسویں باب میں آیا ہے کہ فاران ایک ایسی جگہ کا نام ہے جہاں حضرت ابراہیم (ع) نے اپنی بیوی سارہ (ع) کی خواہش پر اپنی دوسری بیوی باجر (ع) اور اکلوتے بیٹے اسماعیل کو چھوڑا تھا۔ اس موضوع کی نمبر ۲۱ میں یوں وضاحت ہوئی ہے: اسماعیل (ع) نے صحرائے ”فاران“ میں رہائش اختیار کی اور ان کی ماں نے ان کیلئے سرزمین مصر سے ایک شریک حیات کا انتخاب کیا۔

تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ جناب اسماعیل (ع) اپنی ماں کے ساتھ مرتے دم تک وہیں رہے اور وہیں دفن ہوئے آپ (ع) کی قبر حجر اسماعیل (ع) کے نام سے معروف ہے۔

اس لحاظ سے کوہ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہونا چاہیے۔ جیسا کہ یاقوت حموی نے اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں ، ابن منظور نے ”لسان العرب“ میں ، فیروز آبادی نے ”قاموس“ میں اور زبیدی نے ”تاج العروس“ میں لفظ ”فاران“ میں اس کی وضاحت کی ہے۔

کوہ فاران پر نازل ہونے والے قوانین و شریعت کی تشریح اور اس جگہ پر حکم خدا کے ظہور کی کیفیت کے بارے میں ”پادری رابنسن“ کے ترجمہ کے نمبر ۱ میں بیان ہوا ہے۔

اور کوہ فاران سے نور افشاں ہوا اور دس ہزار مقربین کے ساتھ وارد ہوا، اس کے دائیں ہاتھ سے ایک آتشین شریعت ان لوگوں کے لئے پہنچی، بلکہ وہ تمام قبیلوں سے محبت کرتا تھا تمام مقدسات تمہارے اختیار میں ہیں ، مقربان بھی تمہاری خدمت میں ہوں گے ، تمہارے حکم کی تعمیل کریں گے۔

یہی مطلب روم میں چھپے ہوئے نسخہ میں اس طرح ہے: فاران کی پہاڑی سے ہزاروں پاکیزہ لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوا^۱ اپنے دائیں ہاتھ میں شریعت لئے ہوئے تمام قوموں سے محبت کرتا ہے اور بھی پاکیزہ لوگ اس کے اختیار میں ہیں جو بھی اس سے نزدیک ہوتے ہیں اس کے حکم کو قبول کرتے ہیں۔

کوہ فاران سے ظہور ، مکہ میں موجود کوہ فاران کے غار حرا میں خاتم الانبیاء (ص) پر نزولِ قرآن مجید پر دلالت کرتا ہے اور یہی پیغمبر (ص) ہیں جو دس ہزار افراد لے کر مکہ -- سرزمین فاران--- میں داخل ہوتے ہیں اور اسے فتح کرتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جو پرچم شریعت یا ایک آتشین سنت ---جہاد و پیکار کی شریعت-- کے حامل ہیں ۔ اور بالآخر یہ وہی پیغمبر (ص) ہیں جو قبائل اور لوگوں کو دوست رکھنے والے ہیں ، قرآن مجید اس سلسلے میں فرماتا ہے :

<وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ > (۱)

اور ہم نے آپ کو عالمین کیلئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یا یوں فرماتا ہے :

<وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا > (۲)

اور اے پیغمبر ! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے صرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

یہ اشراق اور ظہور صرف حضرت خاتم الانبیاء (ص) پر دلالت کرتا ہے اور پیغمبر اسلام (ص) کے علاوہ کسی اور پیغمبر (ص) پر صدق نہیں آتا ہے ۔ کیونکہ:

موسیٰ^۱ (ع) صرف اپنے بھائی ہارون (ع) اور عیسیٰ^۲ (ع) چند حواریوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ اس لئے یہ جملہ ” اور دس ہزار مغربان کے ساتھ وارد ہوا“ ان میں سے کسی ایک پر صدق نہیں کرتا ہے۔

اسی طرح یہ جملہ : ” اور دائیں ہاتھ سے انہیں آتشین شریعت پہنچی ” ہر گز حضرت عیسیٰ^۱ (ع) پر صادق نہیں آتا ہے۔

اسی طرح یہ جملہ کہ ” قبائل اور لوگوں کو دوست رکھنے والے تھے ” حضرت موسیٰ^۱ کیلئے مناسب نہیں لگتا کیونکہ ان کی شریعت قوم بنی اسرائیل کیلئے مخصوص تھی ۔ لہذا ان ہی اسباب کی بناء پر تورات کے مختلف نسخے تحریف کی زد میں آگئے ہیں ۔ ہم نے

۱۔ انبیاء / ۱۰۷

۲۔ سبا / ۲۸

درج ذیل خاکہ میں تحریف کے ہر ایک مورد کو الگ الگ دکھایا ہے (۱)

طبع

پہلا جملہ

دوسرا جملہ

تیسرا جملہ

رابینسن

اور دس ہزار مقربان کے ہمراہ تشریف لائے۔
اور اس کے دائیں ہاتھ پر اسے آتشین شریعت پہنچی۔
بلکہ قبائل کو دوست رکھتا تھا۔

رومی

اور ان کے ساتھ ہزاروں پاک لوگ ہیں۔
اور اس کے دائیں ہاتھ پر آگ کی شریعت
لوگوں کو دوست رکھنے والا
امریکی
قدس کی بلندی سے آئے۔

اور دائیں ہاتھ سے ان کیلئے ایک شریعت کی آگ
لہذا لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔

۱. قابل توجہ بات ہے کہ پہلا جملہ ” اور دس ہزار مقربان کے ہمراہ تشریف لائے ” دوسرے جملہ ” اور ان کے ساتھ ہزاروں پاک لوگ ہیں ” میں تحریف ہوئی ہے ۔ آخر میں یہ جملہ حذف ہو کر اس جملہ میں تحریف ہوا ہے کہ ” قدس کی بلندی سے آئے ” تا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم (ع) کے ظہور پر دلالت کرے!!
دوسرے جملہ ” آتشین شریعت ” میں تحریف کر کے ” آگ کی شریعت ” اور پھر اسے ” شریعت کی آگ ” میں تحریف کیا گیا ہے تا کہ اسلام کے جہاد و پیکار والی شریعت پر دلالت نہ کرے اور اس طرح حضرت خاتم الانبیاء (ص) کی شریعت کا مصداق نہ بن جائے۔
تیسرے جملہ میں ” بلکہ قبائل کو دوست رکھتا ہے ” بصورت جمع ہے اسے جملہ ” لوگوں میں ” اور پھر ” لوگوں کو دوست رکھتا ہے ” میں تحریف کی گئی ہے تا کہ پیغمبر اسلام پر دلالت نہ کرے بلکہ دوسروں پر صادق آئے۔

قرآن مجید ایک لافانی معجزہ :

ہم نے تورات کے ایک حصہ میں ۱۸۳۱ ءء میں واقع ہوئی تحریف کے طرز و طریقہ کو نمونہ کے طور پر بیان کیا۔

لیکن قرآن مجید کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر قسم کے دخل و تصرف اور تحریف سے خدا کی پناہ میں ہوگا ۔ اس سلسلے میں فرماتا ہے:

<وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ > (۱)

اور یہ ایک عالی مرتبہ کتاب ہے ، جس کے قریب ، سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے ۔

اور خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ خود اس کا محافظ اور بچانے والا ہوگا ، جیسے کہ فرماتا ہے :

<إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ > (۲)

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

حتی رسول خدا (ص) بھی اپنی بات کو خدا کے کلام کے برابر قرار نہیں دے سکتے ، جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:

۱. فصلت / ۴۱ - ۴۲.

۲. حجر / ۹.

> تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ < (۱)

یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے ' اگر یہ پیغمبر ہماری طرف سے کوئی بات گڑھ لیتا تو ہم اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتے اور پھر اس کی گردن اڑا دیتے پھر تم میں سے کوئی مجھے روکنے والا نہ ہوتا ۔
یا یہ کہ اگر خدائے تعالیٰ قرآن مجید کو اپنے پیغمبر (ص) سے چھین لیتا ، تو رسول خدا (ص) کچھ نہیں کرسکتے :

> وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا < (۲)

اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے اسے اٹھالیں اور اس کے بعد ہمارے مقابلہ میں کوئی سازگار اور ذمہ دار نہ ملے۔

اس کے علاوہ خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اگر جن و انسان باہم متفق ہو کر قرآن کے مانند کسی کتاب کو فراہم کرنے کی کوشش کریں گے تو بھی وہی گز اس میں کامیاب نہیں ہوں گے :
> قُلْ لَّيْنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْحِجْ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا <

آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جنات سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لاسکتے ، چاہے سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت

۱. الحاقم / ۴۳ - ۴۷

۲. اسراء / ۸۶

۳. الاسراء / ۸۸

پناہ ہی کیوں نہ ہوجائیں۔

قرآن مجید کے مثل کسی کتاب کو لانے کے بارے میں انسان و جنات کی مجموعی قدرت اور توانائی سے نفی کرتے ہوئے فرماتا ہے:

> وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ < (۱)

اگر تمہیں اس میں کوئی شک ہے، جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کے جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جتنے تمہارے مددگار ہیں سب کو بلا لو۔ اگر تم اپنے دعوے اور خیال میں سچے ہو۔ اور اگر تم ایسا نہ کرسکے اور یقیناً نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جسے کافروں کیلئے مہیا کیا گیا ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے

> أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَاتٍ وَادْعُوا مَنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِلَّا يَسْتَحْجِبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ مَا أُنْزِلَ يَعْلَمُ اللَّهُ < (۲)

۱. بقرہ / ۲۳ - ۲۴

۲. ہود / ۱۳ - ۱۴

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن بندے نے گڑھ لیا ہے تو کہہ دیجئے کہ اس کے جیسے دس سوئے گڑھ کر تم بھی لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جس کو چاہو اپنی مدد کیلئے بلا لو اگر تم لوگ اپنی بات میں سچے ہو۔ پھر اگر یہ آپ کی بات قبول نہ کریں تو سمجھ لو کہ جو کچھ نازل کیا گیا ہے سب خدا کے علم سے ہے

اور مزید فرماتا ہے:

> وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا كُنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا تَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ <
اور یہ قرآن کسی غیر خدا کی طرف سے افتراء نہیں ہے بلکہ اپنے ما سبق کی کتابوں کی تصدیق اور تفصیل ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔
کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے پیغمبر (ص) نے گڑھ لیا ہے تو کہہ دیجئے کہ تم اس کے جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور خدا کے علاوہ جسے چاہو اپنی مدد کیلئے بلا لو، اگر تم لوگ سچے ہو۔

۱۔ یونس ۳۷-۳۸

قرآن مجید میں تحریف کی ایک ناکام کوشش

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا وہ قرآن مجید کی شان میں خدا کا کلام تھا جو دقیق علمی بحث و تمحیص کے ذریعہ مذکورہ تمام مطلب کی تائید و تصدیق کرتا ہے ، اس کے تکرار کی گنجائش نہیں ہے (۱)

لیکن حیرت کی بات ہے کہ بعض روایات اس کے بر خلاف کہتی ہیں ذیل میں ان کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں :

۱۔ بخاری اور مسلم کی " صحیح " ، ابو داؤد کی ترمذی اور ابن ماجہ کی " سنن " اور مالک کی " مؤطاء " میں یہ روایت نقل ہوئی ہے جسے ہم ذیل میں " صحیح بخاری " سے بعینہ نقل کرتے ہیں:

خلیفہ دوم عمر بن خطاب (رض) سے روایت ہے : کہ

خدائے تعالیٰ نے محمد (ص) کو مبعوث فرمایا اور قرآن کو آپ (ص) پر نازل فرمایا۔ جس کی آیات میں آیہ " رجم " بھی موجود تھی کہ ہم نے اس آیت کو پڑھا اور سمجھا و درک کیا ہے۔ رسول خدا (ص) اور آپ (ص) کے بعد ہم نے اسی آیت سے استدلال کر کے " رجم " یعنی " سنگسار " انجام دیا ہے ۔ اب مجھے اس بارے میں ڈر ہے کہ زمانہ گزرنے پر کوئی یہ کہے کہ : خد کی قسم میں نے آیہ " رجم " کو کتاب خدا میں نہیں دیکھا ہے ! اور لوگ اس واجب الہی کو ترک کر کے گمراہ ہوجائیں جبکہ قرآن مجید کی رو سے زنائے محصنہ میں رجم کی سزا واجب ہے (۲)

۱۔ مقدمہ تفسیر الاء الرحمن اور مقدمہ تفسیر البیان۔

۲۔ عن الخليفة عمر بن الخطاب قال : إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا (ص) وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الرِّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَيْنَاهَا ، وَ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَ رَجَمْنَا بَعْدَهُ فَاخْشَى أَنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ : وَ اللَّهُ مَا نَجِدُ آيَةَ الرِّجْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيُضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةِ أَنْزَلَهَا اللَّهُ وَ الرِّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا حَصَنَ

اس روایت کے آخر میں عمر (رض) کی خیالی آیہ " رجم " کے سلسلے میں ابن ماجہ نے اس طرح لکھا ہے: ہم آیہ رجم کو یوں پڑھتے تھے۔

الشيخ و الشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة

جب ایک مرد اور عورت زنا کے مرتکب ہوجائیں تو انہیں سنگسار کرو۔

یہی مطلب مالک کی ”موطا“ میں یوں آیا ہے: ہم اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے:

الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ قَارِجُمُوهُمَا أَلْبَتَّةَ (۱)

پھر اسی حدیث میں ”صحیح“ بخاری اور ”مسند“ احمد میں خلیفہ دوم سے منقول ہے کہ: ہم اس آیت کو کتاب خدا میں پڑھتے تھے:

أَلَّا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّ كُفْرَكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ

اپنے باپ سے منہ نہ موڑنا اگر ایسا کرو گے تو کفر کے مرتکب ہو گے۔

۲۔ مسلم کی ”صحیح“، ابو داؤد، نسائی اور دارمی کی ”سنن“ اور مالک کی ”موطا“ میں ام المؤمنین عائشہ (رض) سے ایک روایت نقل کی گئی ہے ’ ہم یہاں پر ”صحیح مسلم“ میں نقل ہوئی اس حدیث کی عین عبارت نقل کرتے ہیں:

ام المؤمنین عائشہ سے منقول ہے کہ:

قرآن میں نازل ہونے والی آیتوں کے ضمن میں ”یا علم دس مرتبہ دودھ پلانے کی آیت‘ بھی

۱۔ ابی بن کعب سے نقل کر کے تقریباً اسی مضمون کی حدیث ”مسند“ احمد (۵/۱۳۲) اور زید بن ثابت انصاری سے ”مسند“ احمد (۵/۱۸۳) میں آئی ہے۔

نازل ہوئی تھی اور پیغمبر خدا (ص) کے زمانے میں اس آیت کو قرآن مجید میں پڑھا جاتا تھا۔

”سنن“ ابی ماجہ میں حدیث عائشہ (رض) یوں نقل ہوئی ہے:

عائشہ (رض) نے کہا کہ آیہ ”رحم“ اور ”بالغون کو دس مرتبہ دودھ پلانے“ کی آیت — محرم بنانے کیلئے — کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھی ہوئی تھی اور میں نے اسے اپنے سونے کے تخت کے نیچے چھپا رکھا تھا۔ جب رسول خدا (ص) نے رحلت فرمائی، ہم آپ (ص) کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے اور دیگر امور سے غفلت کی، ایک مرغی کمرے میں داخل ہوئی اور اس کاغذ کو کھا گئی!! (۱)

۳۔ ”صحیح“ مسلم میں آیا ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے بصرہ کے قاریوں کیلئے جن کی تعداد تین سو تھی ایک پیغام بھیجا کہ ہم قرآن مجید میں ایک سورہ پڑھتے تھے جسے بلندی اور پائیداری کے لحاظ سے سورہ براءت کے شبیہ جانتے تھے اور میں نے اسے فراموش کر دیا۔ اس میں سے صرف یہ حصہ یاد ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

اگر فرزند آدم کے پاس دو بیابانوں کے برابر مال و دولت ہوجائے تو وہ تیسرے بیابان کی بھی آرزو کرے گا۔ فرزند آدم (ع) کا پیٹ مٹی کے علاوہ کسی اور چیز سے نہیں بھر سکتا (۲)

ابو موسیٰ اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

۱۔ نزلت آية الرحم و رضاءة الكبير عشرآلقد كان في صحيفة تحت سريري، فلما مات رسول الله تشاغلنا بموتهم فدخل داجن فاكلها!!

۲۔ لو كان لابن آدم واديان من مالٍ لا يتغىٰ واديا ثالثا و لا يملأ جوف ابن آدم الا التراب!

قرآن مجید میں ایک ایسا سورہ بھی تھا جو تسبیحات کی شبیہ تھا میں نے اسے بھی فراموش کر ڈالا۔ صرف اس کا یہ حصہ یاد ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

اے ایمان لانے والو! تم جس چیز کو انجام نہیں دیتے اسے زبان پر کیوں لاتے ہو؟ تاکہ تمہاری گردن پر گواہی لکھ جائے اور قیامت کے دن تم سے پوچھ تاچھ کی جائے؟!

ایسی بناوٹی اور جھوٹی احادیث (۱) اگر کسی مطلب پر دلالت کر سکتی ہیں تو وہ مطلب یہ ہوگا کہ حدیث نبوی کے مطابق اس امت میں بھی ایسے افراد ہیں جو گزشتہ امتوں کے مانند آسمانی کتاب میں تحریف کرنے پر اتر آئیں گے۔ اس سلسلے میں آنحضرت (ص) فرماتے ہیں :

تم لوگ اپنے اسلاف کی روش پر تیر کے پروں اور جوتوں کے جوڑے کے مانند چلو گے۔ اس حد تک کہ اگر وہ کسی چھپکلی کے یل میں گھس گئے ہوں گے تو تم لوگ بھی اس میں گھس جاؤ گے۔

لیکن قرآن مجید میں تحریف کے بارے میں ان خود غرضوں کی تمام کوششیں ناکامی اور رسوائی سے دوچار ہوئیں۔ جیسا کہ خداوند فرماتا ہے: ”قرآن کے قریب، سامنے یا پیچھے کی طرف سے باطل ابھی نہیں سکتا ہے“ اور خدائے تعالیٰ اپنی کتاب کو ایسے بیہودہ مطالب کی آلودگیوں سے بچالے گا جن سے عربوں کا ذوق سلیم بھی نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: ”ہم

۱۔ معتبر اور گراں قدر کتابوں کے ایک حصہ میں ان ہی روایات کا وجود ہمیں اپنے معین کردہ ارادہ میں مصمم تر کرتا ہے کہ حقائق تک پہنچنے اور بیہودہ مطالب اور جھوٹ کو محکم و متین مضامین سے جدا کرنے کیلئے اپنی بحث و تحقیق کو جاری رکھیں۔

نہ ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

ارادہ الہی کے تحت، قرآن مجید لاکھوں مسلمانوں کے ذریعہ دست بدست پھرانے اور عصر رسالت (ص) سے آج تک نسل بہ نسل منتقل ہونے کے باوجود ہر قسم کی تحریف اور آلودگیوں سے پاک اور محفوظ رہ کر اسی حالت میں موجود ہے جس حالت میں رسول خدا (ص) نے اسے تبلیغ فرمایا تھا اور انشاء اللہ اسی صورت میں آئندہ بھی محفوظ رہے گا۔

اسلامی مصادر کی تحقیق ضروری ہے :

اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے بیہودہ اور توہمات پر مشتمل مطالب اگرچہ قرآن مجید میں نفوذ نہیں کرسکے ہیں لیکن بہر صورت روایات و احادیث اور گراں قدر کتابوں میں سرایت کرچکے ہیں جنہوں نے ذہنوں کو مشغول کر رکھا ہے۔

اگرچہ قرآن مجید تحریف سے محفوظ رہا ہے لیکن سنت کسی صورت میں تحریف اور دخل و تصرف سے محفوظ نہیں رہی ہے۔ اس سلسلے میں دشمنان اسلام، من جملہ یہود، نصاریٰ، زندقی اور دیگر منافقین اسلام کالبادہ اوڑھ کے مسلمانوں کے اندر گھس کر مختلف صورتوں میں اور وسیع پیمانے پر رسول (ص) خدا کی احادیث، آپ (ص) کی سیرت، اصحاب کی سیرت، تاریخ اسلام، احادیث اور تفسیر قرآن میں ہر قسم کی تحریف اور دخل و تصرف کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں !! یہاں تک کہ شاید ہمیں گزشتہ امتوں میں کوئی ایسی امت نہیں مل سکے گی جس نے اپنے پیغمبر کیلئے ایک سو پچاس اصحاب جعل کئے ہوں اور انہیں حقیقی و مسلم صحابیوں کے عنوان سے اپنے ہم عقیدوں کے سامنے پیش کیا ہو ! جس چیز کو اس کتاب میں مد نظر رکھا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ اسلامی مصادر کی حتی الامکان تحقیق و جستجو کرکے پیغمبر اسلام (ص) کیلئے جعل کئے گئے اس قسم کے اصحاب کو پہنچنایا جائے۔ انشاء اللہ اس کام کو انجام دیا جائے گا۔

لیکن مسلمانوں کی بڑی اکثریت یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ جو کچھ انہیں اپنے اسلاف سے ملا ہے وہ سب کا سب صحیح ہے اور اسے ہر قسم کی آلودگی اور دخل و تصرف سے پاک و منزہ جانتے ہیں۔ چنانچہ بحث و تحقیق کے ضمن میں اگر تاریخ طبری میں کسی صحابی کی خبر یا سیرہ ابن بشام میں

پیغمبر اسلام (ص) سے مربوط کسی خبر یا آنحضرت (ص) سے مربوط کسی بھی حدیث کو اپنی مورد اعتماد و احترام کتابوں میں یا اس قسم کے دوسرے مصادر میں پاتے ہیں تو چوں و چرا کے بغیر اطمینان کامل کے ساتھ اس مطلب کو آنکھیں بند کر کے قبول کر لیتے ہیں۔ اور اس کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں بحث و تحقیق کرنے کی ہر گز اپنے آپ کو تکلیف نہیں دیتے۔ بلکہ اس کے برعکس ان کے علماء اور دانشور بھی، مذکورہ مصادر کے مؤلفین نے جو کچھ اپنے فہم، ذوق اور سلیقہ کے مطابق لکھا ہے، اسے آنکھیں بند کر کے قبول کرتے ہیں۔

ہم کتاب ”عبد اللہ بن سبا“ کے مختلف حصوں کی تحقیق و جستجو کے دوران پیروان مکتب خلفاء کے مطمئن ترین منبع یعنی ”تاریخ طبری“ میں چند بڑی تحریفات سے دوچار ہوئے جو اصحاب سے مخصوص ہیں۔ یہ تحریفات، تاریخی حقائق کو الٹ پلٹ کر دینے کا سبب بنی ہیں اور انہیں اپنے اصلی راستے سے منحرف کر کے رکھ دیا ہے۔

اگر ایک محقق، ان کے نزدیک سیرت میں مطمئن ترین کتاب ”سیرہ ابن ہشام“ یا انکی انتہائی مورد اعتماد حدیث کی کسی بھی کتاب کی تحقیق کرے تو ان میں بحیرت انگیز حد تک جھوٹ اور تحریف کا سامنا کرے گا۔

گزشتہ بحث کے پیش نظر ہم اس قسم کی سیرت، حدیث و تاریخ کی کتابوں کے بارے میں درج ذیل تین راہوں میں سے کسی ایک کو انتخاب کرنے پر ناگزیر ہیں :

۱۔ صرف قرآن مجید پر اکتفا کریں اور اپنے اسلام کو اسی میں تلاش کریں لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس قسم کے اقدام کا نتیجہ ترک اسلام ہے جو قرآن کو ترک کرنے کے برابر ہے۔

۲۔ انہیں کتابوں کو، کہ جن پر اکثر مسلمانوں کو اطمینان ہے اور ان میں درج مطالب کے صحیح ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، تسلیم کر لیں اور جو کچھ ان میں درج ہے اسے بلا چوں و چرا قبول کر لیں اور کسی بحث و تحقیق کے بغیر ان کی روایتوں کے مضامین، راویوں کے سلسلہ، ان کا تاریخ و سیرت کی دوسری کتابوں میں موجود مطالب سے موازنہ وغیرہ سے چشم پوشی کر کے سب کچھ قبول کر لیں۔

ہماری اس بحث و تحقیق کے پیش نظر نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم صحیح کے بجائے تحریف اور حق کے بجائے باطل کو قبول کر لیں اور اس طرح وہی پہلا نتیجہ حاصل ہوگا۔

۳۔ یہ کہ حدیث، سیرت اور تاریخ کی تمام کتابوں کا مطالعہ کر کے ان پر بحث، تحقیق، تنقید اور جانچ پڑتال کر کے ان سند، متن اور مضمون کے لحاظ سے موازنہ کریں اور علمی بنیادوں پر حاصل شدہ تحقیق کے نتیجہ کو قبول کریں۔

قرآن مجید کے علاوہ تمام اسلامی مصادر کے بارے میں ہم مجبور ہیں کہ مذکورہ تین راہوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ پہلے دو راستے اسلام اور قرآن سے منہ موڑنے کے مترادف ہیں، پس جب صحیح اسلام اور اس کے سچے قوانین کی پیروی کے خواہاں ہیں تو ہم ناگزیر ہیں کہ اسی تیسرے طریقے یعنی بحث و تحقیق اور تنقید جو صحیح اور علمی ہے اس کا انتخاب کرنے کو ہی قبول کریں۔

اس انتخاب میں ضروری ہے کہ اصحاب کی سیرت پر بحث و تحقیق کو دوسرے امور پر مقدم قرار دیں، ہم نے بھی اسی بحث کو دوسری بحثوں پر مقدم قرار دیا ہے۔

کیونکہ صحابہ ہمارے اور حدیث کے درمیان رابطے کی کڑی ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں دیکھا کہ سیرت سے مربوط بعض روایات بعض ایسے اصحاب سے روایت کی گئی ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ابھی انہیں پیدا ہی نہیں کیا ہے !

اس طرح ہمیں چاہئے کہ اس بحث و تحقیق میں تنقید، تحقیق اور جانچ پڑتال کرتے وقت انتہائی اہم کتابوں کو اہم پر اہم کو غیر اہم کتابوں پر مقدم قرار دیں۔ یا سادہ الفاظ میں امکان کی حد تک اپنی بحث و تحقیق میں انتہائی مشہور کتابوں کو دوسرے درجہ کی مشہور کتابوں اور دوسرے درجے کی کتابوں کو غیر مشہور کتابوں پر مقدم قرار دیں۔

اب میں نے انتہائی انکساری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے کہ اس بحث و تحقیق کے سلسلہ کو اسی پروگرام کے تحت جاری رکھوں اور اگر خدائے تعالیٰ نے اس پروگرام میں میری مدد فرمائی تو اس کا شکر گزار رہوں گا ورنہ اسلام کے علماء اور محققین کی ذمہ داری ہے کہ پیغمبر خدا (ص) کی سنت کو آلودگیوں اور تحریفات سے پاک کرنے کیلئے قدم اٹھائیں۔

خلاصہ

چونکہ تمام اسلام قرآن و سنت میں ہے، لہذا صحیح اسلام کو درک کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی طرف رجوع کیا جائے کوئی شخص قرآن کو سنت سے جدا نہیں کرتا مگر وہ شخص کہ جو اپنی خواہش و مرضی کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہے اور قرآن مجید کی اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق تاویل و تفسیر کرنا چاہتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اور پیغمبر خدا (ص) نے حکم دیا ہے کہ قرآن و سنت کی طرف ایک ساتھ رجوع کیا جائے۔ لیکن جب ہم اسلام کو حاصل کرنے کیلئے سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہ سنت مختلف صورتوں میں تحریف کا شکار ہوئی ہے۔ اس تحریف اور دخل و تصرف میں امت اسلامیہ موہو گزشتہ امتوں کے نقش قدم پر چلی ہے۔

خدائے تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کی تحریف کے بارے میں اور پیغمبر خدا (ص) نے اس امت کے گزشتہ امتوں کے تمام امور میں پیروی کرنے کی خبر دی ہے۔ یہی امر دسیوں ہزار بناوٹی اور تحریف شدہ روایتوں، سیرت، تاریخ اسلام، عقائد اسلامی، تفسیر قرآن میں اور ایسے ہی دوسرے امور میں شامل ہوکر صحیح اسلام کے نظروں سے اوجھل ہوجانے اور حقیقت تک رسائی کے بہت مشکل ہوجانے کا سبب بنا ہے۔ اس کے علاوہ یہی تحریفات اور دخل و تصرف مسلمانوں کی یکجہتی، اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرکے انہیں مختلف ٹولوں اور گروہوں میں تقسیم کرنے کا سبب بنے ہیں۔

اس لحاظ سے اگر ہم صحیح اسلام کو سمجھنا چاہیں تو ہمیں اس قسم کی بحث و تحقیق کی سخت ضرورت ہے اور اس ضرورت کا اسلام کے احکام پر عمل کرتے وقت شدت سے احساس کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر مسلمانوں کے امور اور ان کا اتحاد ہمارے پیش نظر ہے تو ہم اس قسم کی بحث و تحقیق کے سخت محتاج ہوں گے، کیونکہ آج کل مسلمانوں کے درمیان اختلاف و افتراق کا سرچشمہ اسلام کے تمام امور میں ہزاروں کی تعداد میں ضد و نقیض احادیث کے وجود کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح اس قسم کی تحقیقات و بحث و مباحثہ کے بغیر پیغمبر اسلام (ص) کے لائے ہوئے اصل اسلام کو سمجھنا اس کے احکام پر عمل کرنا اور مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق ہی ممکن نہیں ہے۔

لہذا گزشتہ بحث کے تناظر میں لازم بن جاتا ہے کہ ہم اس بحث و تحقیق کے کام کو جاری رکھیں تا کہ صحیح کو غلط سے جدا کرکے پہچان سکیں، اس مشکل، سنجیدہ اور زبردست کام کیلئے دانشوروں کی ایک جماعت کو قدم اٹھانا چاہئے۔ پھر یہ امت اسلامیہ کا فرض بنتا ہے کہ ان کی بحث و تحقیق کے نتیجہ پر راضی ہو کر اسے خدا کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کیلئے قبول کریں۔

لیکن یہ کہنا کہ ”چپ ربو“ __ اس خدا کی قسم جس نے زمین و آسمان کو خلق کیا ہے اور پیغمبر(ص) کو حق پر مبعوث فرمایا ہے __ علم و دانش کے خلاف ناپاک ترین جملہ ہے اور دین کیلئے سب سے بڑا نقصان ہے ۔ یہ بات جس کے منہ سے بھی نکلے شیطان کا کلام اور اس کا وسوسہ ہے ۔ میں اس قسم کے بیہودہ گو افراد کے بارے میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا :

<رَبِّ آهْدِ قَوْمِي إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ>

وہ جو چاہیں کہیں ، لیکن میں خدا کو شاہد و گواہ قرار دیکر کہتا ہوں کہ میں نے صرف اسلام اور اس کی پہچان کیلئے ان مباحث و تحقیقات کے سلسلہ کی اشاعت کا قدم اٹھایا ہے اور خاص کر رسول خدا (ص) کے ان اصحاب کو پہچاننے کیلئے جنہیں آپ (ص) کی مصاحبت اور ادراک کا شرف حاصل ہوا ہے اور انہی حقیقی اصحاب کو جعلی اصحاب سے جدا کرنے کیلئے میں نے ” ۱۵۰ جعلی اصحاب“ نامی اپنی کتاب شائع کی ہے۔

اب ہم کتاب کے اس حصہ میں سیف کے پچیس دیگر جعلی ” اصحاب ، حدیث کے راوی، جنگی سپہ سالار، شعراء ، اور رجز خوانوں “ کے بارے میں بحث و تحقیق شروع کرتے ہیں اور خدائے تعالیٰ سے اس کام میں کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔



پہلے حصہ کے

مصادر و مآخذ

حسان بن ثابت انصاری کی حدیث :

۱۔ کتاب ” سنن“ دارمی (۱/۱۴۵) باب ” السنة قاضیہ علی کتاب اللہ“ کا مقدمہ۔

مقدمہ کی حدیث :

۱۔ ” سنن“ ابو داؤد (۲/ ۲۵۵)

۲۔ ” سنن“ ترمذی باب ” ما نہی عنہ ان یقال عند حدیث النبی “ (۱۰/۱۳۳)

۳۔ ” سنن“ ابن ماجہ باب ” تعظیم حدیث رسول اللہ“ (۱/۶)

۴۔ ” سنن“ دارمی ، باب ” السنة قاضیہ علی کتاب اللہ“ کا مقدمہ (۱/۴۰)

۵۔ ” مسند“ احمد بن حنبل (۴/ ۱۳۰-۱۳۱ و ۱۳۲)

عبید اللہ بن ابی رافع کی حدیث :

۱۔ ” سنن“ ابو داؤد ، کتاب ” السنة “ ، ” لزوم السنة“ (۲/ ۲۵۶)

۲۔ "سنن" ترمذی (۱۰/۱۳۳)

۳۔ "سنن" ابن ماجہ (۱/۶)

۴۔ "مسند" احمد بن حنبل (۶/۸)

عرباض بن ساریہ کی حدیث :

۱۔ "سنن" ابو داؤد (۲/۶۴) باب "تعشیر اهل الذمہ" کتاب "خراج" سے ۔

ابو بریرہ کی حدیث :

۱۔ "مسند" احمد بن حنبل - (۳۶۷/۲)

اس امت کے اپنے اسلاف کی تقلید کرنے کا موضوع

حضرت امام صادق (ع) کی اپنے جد بزرگوار سے حدیث :

۱۔ "اکمال الدین" شیخ صدوق ، ص ۵۷۶ طبع حیدری تہران ۱۳۹۰ ھ

۲۔ "بحار الانوار" مجلسی ، شیخ صدوق سے نقل کر کے ، طبع کمپانی (۸/۲)

۳۔ "مجمع البیان" مرحوم طبرسی ، 'جلاء الاذہان' گارز ، تفسیر آیہ شریفہ :

<لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ>

شافعیوں کے پیشوا امام شافعی کی حدیث:

۱۔ "فتح الباری" ابن حجر (۱۷/۶۴)

ابو سعید خدری کی حدیث :

۱۔ "مسند" طیالسی ، حدیث نمبر ۲۱۷۸۔

۲۔ "مسند" احمد ، (۳/۹۴ و ۳/۸۴)

۳۔ "صحیح مسلم" نووی کی شرح ، کتاب العلم (۲۱۹/۱۶)

۴۔ "صحیح بخاری" کتاب "الانبیاء" باب "ما ذکر عن بنی اسرائیل" (۲/۱۷۱)

اس کے علاوہ کتاب بخاری ، شرح فتح الباری "کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة" پیغمبر(ص) خدا کی

فرمائش :

لتتبعن سنن من کان قبلکم " (۱۷/۶۳ - ۶۴)

۵۔ کنز العمال " (۱۱/۱۲۳)

حدیث ابو بریرہ :

۱۔ "فتح الباری" در شرح صحیح بخاری (۱۷/۶۳)

۲۔ "سنن" ابن ماجہ ، حدیث نمبر : ۳۹۹۴۔

۳۔ "مسند" احمد بن حنبل (۲/۳۲۷ ، ۳۶۷ ، ۴۵۰ ، ۵۱۱ ، ۵۲۷)

۴۔ کنز العمال (۱۱/۱۲۳)

ابو واقد لیثی کی حدیث:

۱۔ "سنن" ترمذی (۲۸-۲۷/۹)

۲۔ "مسند" طیالسی ، حدیث نمبر ۱۳۴۶۔

۳۔ "مسند" احمد (۵/۳۱۸)

۴۔ "کنز العمال" (۱۱/۱۲۳) باب (الاقوال من کتاب الفتن)

عبداللہ بن عمرو کی حدیث :

۱۔ "سنن" ترمذی (۱۰/۱۰۹) ابواب الایمان۔

۲. "در المنثور" سیوطی (۴ / ۶۲) تفسیر آیہ " وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا " آل عمران مستدرک حاکم کے مطابق ۔

ابن عباس کی حدیث :

۱. "مجمع الزوائد" (۷ / ۲۶۱) بزاز اور حاکم سے روایت کی ہے۔

۲. "کنز العمال" (۱۱ / ۱۲۳) مستدرک حاکم سے نقل کیا ہے۔

سہل بن سعد کی حدیث :

۱. "مسند" احمد بن حنبل (۵ / ۲۴۰)

۲. "مجمع الزوائد" (۷ / ۲۶۱) طبرانی سے نقل کرکے۔

عبد اللہ مسعود کی حدیث :

۱. "مجمع الزوائد" (۷ / ۲۶۱) طبرانی سے نقل کرکے۔

مستورد کی حدیث :

۱. "مجمع الزوائد" (۷ / ۲۶۱)

۲. کنز العمال (۱۱ / ۱۲۳) طبرانی کی "اوسط" سے نقل کرکے ۔

شداد بن اوس کی حدیث:

۱. "مسند" احمد (۴ / ۱۲۵)

۲. "مجمع الزوائد" (۷ / ۲۶۱)

۳. قاموس الكتاب المقدس "تالیف: مسٹر ماکس ، امریکی ، طبع امریکی مطبع، بیروت ۱۹۲۸ء

۴. "توریت" ، طبع ، امریکی مطبع، بیروت ، ۱۹۰۷ء

آیہ رجم کے بارے میں عمر (رض) کی روایت :

۱. "صحیح" بخاری (۴ / ۱۲۰) کتاب حدود۔

۲. "صحیح" مسلم (۵ / ۱۱۶)

۳. "سنن" ابی داؤد (۲ / ۲۲۹) باب رجم ، کتاب حدود۔

۴. "صحیح" ترمذی (۴ / ۲۰۶) باب "ما جاء فی تحقیق الرجم" کتاب حدود

۵. "سنن" ابن ماجہ ، باب رجم ، کتاب حدود، نمبر: ۲۵۵۳

۶. "سنن" دارمی (۲ / ۱۷۹) باب حد زنائے محصنہ ، کتاب حدود۔

۷. "موطاء مالک" (۳ / ۴۲) کتاب حدود۔

۸. "مسند" احمد (۱ / ۴۰) : ۲۷۶ ، نمبر (۱ / ۴۷) ۳۳۱ ، نمبر : (۵۵ / ۱) ۳۹۱ نمبر

بناوٹی آیت لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ کی روایت:

۱. "مسند" احمد (۱ / ۴۷) نمبر: ۳۳۱

۲. "مسند" احمد (۵۵ / ۱) نمبر ۳۹۱

"دس مرتبہ دودھ پلانے" کے بارے میں عائشہ کی روایت :

۱. "صحیح" مسلم (۴ / ۱۶۷) باب "التحریم بخمس رضعات" کتاب رضاع

۲. "سنن" ابی داؤد (۱ / ۲۷۹) باب "هل يحرم ما دون خمس رضعات؟" کتاب نکاح

۳. "سنن" نسائی (۲ / ۸۲) باب "القدر الذي يحرم من الرضاعة" کتاب نکاح سے ۔

۴. سنن ابن ماجہ (۱ / ۶۲۶) باب "رضاع الكبير" کتاب نکاح ، نمبر ۱۹۴۴۔

۵. سنن دارمی (۱ / ۱۵۷) باب "كم رضة ترحم" کتاب نکاح

- ۶۔ ”موطا“ مالک (۲/۱۱۸) باب ”جامع ما جاء فی الرضاة“ کتاب نکاح
دو خیالی سورتوں کے بارے میں ابو موسیٰ کی روایت
۱۔ ”صحیح“ مسلم (۳/۱۰۰) باب ”لو ان لابن آدم“ کتاب زکات۔
۲۔ ”حلیہ“ ابو نعیم، ”ابو موسیٰ“ کے حالات کی تشریح میں۔
(ع)

دوسرا حصہ

سیف بن عمر تمیمی کا تحفہ

- سیف کے جعلی اصحاب کا ایک اور گروہ۔
- رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچنے والے نمائندے
- رسول خدا (ص) اور ابو بکر (رض) کے گماشتے اور کارندے
- پیغمبر خدا (ص) کے چند ایلچی
- ہم نام اصحاب
- گروہ انصار سے چند اصحاب

ترجمہ
Translation Movement

سیف کے جعلی اصحاب کا ایک اور گروہ

ہم نے اس کتاب کی پہلی اور دوسری جلد کو سیف کے قبیلہ تمیم سے جعل کئے گئے اصحاب اور ان کے بارے میں خیالی عظمت و افتخارات کیلئے مخصوص کیا ، اور اس کے افسانوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیف کی نظر میں پوری دنیا قبیلہ تمیم میں خلاصہ ہوتی ہے ۔ کیونکہ سیف کی باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ صرف اسی خاندان کے افراد تھے جنہوں نے پیغمبر خدا (ص) کے گرد جمع ہو کر آپ (ص) کی مصاحبت اور اطاعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ حد یہ ہے کہ سیف کے خیال میں رسول اللہ (ص) کے پروردہ ، گماشتے اور کارندے ، نمائندے اور ایلچی بھی قبیلہ تمیم سے تعلق رکھتے تھے !

پیغمبر خدا (ص) کی رحلت کے بعد بھی اسی قبیلہ کی معروف شخصیتیں تھیں جنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ کی میٹینگ میں شریک ہو کر ، ابوبکر (رض) کی بیعت کی اور اس سلسلے میں اپنے نظریات پیش کئے !!

ارتداد کی جنگوں میں بھی ، تمیمیوں کی ایک جماعت دین سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئی تھی۔ اور انہوں نے اپنے عقائد کے دفاع میں سخت جنگ کر کے اپنی پائیداری کا ثبوت دیا ہے ۔ اور اس خاندان کے ان لوگوں نے بھی اپنے ایمان و عقیدہ کے دفاع میں مجاہدانہ طور پر تلوار کھینچ کر شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں ، جو اسلام پر باقی اور پائندہ رہے تھے۔

اسی قبیلہ تمیم کے افراد تھے ، جنہوں نے جنگوں اور لشکر کشیوں میں سپہ سالاری کے عہدے سنبھال کر میدان کارزار میں شجاعت ، بہادری اور دلاوریوں کے جوہر دکھائے ہیں اور کافی رجز خوانیاں کی ہیں ۔

خلاصہ کے طور پر یہ تمیمی ہی تھے جنہوں نے رزم و بزم کے تمام میدانوں میں دوسروں پر سبقت حاصل کر کے پہلا مقام حاصل کیا ہے :

پہلا شخص جس نے راہ خدا میں مکہ میں شہادت پائی تمیمی تھا۔

پہلا شہسوار جس نے جنگ اور کشور گشائی کیلئے ایران کی سرزمین پر قدم رکھا اسی قبیلہ سے تھا ۔ پہلا شخص اور دلاور جس نے دمشق کے قلعہ کی سر بفلک دیوار پر کمند ڈال کر اوپر چڑھنے کے بعد اسے فتح کیا ، ایک تمیمی سردار تھا۔

پہلا شخص جس نے سرزمین ” ربا “ پر قدم رکھا انہی میں سے تھا۔

پہلا بہادر جس نے گھوڑے پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کو عبور کر کے اسلامی فوج کے حوصلے بلند کئے تا کہ اس کی اطاعت کریں ، تمیمی تھا ۔

پہلا سورما جو فاتح کی حیثیت سے مدائن میں داخل ہوا انہی میں سے تھا ۔

پہلا بہادر جو کسی خوف و وحشت کے بغیر جلولا کی جنگ میں دشمن کے مورچوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دینے میں کامیاب ہوا، تمیمی تھا۔

”ارماث ، اغواث و عماس “ کے خونین دنوں کو خلق کرنے والے یہی ہیں ۔ یہی ہیں جنہوں نے اس وقت کے دنیا کے پادشاہوں ، جیسے کسریٰ ، برمز ، قباد ، فیروز ، براکلیوس ، چین کے خاقان ، ہندوستان کے پادشاہ دابر ، بہرام ، سیاوش ، نعمان اور دیگر عرب پادشاہوں کے جنگی ساز و سامان کو غنیمت کے طور پر حاصل کیا ہے ۔

انہوں نے ہی علاقوں اور شہروں پر حکومت اور فوجی کیمپوں اور چھاؤنیوں کی کمانڈ سنبھالی

ہے

عمر (رض) کے قاتل کو موت کی سزا دینے والے بھی یہی ہیں ۔

خلافتِ عثمان (رض) کے دوران کوفیوں کی بغاوت کو کچلنے والے بھی یہی ہیں ۔

یہی تھے جو عثمان (رض) کی مدد کیلئے دوڑے۔

انہوں نے ہی جنگِ جمل میں امیر المؤمنین علی (ع) اور عائشہ (رض) ، طلحہ و زبیر کے درمیان صلح کرنے کی کوشش کی ۔

جنگِ جمل میں عام معافی کا اعلان کر کے جنگ کے شعلوں کو خاموش کرنے والا بھی انہی میں سے تھا ۔

جنگلی جانوروں نے جس سے فصیح زبان میں گفتگو کی ہے وہ ان ہی میں سے تھا ۔

جس کی زبان پر فرشتوں نے فارسی کے کلمات جاری کئے اور وہ ایک بڑی فتح کا سبب بنا ، ان ہی میں سے تھا۔

جی ہاں ! یہی خیالی خصوصیات سبب بنی ہیں کہ فرشتے اور جنات یک زبان ہوکر قبیلہ تمیم کے فضائل اور افتخارات کے نغموں کو سیف کے خیالی راویوں کے کانوں تک پہنچائیں تا کہ وہ بھی اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے ان افسانوں کو سیف کے کان میں گنگنائیں ۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا ہے اسے بلکہ اور بھی بہت سی چیزیں ہم نے سیف کے تئیس

(۲۳) جعلی اصحاب کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے کے دوران حاصل کی ہیں ۔

اب ہم اس جلد میں بھی خاندان تمیم سے متعلق سیف کے چھ جعلی اصحاب کے علاوہ دیگر عرب قبائل سے خلق کئے گئے سیف کے انیس جعلی اصحاب کے سلسلہ میں حسب ذیل مطالعہ اور بحث و تحقیق کریں گے :

تیسرا حصہ: رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچنے والے نمائندے :

۲۴۔ عبدة بن قرط تمیمی عنبری ۔

۲۵۔ عبدا للہ بن حکیم ضبی

۲۶۔ حارث بن حکیم ضبی

۲۷۔ حلیم بن زید ضبی

۲۸۔ حر ، یا حارث بن حکیم خضرامہ ضبی

۲۹۔ کبیس بن بوذہ ، سدوسی ۔

چوتھا حصہ : رسول خدا (ص) اور ابوبکر (رض) کے گماشتے اور کارندے

۳۰۔ عبید بن صخر بن لوزان ، انصاری۔

۳۱۔ صخر بن لوزان انصاری۔

۳۲۔ عکاشہ بن ثور ، الغوثی۔

۳۳۔ عبدا للہ بن ثور، الغوثی۔

۳۴۔ عبید اللہ بن ثور الغوثی

پانچواں حصہ : رسول خدا کے ایلچی اور کارندے

۳۵۔ وبرة بن یحس خزاعی

۳۶۔ اقرع بن عبد اللہ ، حمیری۔

۳۷۔ جریر بن عبد اللہ حمیری ۔

۳۸۔ صلصل بن شرحبیل

۳۹۔ عمرو بن محبوب عامری

۴۰۔ عمرو بن خفاجی عامری

۴۱۔ عمر بن خفاجی عامری

۴۲۔ عوف ورکانی

۴۳۔ عویف ، زرقانی۔

۴۴۔ قحیف بن سلیک ، بالکی۔

۴۵۔ عمر وبن حکیم ، قضاعی ، قینی۔

۴۶۔ امرؤ القیس ، از بنی عبد اللہ۔

چھٹا حصہ : ہم نام اصحاب

۴۷۔ خزیمہ بن ثابت انصاری (غیو از ذی شہادتین)

۴۸۔ سماک بن خرشم ، انصاری (غیر از ابی دجانہ)

ساتواں حصہ : گروہ انصار سے چند اصحاب

۴۹۔ ابو بصیرہ

۵۰۔ حاجب بن زید۔

۵۱۔ سہل بن مالک

۵۲۔ سہل بن یربوع

۵۳۔ ام زمل ، سلمیٰ بنت حذیفہ

ترجمہ
Translation Movement

تیسرا حصہ :

رسول خدا (ص)

کی خدمت میں پہنچنے والے

مختلف قبائل کے منتخب نمائندے

- ۲۴۔ عبدہ بن قرط تمیمی عنبری
- ۲۵۔ عبد اللہ بن حکیم ضبی
- ۲۶۔ حارث بن حکیم ضبی
- ۲۷۔ حلیس بن زید ضبی
- ۲۸۔ حر، یا حارث بن خضامہ ضبی
- ۲۹۔ کبیس بن بوذہ ، سدوسی۔



ترجمہ تحریک
Translation Movement

چوبیسواں جعلی صحابی
عبدہ بن قرط تمیمی

اس نام کا ابن حجر کی ”الاصابہ“ میں یوں تعارف ہوا ہے :

عبدہ بن قرط، خیاب بن حرث تمیمی عنبری کا پوتا ہے ۔ ابن شاپین نے سیف بن عمر سے نقل کر کے ، قیس بن سلیمان بن عبدہ عنبری سے اس نے اپنے باپ اور جد سے ، انہوں نے عبدہ بن قرط سے ۔ جو بنی عنبر کے نمائندوں کے ساتھ پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا ہے ۔ روایت کی ہے : ” وردان “ اور ” حیدہ “ ، محزم بن مخرمہ بن قرط کے بیٹے نمائندہ کی حیثیت سے رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچے اور آنحضرت (ص) نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی ہے ۔ میں ۔ ابن حجر۔ نے ” حیدہ “ کے حالات کی تشریح میں اس موضوع کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ ابن حجر نے اس سے قبل ” حیدہ “ کے حالات کی تشریح میں یوں لکھا ہے : انشاء اللہ اس کے حالات کی تشریح حرف ” ع “ میں ” عبدہ “ کی تشریح کے دوران آئے گی ۔ یہ بھی کہدوں کہ رسول خدا (ص) نے اس کے حق میں دعا کی ہے ۔

عبدہ کا خاندان اور اس کی داستان کا آغاز

سیف نے عبدہ کو ' عمرو بن تمیم " کے خاندان بنی عنبر سے خلق کیا ہے ۔ اس کی داستان کے آغاز کو یوں جعل کیا ہے کہ بنی عنبر کے نمائندوں کا ایک گروہ ، جس میں ' ' حیدہ " اور " وردان " کے علاوہ عبدہ بن قرط بھی تھا ، پیغمبر خدا کی خدمت میں پہنچے اور آنحضرت (ص) نے " حیدہ " اور " وردان " کے لئے مخصوص دعائے خیر کی ۔

داستان کے مآخذ کی تحقیق

سیف کہتا ہے کہ مذکورہ داستان عبدہ بن قرط نے اپنے بیٹے عبدہ سے اور اس نے اپنے بیٹے سلیمان سے اور سلیمان نے بھی اپنے بیٹے قیس سے بیان کی ہے ۔ جبکہ جس عبدہ بن قرط کو ۔۔ سیف نے پیغمبر (ص) خدا کی خدمت میں قبیلے کے سفیر کے عنوان سے پہنچایا ہے اس کا حقیقت میں کوئی وجود تھا اور نہ اس کے ان بیٹوں کا جن کی فہرست سیف نے مرتب کی ہے۔ بلکہ عبدہ بن قرط نامی سیف کا صحابی۔ جسے اس نے نمائندہ کی حیثیت سے رسول خدا (ص) کے پاس پہنچایا ہے ۔ اور اس کے بیٹے " عبدہ ، سلیمان ، اور قیس " سب کے سب سیف کی تخلیق ہیں ۔

روایت کی تحقیق

ہم نے اس کتاب کی دوسری جلد میں ، جہاں " اسود بن ربیعہ " کے بارے میں گفتگو کی ہے ، تمیم کے نمائندوں کے پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں حاضر ہونے کے تاریخی حقائق بیان کئے ہیں اور واضح کیا ہے کہ سیف نے مذکورہ روایت میں کیوں اور کس طرح تحریف کی ہے !! یہاں پر اس کی تکرار ضروری نہیں سمجھتے ۔

یہ بھی ہم بتادیں کہ تمیم کے نمائندوں کے بارے میں سیف کے علاوہ دوسروں کی روایتوں میں نہ تو عبدہ بن قرط کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا ہے اور نہ ہی اس کی روایت کے راویوں کے سلسلہ کا سراغ ملتا ہے ، کیونکہ یہ صرف سیف بن عمر ہے جس نے یہ داستان خلق کی ہے اور ابن حجر نے بھی اس پر اعتماد کر کے عبدہ بن قرط کے نام کو حرف " ع " میں اپنی کتاب " الاصابہ " میں پیغمبر اسلام (ص) کے پہلے درجے کے اصحاب میں درج کیا ہے ۔

مصادر و مآخذ

" عبدہ بن قرط " کے حالات :

۱۔ الاصابہ ' ابن حجر ' (۲/۴۳۷) نمبر ۵۲۸۶ کے نیچے

حیدہ کے حالات

۱۔ الاصابة " ابن حجر ، (۲ / ۳۶۴)

بنی عنبر کا شجرہ نسب :

۱۔ " جمہرہ انساب " ابن حزم (۲۰۸ - ۲۰۹)

اقرع بن حابس اور قعقاع بن معبد کے حالات :

۱۔ " الاصابة " ابن حجر اور اس کے علاوہ دیگر منابع میں بھی آئے ہیں۔

پچیسواں جعلی صحابی

عبد اللہ بن حکیم ضبی

ابن اثیر نے اپنی کتاب " اسد الغابہ " میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے :

سيف بن عمر نے صعب بن عطيه بن بلال بن بلال سے ، اس نے اپنے باپ سے اس نے " عبد الحارث بن حکیم " سے روایت کی ہے کہ وہ ۔۔ عبد الحارث بن حکیم ۔۔ جب رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرت (ص) نے اس سے پوچھا :

تمہارا نام کیا ہے ؟

اس نے جواب دیا: عبد الحارث بن حکیم

آنحضرت (ص) نے فرمایا: آج کے بعد تمہارا نام عبد اللہ ہوگا۔

اس کے بعد رسول خدا (ص) نے اسے اپنے قبیلہ " بنی ضبہ " کے صدقات جمع کرنے کے لئے مامور فرمایا:

ابو موسیٰ نے اس صحابی کو ابن مندہ سمجھ لیا ہے

ابن حجر نے بھی اپنی کتاب " الاصابة " میں یوں بیان کیا ہے :

دار قطنی نے سيف کی کتاب " فتوح " سے نقل کر کے صعب ابن عطيه سے روایت کی ہے اور اسی مذکورہ داستان کو نقل کیا ہے

اس صحابی کی زندگی کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے کتاب " التجريد " میں اس طرح درج کئے گئے ہیں :

سيف بن عمر کے ذریعہ نقل ہوا ہے کہ وہ ۔۔ عبد الحارث بن حکیم ۔۔ نمائندہ کی حیثیت سے رسول اللہ (ص) کی خدمت میں پہنچا ہے۔

چھبیسواں جعلی صحابی

حارث بن حکیم ضبی

ابن اثیر نے کتاب "اسد الغابہ" میں اس صحابی کا تعارف یوں کرایا ہے :

ابو موسیٰ کی کتاب میں آیا ہے (اس کے بعد عبد الحارث کی وہی داستان اور رسول خدا (ص) کی خدمت میں نمائندہ کے طور پر پہنچنے کا موضوع بیان کیا ہے !) کتاب "الاصابة" میں یوں آیا ہے :

ابن شاپین اور ابو موسیٰ دونوں نے سیف سے نقل کیا ہے (یہاں پر عبد الحارث کی وہی مذکورہ داستان بیان ہوئی ہے)

ذہبی بھی اپنی "التجريد" میں لکھتا ہے :

ناقابل اطمینان طریقے سے روایت کی گئی ہے کہ اس کا نام عبد الحارث تھا اور پیغمبر خدا (ص) نے اس کا نام بدل کر عبد اللہ رکھا ۔

ہم نے سیف کی گزشتہ روایت میں دیکھا کہ اس نے ایک نمائندہ کے رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچنے کی خبر دی ہے اور پیغمبر خدا (ص) نے اس کا نام عبد الحارث بن حکیم سے بدل کر "عبد اللہ بن حکیم" رکھا ہے۔

لیکن دانشوروں نے سیف کے تخلیق کردہ اسی ایک آدمی کو دو آدمیوں میں تبدیل کرکے صحابی رسول اللہ (ص) کے عنوان سے زندگی کے حالات پر الگ الگ روشنی ڈالی ہے۔

لیکن "اسد الغابہ" کے مطابق سیف نے دوسری روایت میں ان کی اس داستان کو "عبد اللہ بن زید بن صفوان" سے منسوب کیا ہے ۔ ابن اثیر لکھتا ہے :

دارقطنی نے سیف بن عمر سے اس نے صعب بن عطیہ سے ، اس نے بلال بن ابی بلال ضبی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عبد الحارث بن زید ضبی نمائندہ کی حیثیت سے پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں اس نے اپنا تعارف کرایا، اور پیغمبر خدا (ص) نے اس کے حق میں دعا کی ۔

یہ صحابی نے رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچے کے بعد اسلام لایا اور رسول خدا (ص) نے اس سے فرمایا: کہ

اس کے بعد تمہارا نام "عبد اللہ" ہوگا نہ عبد الحارث۔ اس نے جواب میں کہا :

آپ (ص) حق پر ہیں اور آپ (ص) نے کیا اچھا فرمایا ہے ۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی پرہیز گاری اور تقویٰ تائید الہی کے بغیر میسر نہیں ہوتی اور کوئی بھی کام توفیق الہی کے بغیر ممکن نہیں ہے ، شائستہ ترین کام وہ ہے جس کی انجام دہی میں ثواب ہو اور جس چیز سے دوری اختیار کرنا چاہئے وہ ایسا کام ہے جس کے پیچھے عذاب الہی ہوتا ہے۔

اللہ جیسے خدا کو رکھتے ہوئے ہم خوش ہیں ، ہم اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں تاکہ اس کے اچھے اور خیر خواہانہ وعدوں سے استفادہ کرسکیں اور اس کے غضب اور عذاب سے امان میں رہیں !
عبد الحارث جو " عبد اللہ " بن چکا تھا اپنے قبیلے کی طرف لوٹا اور اس نے ہجرت نہیں کی۔

اس مطلب کو ابو موسیٰ نے بھی ذکر کیا ہے

ابن حجر کی " الاصابہ " میں بھی آیا ہے :

دار قطنی نے سیف بن عمر سے اس نے بلال بن ابی بلال سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ
(یہاں پر مذکورہ داستان کو نقل کرتا ہے)

مذکورہ روایت ابن کلبی کی " جمہرہ " میں یوں آتی ہے :

عبد الحارث بن زید (اس کا نسب بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے :)

وہ نمائندہ کی حیثیت سے پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا اور آنحضرت (ص) نے اس کے نام کو بدل کر " عبد اللہ " رکھا۔

ابن حزم نے بھی اپنی کتاب " جمہرہ " میں ان ہی مطالب کو بیان کیا ہے ۔

مذکورہ داستان کو ابن عبد البر نے " استیعاب " میں ، ابن اثیر نے " اسد الغابہ " میں اور ابن حجر نے " الاصابہ " میں ابن کلبی ، محمد بن حبیب اور ابن ماکولا جیسے دانشوروں سے نقل کیا ہے۔

اس بناء پر اس روایت کی سند ابن کلبی پر ختم ہوتی ہے ۔ کیونکہ ابن حبیب ابن حزم اور ابن ماکولا سب کے سب ابن کلبی سے روایت کرنے والے تھے۔ اور چونکہ اس دانشور نے ۲۰۴ ھ میں وفات پائی ہے اور سیف کی کتاب " فتوح " بھی اس تاریخ سے آدھی صدی سے زیادہ پہلے لکھی جا چکی ہے ۔ لہذا یہ اطلاعات ہمیں یہ حق دیتے ہیں کہ ہم یہ کہیں کہ : ابن کلبی نے مذکورہ خبر کو سیف سے نقل کرکے اسے خلاصہ کیا ہے ۔

بہر حال ہم زید بن صفوان کو سیف کی تخلیق شمار نہیں کرتے ہیں ، کیونکہ ہمیں ابن کلبی کی کتاب " جمہرہ " نہیں ملی جس کے ذریعہ ہم اس کی خبر کی یقینی طور پر تائید کرتے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہی ایک شخص ... زید بن صفوان ... رجال کی تشریح میں لکھی گئی کتابوں میں حسب ذیل تین روایوں میں درج ہوا ہے :

۱۔ عبد اللہ بن حارث بن زید بن صفوان " جو " اسد الغابہ " ، " تجرید " ، " الاصابہ " اور ابو موسیٰ کے ذیل میں اسی نام سے آیا ہے۔

۲۔ " عبد اللہ بن حارث بن زید بن صفوان " جو " استیعاب " ، " اسد الغابہ " ، " تجرید " اور ابو موسیٰ ذیل میں اسی نام سے ذکر ہوا ہے۔

۳۔ ابن حجر کی " الاصابہ " میں عبد اللہ بن حارث کا دو شخصیتوں کے عنوان سے دو جگہ پر تعارف کیا گیا ہے ۔

رسول خدا(ص) کی خدمت میں پہنچے ہوئے نمائندہ " عبد اللہ بن حارث " کے نام میں تعدد کا سرچشمہ شاید پہلی بار " استیعاب " میں واقع ہونے والی تحریف جس کے نتیجہ میں ابو موسیٰ نے بھی غلطی کی ہے اور اپنی کتاب ذیل میں ایک بار " عبد اللہ بن حارث بن زید " دوسری بار " عبد اللہ بن زید " کی زندگی کے حالات لکھے ہیں اور اس کے بعد دانشوروں نے اس کی پیروی کی ہے۔

ابن حجر اس غلطی کے علاوہ ایک دوسری غلطی کا بھی مرتکب ہوا ہے اور " عبد اللہ بن حارث بن زید " کی زندگی کے حالات پر دوبارہ دو جگہوں پر اپنی کتاب میں روشنی ڈالی ہے۔ اس طرح ایک جعلی شخص تین روایوں میں نمودار ہوا ہے۔

ستائیسواں جعلی صحابی

حلیس بن زید بن صفوان

اس صحابی کا ’’اسد الغابہ‘‘ میں یوں تعارف کیا گیا ہے :

ابو موسیٰ نے ابن شاپین سے نقل کر کے ذکر کیا ہے کہ سیف بن عمر نے روایت کی ہے کہ وہ --- حلیس بن زید بن صفوان --- اپنے بھائی ’’حارث‘‘ کی وفات کے بعد نمائندہ کی حیثیت سے پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا اور آنحضرت (ص) نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرنے کے بعد اس کے حق میں دعا فرمائی ہے ۔

حلیس نے اس ملاقات میں رسول خدا (ص) سے کہا :

اگر مجھ پر کسی قسم کا ظلم ہو تو اس کی تلافی کیلئے اٹھتا ہوں تا کہ اپنا حق حاصل کرسکوں۔

پیغمبر خدا (ص) نے جواب میں فرمایا:

شائستہ ترین کام جسے انجام دیا جا سکتا ہے ، عفو و بخشش ہے ۔

حلیس نے کہا:

اگر کوئی حسد کرے گا تو اس سے زبردست مقابلہ کر کے تلافی کروں گا۔

پیغمبر(ص) نے فرمایا:

کون ہے جو کرم کرنے والوں کے لطف و کرم کا برا جواب دے؟! جو بھی لوگوں سے حسد کرتا ہے اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا اور اس کا دل آرام نہیں پاتا۔ یہ مطالب ابو موسیٰ نے بیان کئے ہیں (ابن اثیر کی بات کا خاتمہ)

کتاب ’’ اصابہ‘‘ میں ہم یوں پڑھتے ہیں :

ابن شاپین نے اس کا نام لیا ہے اور سیف بن عمر سے نقل کر کے روایت کی ہے کہ (یہاں پر مندرجہ بالا داستان نقل کی گئی ہے)

لیکن کتاب ’’ تجرید‘‘ میں اس صحابی ’’ حلیس بن زید ‘‘ کے تعارف اور زندگی کے حالات کے بارے میں حسب ذیل مطالب پر اکتفا کی گئی ہے :

غیر مطمئن طریقہ سے روایت ہوئی ہے کہ وہ ۔۔ حلیس ۔۔ نمائندہ کی حیثیت سے پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا ہے۔

اٹھائیسواں جعلی صحابی

حر، یا حارث بن خضرامہ ، ضبی

’’ اسد الغابہ‘‘ میں یوں ذکر ہوا ہے:

حارث بن خضرامہ ضبی ہلالی کے بارے میں ”حارث بن حکیم“ کے سلسلے میں بیان کئے گئے
 مآخذ کے مطابق آیا ہے کہ سیف بن عمر نے صعب بن ہلال ضبی اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے
 کہ اس نے کہا:

حر، پیغمبر خدا کی خدمت میں پہنچا (تا آخر)

حر بن خضرامہ ضبی یا ہلالی :

ابن حجر کی کتاب ”اصابہ“ میں حر کی داستان یوں درج ہوئی ہے :

ابن شاپین نے سیف سے نقل کر کے صعب بن ہلال ضبی سے اور اس نے اپنے باپ سے یوں
 روات کی ہے :

حر بن خضرامہ بنی عباس کا ہم پیمان تھا۔ گوسفندوں کے ایک ریوڈ اور چند غلاموں کے ہمراہ
 مدینہ میں رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا۔ رسول خدا (ص) نے اسے ایک کفن اور قدرے حنوط
 عنایت فرمایا ! اس کے بعد زیادہ وقت نہ گزرا کہ حر مدینہ میں فوت ہو گیا۔ اس کے پسماندگان مدینہ آگئے
 ۔ رسول خدا (ص) نے گوسفندوں کو انہیں لوٹا دیا اور حکم دیا کہ غلاموں کو مدینہ میں بیچ کر انکی قیمت
 انہیں دی جائے۔ ابو موسیٰ مدائنی نے دار قطنی سے ابن شاپین کے راوی سے روایت کی ہے کہ اس نے
 اس صحابی کے بارے میں کہا ہے : حارث بن خضرامہ ، ! اور خدا زیادہ جاننے والا ہے !
 ضبہ کا شجرہ نسب

ضبی ، یہ ایک نسبتی لفظ ہے اور یہ نسبت تمیم کے چچا ”صنبتہ بن ادبن طاہختہ بن الیاس بن
 مضر“ تک پہنچتی ہے۔

داستان کے مآخذ کی تحقیق:

علماء نے سیف کے اسنادحلیس کی داستان میں ذکر نہیں کئے ہیں۔ لیکن باقی حدیث کو سیف
 کے ذریعہ ، صعب سے، ہلال بن ابی ہلال اور اس کے باپ سے نقل کیا ہے۔
 یعنی حقیقت میں ایک بناوٹی راوی نے دوسرے جعلی اور خیالی راوی سے اور اس نے بھی ایک
 جعلی شخص سے نقل قول اور روایت کی ہے۔

ساتھ ہی سیف نے اپنے افسانوں میں سے ایک افسانہ کو اسی مآخذ کے ذریعہ اپنے جعلی
 صحابی تک ربط دیکر نقل کیا ہے۔ ہم نے اس موضوع کے بارے میں اپنی کتاب ”رواة مخلصون“ میں اشارہ
 کیا ہے۔

سیف کی روایت کا دوسروں سے موازنہ

سیف تنہا شخص ہے جس نے مذکورہ داستانوں کی روایت کی ہے۔ جبکہ جن افراد نے انتہائی
 دقت اور احتیاط کے ساتھ رسول (ص) خدا کی خدمت میں پہنچے وفود اور نمائندوں کے بارے میں تفصیلات
 لکھے ہیں، ان میں سیف کے مذکورہ مطالب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ابن سعد جیسے عالم نے اپنی کتاب
 ”طبقات“ میں سیف کی روایتوں پر کوئی توجہ نہیں کی ہے اور ان پر اعتماد بھی نہیں کیا ہے۔

بلاذری نے بھی۔۔ اپنی کتاب ”انساب“ کے پہلے حصہ میں ، جو پیغمبر خدا (ص) کی سیرت
 سے مخصوص ہے۔۔ سیف کی روایتوں پر کوئی اعتماد نہیں کیا ہے اور اسی طرح یعقوبی نے بھی اپنی
 تاریخ میں سیف کی روایتوں پر بھروسہ نہیں کیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے کہا کہ ”عبد اللہ بن زید صفوان“ کے بارے میں نمائندگی کی روایت کو ہم نے
 ابن کلبی کے ہاں پایا۔ مگر خود ابن کلبی نے اس روایت کو کہاں سے حاصل کیا ہے ، ہمیں اب تک اس
 کے مآخذ کا پتہ نہ مل سکا۔

خلاصہ :

سیف نے قبیلہ بنی ضبہ کے چند افراد کے نمائندہ کے طور پر پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں پہنچنے کی داستان کو چار روایتوں میں بیان کیا ہے۔ علماء نے بھی دیگر صحابیوں کے ضمن میں ان کی زندگی کے حالات پر حسب ذیل روشنی ڈالی ہے :

۱۔ سیف کی روایت کے پیش نظر ”عبد الحارث بن حکیم ضبی“ کی نمایندگی ، رسول اللہ (ص) کا اس کا نام بدل کر ”عبد اللہ“ رکھنے اور اسے اپنے قبیلہ کے صدقات جمع کرنے کی ماموریت دینے کے مسئلہ کو علماء نے دو صحابیوں کے حق میں الگ الگ بیان کیا ہے :

الف : حارث بن حکیم ضبی

ب: عبد اللہ بن حکیم ضبی

اور اسی ترتیب سے مذکورہ دو صحابی پیغمبر خدا (ص) کے اصحاب کی فہرست میں ثبت ہوئے ہیں۔

۲۔ سیف عبد الحارث بن زید بن صفوان کے پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں بعنوان نمائندہ پہنچنے کی روایت نقل کر کے مدعی ہوا ہے کہ آنحضرت (ص) نے اس کا نام بدل کر ”عبد اللہ بن زید“ رکھا ہے ، اور نام بدلنے کے بعد یہ عبد اللہ رسول خدا (ص) کو تعلیم و نصیحت کرنے پر اثر کر آپ (ص) سے کہتا ہے:

کوئی پرہیز گاری و تقویٰ خدا کی توفیق حفاظت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور کوئی بھی کام توفیق الہی کے بغیر انجام نہیں پاسکتا۔ بہترین اور شائستہ ترین کام جسے انجام دیا جاسکتا ہے وہ ہے جس میں ثواب ہو اور جس کام سے پرہیز کرنا چاہئے وہ ایسا کام ہے جس پر پروردگار غصہ اور غضب کرے اس طرح یہ عبد اللہ بن زید صفوان ہے جو خود رسول خدا (ص) کو تعلیم اور درس دیتا ہے چہ جائے کہ پیغمبر خدا (ص) اسے درس دیں !!!

اس کے علاوہ اس صحابی کی نمایندگی کی خبر اس کی رسول خدا (ص) کو نصیحت اور تعلیم کے ذکر کے بغیر ہمیں ابلی اور اس کی حدیث کے راویوں کے ہاں ملی ہے۔ چونکہ سیف زمانہ ابن کلیبی سے پہلے ہے لہذا ہمیں یہ کہنے کا حق ہے کہ ابن کلیبی نے بھی اس خبر کو سیف سے نقل کیا ہوگا!

ہم نے مشاہدہ کیا کہ یہی ایک شخص، اصحاب رسول خدا (ص) کے حالات لکھنے والوں کے ہاں تین رویوں میں ظاہر ہوا ہے !!!

۳۔ سیف بن عمر نے حلیس بن زید کی نمایندگی کا ذکر اس کے بھائی ”حارث بن زید“ کی وفات کے بعد کیا ہے اور اس امر کی تاکید کی ہے کہ پیغمبر خدا (ص) نے اس کے سر پر دستِ شفقت پھیر کر اس کیلئے دعا کی پھر نصیحت کی ہے۔

علماء نے اسی روایت کے پیش نظر اور اسی پر اعتماد کر کے حلیس کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے رسول خدا (ص) کے دوسرے اور حقیقی صحابیوں کی فہرست میں قرار دیا ہے۔ ۴۔ سیف نے حر یا حارث بن خضرام کی گوسفندوں کے ریوڑ اور چند غلاموں کے ہمراہ پیغمبر خدا کی خدمت میں نمایندگی کو بیان کیا ہے لیکن اتنی طاقت نہیں رکھتا تھا کہ اپنے اس نئے خلق کئے ہوئے صحابی کو صحیح و سالم اپنے وطن اور اہل و عیال کے پاس لوٹا دے ، بلکہ اس کے برعکس رسول خدا (ص) سے اس کیلئے کفن اور قدرے حنوط لے لیتا ہے اور اس مفلس کو وہیں پر مسافرت میں مار ڈالتا ہے اور وہیں پر اسے دفن کرتا ہے ! پیغمبر خدا (ص) بھی ایسی شخصیت کے مرنے کے بعد حکم دیتے ہیں کہ اس کے غلاموں کے بیچنے کے بعد ان کی قیمت اور گوسفندوں کے ریوڑ کو مرحوم کے پسماندگان کے

حوالے کردیں۔ اس طرح اسے اصحاب کی فہرست میں قرار دیکر اس کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

سیف کی داستان کے نتائج

۱۔ ایسے چار اصحاب کی تخلیق کرنا جو نمائندہ ہونے کا افتخار بھی رکھتے تھے!!

۲۔ پیغمبر خدا (ص) کیلئے ایک ایسا صحابی خلق کرنا جو آپ (ص) کا گماشتہ اور کارندہ بھی ہے!

۳۔ رسول خدا (ص) کی احادیث کے چار راوی خلق کرنا۔

۴۔ رسول خدا (ص) کے لئے تین روایتیں جعل کرنا۔

مختصر یہ کہ یہ سب سیف جھوٹ کے پوٹ ہیں جس پر زندقی ہونے کا بھی الزام تھا!!

احادیث سیف کے مآخذ

عظیم بن بلال نے اپنے باپ (بلال بن بلال) سے اس نے اپنے باپ (بلال) سے کہ جنہیں سیف نے خلق کیا ہے۔ اور ایک روایت کو اس کے جعل کئے گئے ایک صحابی سے نقل کیا ہے!!
سیف کی روایت کے راوی :

۱۔ دار قطنی (وفات ۳۸۵ھ) نے "مؤتلف" میں " اسد الغابہ " اور " اصابہ " کے مؤلفین کے کہنے کے مطابق ، انہوں نے " عبد اللہ بن زید ، و عبد اللہ بن حکیم و حارث بن خضرمہ " کے حالات کو اس سے نقل کیا ہے۔

۲۔ ابن شاپین (وفات ۳۸۵ھ) ابن اثیر اور ابن حجر نے " حلیس بن زید ، عبد اللہ بن حکیم ، حارث بن حکیم اور حر بن خضرمہ " کی زندگی کے حالات کے بارے اس سے نقل کیا ہے۔

۴۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے " حارث بن حکیم ، حلیس بن زید اور حارث بن خضرمہ " کے حالات کو اپنی کتاب " اسد الغابہ " میں درج کیا ہے۔

۵۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) نے اپنی کتاب " تجرید " میں " حارث بن حکیم اور حلیس " کے حالات کو درج کیا ہے۔

۶۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے " اصابہ " میں " حارث بن حکیم ، حلیس بن زید اور حر بن خضرمہ " کی زندگی کے حالات درج کئے ہیں۔

مصادر و مآخذ

عبد اللہ حکیم ضبی کے حالات

۱۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۳ / ۱۴۵)

۲۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۲ / ۲۹۰) نمبر ۶۳۳ کے زیل میں ' ق / ۱

۳۔ ذہبی کی " تجرید " (۱ / ۳۲۸) نمبر: ۳۱۴۶

حارث بن حکیم ضبی کے حالات :

۱۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۱ / ۳۲۵)

۲۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۱ / ۳۸۵) نمبر : ۲۰۳۴ ق / ۴

۳۔ ذہبی کی " تجرید " (۱ / ۱۰۵) نمبر ۹۲۵

عبد الحارث بن زید کے حالات اور رسول خدا (ص) کے ساتھ اس کی گفتگو:

۱۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۳ / ۱۶۷)

۲۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۲ / ۳۰۴) نمبر : ۴۶۸۷ ق / ۱

۳۔ ابن کلیبی کی " تلخیص جمہرہ " (ص ۸۱) فلمی نسخہ، جو قم میں آیت اللہ مرعشی نجفی کی لائبریری میں موجود ہے۔

۴۔ ابن حزم کی "جمہرہٴ انساب" (ص ۲۰۶)

عبد اللہ بن حارث کے حالات

۱۔ ابن عبد البر کی " استیعاب " (۱ / ۳۴۴) نمبر: ۱۴۷۹

۲۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۳ / ۱۳۸)

۳۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۳ / ۱۳۰) نمبر: ۶۵۸۸

عبد اللہ بن زید بن صفوان کے حالات :

۱۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۳ / ۱۶۷)

۲۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۲ / ۳۰۴) نمبر: ۴۶۸۷۔

عبد اللہ بن حرث کے حالات:

۱۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۳ / ۱۳۰) نمبر: ۶۵۸۸ و ۶۵۸۹

حلیس بن زید کے حالات:

۱۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۲ / ۴۴)

۲۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۱ / ۲۵۰) نمبر: ۱۸۱۰

۳۔ ذہبی کی " تجرید " (۱ / ۱۴۷) نمبر: ۱۳۲۱

حارث بن خضرمہ کے حالات :

۱۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۱ / ۳۲۷)

حربن خضرمہ کے حالات اور رسول خدا (ص) کے ساتھ اس کی داستان

۱۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۱ / ۳۲۲) نمبر: ۱۶۹۱

انتیسواں جعلی صحابی

کبیس بن بوذہ سدوسی

اس صحابی کا نام و نسب:

" استیعاب "، " اصابہ " اور " تجرید " میں اس صحابی کا نام " کبیس بن ہوذہ " لکھا گیا ہے۔

ابن حجر اپنی کتاب " اصابہ " میں اسی نام کو درج کرتے ہوئے لکھتا ہے:

" ابن شہین " کے ایک قدیمی نسخہ میں یہ نام " کنیس " ثبت ہوا ہے۔

ابن مندہ کی کتاب " اسماء الصحابہ " کے فلمی نسخہ میں یہ نام " کبیش بن بوذہ " درج ہوا ہے

اور ابن اثیر نے بھی اپنی کتاب " اسد الغابہ " میں اسی نام کو قبول کر کے " ابن مندہ کی پیروی کی ہے۔

اس صحابی کا نسب: " اسماء الصحابہ "، " اسد الغابہ " اور " اصابہ " میں لکھا گیا ہے کہ سیف

بن عمر نے اس صحابی کا تعارف " ' خاندانِ بنی بکر و ائل عدنانی " کے قبیلہ بنی حارث بن سدوس "

سے کرایا ہے۔

ابن حزم نے اپنی کتاب " جمہرہ " میں بنی حارث کے ایک گروہ کے حالات کی تشریح کی ہے ،

لیکن ان میں " کبیس " یا " کنیس " یا " کبیش " نام کا کوئی صحابی اور " ہوذہ " یا " ہوذہ " نام کا کوئی باپ

-

" سمعانی " نے بنی حارث بن سدوس کے ایک گروہ کا نام لفظ السدوسی " میں لیا ہے لیکن ان

باپ بیٹوں کا کہیں نام بھی نہیں لیا ہے۔

کبیس بن بوذہ کی داستان :

ابن عبد البر اپنی کتاب " استیعاب " میں اس صحابی کے بارے میں صرف اتنا لکھتا ہے کہ:
" ایاد بن لقیط نے اس سے روایت کی ہے "

اس کے بعد کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا ہے اور اس کی سند بھی ذکر نہیں کی ہے ۔
ابن مندہ اپنی کتاب " اسماء الصحابہ " میں اپنے ہی اسناد سے لکھتا ہے:

سیف بن عمر نے عبد اللہ بن شبرمہ سے اس نے ایاد بن لقیط سدوسی سے اس نے بنی حارث بن سدوس کے ایک شخص کبیش بن بوذہ سے روایت کی ہے کہ وہ ----بیش --- پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا ، آنحضرت(ص) کی بیعت کی اور رسول خدا (ص) نے بھی اس کیلئے کچھ فرمان مرقوم فرمائے ہیں۔

اس داستان کے آخر میں ابن مندہ اظہار نظر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

" ابن شبرمہ کی یہ حدیث حیرت انگیز دکھائی دیتی ہے "
ابن اثیر اپنی کتاب " اسد الغابہ " میں مذکورہ داستان کو درج کیا ہے اور اس کے آخر میں یوں اضافہ کرتا ہے :

اس مطلب کو تین مصادر (ب - ع - د) (۱)

۱۔ "ب" کتاب "استیعاب" کے مصنف ابن عبدالبر "ع" : ابو نعیم ، کتاب " معرفة الصحابہ " کے مصنف ، ابو نعیم ، حافظ احمد بن عبد اللہ بن احمد اصفہانی (۳۶۰ - ۴۳۰ھ)
"د" : ابن مندہ ، حافظ ابو عبد اللہ بن مندہ ، محمد بن اسحاق اصفہانی ، جس نے احادیث کی جستجو میں دنیا کے مختلف ممالک کا سفر کیا ہے ۔ اس کی تالیفات میں سے " اسماء الصحابہ " ہے جو خاص طور سے ابن اثیر کی توجہ کا مرکز تھی۔
نے ذکر کیا ہے۔

ذہبی نے بھی اپنی کتاب " تجرید " میں لکھا ہے :

سیف نے " ایاد بن لقیط " سے نقل کیا ہے کہ " کبیس " اپنے قبیلہ کے نمائندہ کی حیثیت سے رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچا ہے ۔ (ب - ع - د) ابن حجر نے بھی اپنی کتاب " اصابہ " میں لکھا ہے :
ابن شاپین (۱) اور ابن مندہ نے سیف بن عمر سے اس نے عبد اللہ بن شبرمہ سے اس نے ایاد بن لقیط سے اس نے کبیس بن بوذہ سے روایت کی ہے کہ (یہاں پر وہی مذکورہ داستان نقل کی ہے)
(

اس کے بعد ابن حجر اضافہ کر کے لکھتا ہے :

یہ داستان صرف اسی طریقہ سے پہنچی ہے اور ابن مندہ نے بھی کہا ہے کہ : ابن شبرمہ کی
یہ داستان تعجب خیز ہے !!!

خلاصہ :

سیف نے اس حدیث میں کبیس بن بوذہ کو بنی حارث بن سدوس کے ان صحابیوں میں سے
خلق کیا ہے جن کے ہمراہ اس نے پیغمبر (ص) کی خدمت میں پہنچ کر آپ (ص) کی بیعت کی تھی اور
رسول خدا (ص) نے بھی اس کیلئے ایک فرمان مرقوم فرمایا تھا۔ یہیں سے اس قسم کا نام پیغمبر خدا
(ص) کے صحابیوں کی

۱۔ ابن شاپین ، حافظ ابو حفص بن شاپین ، عمر بن احمد بن عثمان بغدادی (۲۹۷ - ۳۸۵) ہے ۔ اس کی تالیفات و تصنیفات کی تعداد چھتیس بتائی گئی ہے ، من جملہ کتاب ” معجم الشیوخ ” ہے جس میں سرکردہ روات حدیث شامل ہیں ۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ” اصابہ ” میں اس کتاب سے نقل کیا ہے۔ فہرست اور ”معجم الشیوخ“ کے سرکردہ راویوں میں قرار پاتا ہے اور اس کے نام رسول خدا (ص) کا ایک خیالی خط ایک حقیقی اور مسلم سند کے طور پر کتاب ”مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ“ میں درج کیا جاتا ہے !!

ہم نے اس نمائندہ صحابی کو پہچاننے کیلئے سیرت اور تاریخ کی کتابوں جیسے ، ابن سعد کی ”طبقات“ ابن بشام کی ”سیرۃ“ بلاذری کی ”انساب الاشراف“ اور مقریزی کی ”امتاع الاسماع“ کے علاوہ دوسری کتابوں کا بھی مطالعہ کیا لیکن پیغمبر خدا (ص) کی خدمت میں پہنچنے والے مختلف وفود اور آنحضرت (ص) کے اصحاب میں کہیں بھی ”کیس“ کا نام نہیں دیکھا اور آنحضرت (ص) کے فرامین میں کیس کے نام پیغمبر خدا (ص) کے کسی فرمان یا خط کا مشاہدہ نہیں کیا ! بلکہ ہم نے سیف کے اس خلق کردہ صحابی کو صرف سیف کی احادیث میں اور اس کے راویوں کے ہاں پایا۔

افسانہ کیس کے اسناد کی پڑتال

ہم نے کہا کہ کتاب ”استیعاب“ کے مصنف ابن عبد البر نے اس صحابی کے حالات کی تشریح میں اس کی سند کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن مندہ نے کیس کی داستان کو سیف سے نقل کرکے اور ابن اثیر نے اسے تین مآخذ ”ب۔ ع، د“ کی علامت کے ساتھ درج کیا ہے ۔

ذہبی نے اپنی کتاب ”تجرید“ میں کیس کی نمائندگی کو سیف کی روایت کے مطابق ایاد بن لقیط سے نقل کیا ہے اور آخر میں ابن اثیر کے مآخذ کی اختصاری علامت ”ب، ع، د“ کی قید لگادی ہے۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ”اصابہ“ میں داستان کیس کو ابن مندہ اور ابن شاپین کے قول کے مطابق نقل کیا ہے۔

دوسری طرف ہم نے دیکھا کہ ابن مندہ، ابن شبرمہ کی اس حدیث پر تعجب کا اظہار کرتا ہے اور ابن حجر نے بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ داستان صرف اس سند کے علاوہ کسی اور راوی سے نہیں ملی ہے ، یعنی ابن شبرمہ تنہا شخص ہے جس نے یہ داستان بیان کی ہے۔ اس روایت کی تنہا سند ”ایاد بن لقیط“ ہے اور اس کا مرکزی کردار ”کیس بن بوذہ“ ہے !! یہی مسئلہ اس امر کا سبب بنتا ہے کہ مذکورہ دو دانشور ابن شبرمہ کی حدیث پر تعجب کا اظہار کریں جبکہ وہ اس امر سے غافل تھے کہ بیچارہ ابن شبرمہ کا کوئی قصور ہی نہیں ہے بلکہ اصلی مجرم اور قصوروار سیف بن عمر ہے جس نے جھوٹ گڑھ کر ابن شبرمہ کے سر تھوپا ہے !

کتاب ”تجرید“ میں ذہبی کی بات بھی ہمارے دعوے کو ثابت کرتی ہے جب وہ داستان کیس بیان کرتے وقت کنایہ کے طور پر لکھتا ہے :

”سیف کی روایت کی بناء پر“

اس بنا پر سیف کی اس حدیث کے مآخذ حسب ذیل ہیں:

۱۔ عبد اللہ بن شبرمہ ضبی کوفی (۷۲ - ۱۴۴ ھ) جو ان علماء کے نزدیک ثقہ اور ایک قابل اعتماد شخص تھا۔

۲۔ ایاد بن لقیط سدوسی : اسے تابعین کے چوتھے درجے میں قرار دیا گیا ہے اور ان کی نظر میں ثقہ ہے۔

۲۔ بنی حرث بن سدوس سے خود کبیس بن ہوزہ ، چونکہ ہم نے اس کی داستان اور نام سیف اور اس کے راویوں کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا لہذا اس کو سیف کے جعلی اصحاب اور راویوں میں شمار کرتے ہیں۔

داستان کبیس کا نتیجہ

۱۔ ایک نمائندہ صحابی ، جس کے حالات پیغمبر(ص) کے حقیقی صحابیوں کی فہرست میں قرار دیئے گئے ہیں۔

۲۔ پیغمبر خدا (ص) کی حدیث شریف کا ایسا راوی جس کے حالات ”معجم الشیوخ“ کی روایتوں میں ملتے ہیں۔

۳۔ پیغمبر خدا(ص) کا ایک خط، جس کا ذکر بعض متاخرین کے ذریعہ کتاب ”مجموعۃ الوثائق السیاسیہ“ میں کیا گیا ہے

ان سب کو سیف نے تنہا خلق کیا ہے اور اپنے اس جعلی صحابی اور دو نامور راویوں ۔ کہ ہم جن کی گردن پر ابن مندہ و ابن حجر کے برخلاف سیف کے جھوٹ کا گناہ ڈالنا نہیں چاہتے ۔ کی زبانی روایت نقل کی ہے ۔

افسانہ کبیس کی اشاعت کے ذرائع:

- ۱۔ ابن شایبہ (وفات ۲۸۵ ھ) نے کتاب ”معجم الشیوخ“ میں ۔
- ۲۔ ابن مندہ (وفات ۳۹۵ ھ) نے کتاب ”اسماء الصحابہ میں ۔
- ۳۔ ابو نعیم (وفات ۴۳۰ ھ) نے کتاب ”معرفة الصحابہ “ میں ۔
- ۴۔ ابن عبد البر (وفات ۴۶۳ ھ) نے کتاب ”الاستیعاب فی معرفة الصحابہ “ میں۔
- ۵۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ ھ) نے کتاب ”اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ “ میں ۔
- ۶۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ ھ) نے کتاب ”تجرید اسماء الصحابہ “ میں ۔
- ۷۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ ھ) نے کتاب ”الاصابة فی تمییز الصحابہ“ میں ابن شایبہ سے نقل کرکے۔

۸۔ اور حال ہی میں محمد حمید اللہ نے کتاب ”مجموعۃ الوثائق السیاسیة “ میں ابن شایبہ سے نقل کرکے اس نے لکھا ہے کہ: اس خط کا متن نقل نہیں ہوا ہے۔

مصادر و مآخذ

کبیس کا نسب ، اس کے حالات اور داستان :

۱۔ ابن عبد البر کی ”استیعاب“ (۱ / ۲۲۷) نمبر : ۹۷۰

۲. ابن مندہ کی " اسماء الصحابہ " مدینہ منورہ میں شیخ الاسلام لائبریری میں موجود قلمی نسخہ۔

۳. ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۴ / ۲۳۱)

۴. ذہبی کی " تجرید " (۲ / ۲۹)

۵. " اصابہ " (۳ / ۲۷۰) نمبر : ۷۳۷۶

۶. سمعانی کی " انساب " لفظ " السدوسی " نمبر : ۲۹۴

۷. ابن حزم کی " جمہرہ " (ص ۲۹۸-۲۹۹)

ابن شاپین کے حالات

۱. " تاریخ بغداد " (۱۱ / ۲۶۵) نمبر : ۶۰۲۸

۲. " کشف الطنون " (۲ / ۱۷۳۵)

۳. " ہدیۃ العارفین " (۲ / ۷۸۱)

۴. " شذرات " (۳ / ۱۱۷)

۵. اعلام زرگلی (۵ / ۱۹۶)

۶. " معجم المؤلفین " (۷ / ۲۷۳)

ابن مندہ کے حالات :

۱. " عبر ذہبی " (۳ / ۵۹)

۲. " کشف الطنون " (۱ / ۸۹)

۳. " ہدیۃ العارفین " (۲ / ۵۷)

ابو نعیم کے حالات :

۱. " عبر ذہبی " (۳ / ۱۷۰)

۲. " کشف الطنون " (۲ / ۱۷۳۹)

عبد اللہ شیرمہ کے حالات

۱. تاریخ بخاری ۳ / ق (۱ / ۱۱۷)

۲. " جرح و تعدیل " رازی ۲ / ق (۲ / ۸۲) اسی طرح تہذیب میں ۔

ایاد بن لقیط کے حالات :

۱. تاریخ بخاری ۱ / ق (۲ / ۶۹)

۲. ابن عساکر کی " تہذیب " (۱ / ۳۸۶)

۳. " الجمع بین رجال الصحیحین " (۱ / ۵۲)

۴. " تقریب " (۱ / ۸۶)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا نظریہ :

۱. مجموعہ وثائق سیاسی ص ۹۹ نمبر : ۲۳۴ طبع قاہرہ ، انجمن تالیف و ترجمہ و نشر کتاب

۱۹۴۱ء

اسناد

۱. معجم قبائل العرب " رضا کحالہ ج ۲ طبع ہاشمیہ دمشق ۱۹۴۹ء

۲. ابن درید کی " اشتقاق "

۳. نویری کی ” نہایۃ الارب “
۴. ابن اثیر کی ” لباب الانساب “

چوتھا حصہ

رسول خدا (ص) اور ابوبکر (رض) کے گماشتے اور کارگزار

- ۳۰۔ عبید بن صخر بن لوزان انصاری ، سلمی
- ۳۱۔ صخر بن لوزان
- ۳۲۔ عکاشہ بن ثور
- ۳۳۔ عبد اللہ بن ثور
- ۳۴۔ عبید اللہ بن ثور

ترجمہ ترجمہ
Translation Movement

تیسواں جعلی صحابی

عبید بن صخر

اس صحابی کے تعارف کے سلسلہ میں ہم کتاب ”استیعاب“ میں یوں پڑھتے ہیں:
عبید بن صخر بن لوزان انصاری ان افراد میں سے ہے جسے پیغمبر خدا (ص) نے اپنے گماشتے اور
گار گزار کی حیثیت سے یمن میں مامور فرمایا تھا۔
کتاب ”اسد الغابہ“ اور ”تجرید“ میں آیا ہے:
عبید ان افراد میں سے ہے جسے رسول خدا (ص) نے معاذ بن جبل (۱) کے ہمراہ یمن بھیجا ہے

وہ

کتاب ”اصابہ“ میں بھی یوں لکھا ہے:

بغوی اور دوسروں نے اس ۔ عبید بن صخر ۔ کو رسول خدا (ص) کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ ابن سکن
کہتا ہے : کہا گیا ہے کہ اس نے پیغمبر خدا (ص) کی مصاحبت کا شرف حاصل کیا ہے۔ لیکن اس حدیث
کے اسناد صحیح اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔

۱۔ معاذ بن جبل انصاری ۲۱ سالہ تھے جب انہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی ۔ عمر (رض) ، دوسرے
خلیفہ نے معاذ کی تعریف میں کہا ہے : ” عورتیں معاذ جیسے مرد کو جنم دینے میں بے بس ہیں“ معاذ
نے ۱۷ یا ۱۸ ھ میں طاعون میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وفات پائی ۔ ” اسد الغابہ (۳/ ۴۰۶)
اس صحابی کا نسب

طبری نے اپنی تاریخ میں سیف کی روایت سے استناد کر کے عبید کے نسب کو یوں بیان کیا ہے:

” عبید بن صخر بن لوزان سلمیٰ“

البتہ اس شجرہ نسب کو سیف نے گھڑ لیا ہے اور طبری نے اسے اپنی کتاب میں درج کیا
ہے۔ جبکہ نہ مادہ ” سلمیٰ“ میں انصار کے زمرہ میں عبید بن صخر کا کہیں نام آیا ہے اور نہ بنی لوزان۔ یہ
بات بھی کہہ دیں: جیسا کہ انساب کی کتابوں میں آیا ہے کہ ” لوزان“ اور ” سلمیٰ“ ایک قبیلہ میں قابل
جمع نہیں ہیں، کیونکہ سلمیٰ بنی تیزید بن چشم بن خزرج کے سلسلہ سلمہ بن سعد کی طرف
نسبت ہے (۱)

اب اگر لوزان ” اوسی“ ہو تو اس قبیلہ سے ہوگا : ” لوزان بن عمرو بن عوف ابن مالک بن اوس“ اس صورت
میں واضح ہے کہ یہ قبیلہ سلمیٰ خزرجی کے نسب سے وابستہ نہیں ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر ”لوزان“ خزرجی ہو تو درج ذیل تین قبیلوں میں سے ایک میں قرار پائے گا:

۱۔ لوزان بن سالم ، بنی عوف بن خزرج سے۔

۲۔ لوزان بن عامر ، بنی حارث بن خزرج سے ۔

۱۔ کتاب لباب الانساب میں یہ نسب اس طرح آیا ہے ، ضمناً نحویوں نے ” سلمیٰ “ کے ”لام“ کو مفتوح (زیر)
اور محدثین نے مکسور (زیر) پڑھا ہے۔

۲۔ لوزان بن حارث ، بنی مالک بن زید مناة سے ، غضب بن چشم بن خزرج کے پوتوں میں سے۔

یہ سب ۔۔ لوزان (۱)۔ عوف بن خزرج ، حارث بن خزرج اور غضب بن خزرج کے بیٹے ہیں جبکہ سلمیٰ کی اولاد بنی تیزد بن چشم بن خزرج کے فرزند ہیں۔

عبید بن صخر کی داستان

عبید کی یمن میں ماموریت : عبید کی داستان درج ذیل سات روایتوں کے ذریعہ معتبر مصادر میں ثبت ہوئی ہے:

۱۔ " تاریخ طبری" میں سیف بن عمر سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا:

سہل بن یوسف نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن صخر لوزان انصاری سلمی سے حکایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے ۱۰ ٹھ میں حجة الوداع کے مناسک انجام دینے کے بعد اپنے چند دیگر گماشتوں اور کارندوں کے ہمراہ عبید کو ما'موریت دی (یہاں تک کہ کہتا ہے) : معاذ بن جبل کو بھی احکام اور قوانین اسلام کے معلم کے عنوان سے علاقہ حضرموت کی طرف روانہ فرمایا ۔

ابن حجر نے بھی اپنی کتاب " اصابہ" میں عبید کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۱۔ "لوزان" کے بارے میں ابن حزم کی کتاب "جمہرہ" کی طرف رجوع فرمائیں۔

۲۔ طبری پھر اسی مذکورہ سند سے استناد کرکے لکھتا ہے : عبید بن صخر سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا:

جب ہم " جَند" (۱) میں تھے اور وہاں کے باشندوں پر شائستہ صورت میں حکومت کرتے تھے ۔ ہمارے درمیان خطوط اور قراردادوں کا تبادلہ ہوتا تھا، اسی اثناء میں اسود کی طرف سے مندرجہ ذیل مضمون کا ایک خط ہمارے پاس آیا:

ہمارے اوپر مسلط ہوئے تم لوگوں کو میں خبردار کرتا ہوں کہ جو کچھ ہماری سرزمینوں سے لے چکے ہو ، انہیں ہمارے لئے ایک جگہ جمع کردو کہ ہم ان چیزوں پر تم سے تصرف کا تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں (یہاں تک کہ عبید کہتا ہے) ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ۔۔ اسود ۔۔ نے " باذام" (۲) کو قتل کرکے ایرانیوں کو وہاں سے بھگا دیا ہے اور صنعا پر قبضہ کرلیا ہے ۔ معاذ بن جبل نے بھی فرار کرکے ابو موسیٰ اشعری (۳) کے ہمراہ حضرموت میں پناہ لے لی ہے ۔ دوسرے گورنر اور علاقہ کے

۱۔ حموی کی " معجم البلدان" میں لفظ "جَند" کے بارے میں یوں آیا ہے : اسلام کے دور میں حکومتی لحاظ سے یمن تین علاقوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ ان میں سے سب سے بڑا " جَند" نام کا علاقہ تھا ۔ یہ صنعا سے ۵۸ فرسخ کی دوری پر واقع ہے

۲۔ باذام یا باذان ایک ایران ی تھا جو جو گزشتہ زمانے میں ایران کے بادشاہ کی طرف سے یمن پر حکومت کرتا تھا ۔ ایران کے بادشاہ کے مرنے کے بعد باذام اسلام لایا اور مرتے دم تک یا مدعی پیغمبری " اسود" کے ہاتھوں قتل ہونے تک اسی حالت میں یمن میں زندگی بسر کرتا رہا " اصابہ" ابن حجر (۱ / ۱۷۱) " فتح البلدان" بلاذری (۱۲۶)

۳۔ ابو موسیٰ اشعری ، اس کا نام عبد اللہ بن قیس ہے جو قبائل قحطان کے بنی اشعر سے ہے ابو موسیٰ مکہ آیا اور سعید بن عاص اموی سے عہد و پیمان کر کے پھر اسلام لایا۔ عمر (رض) نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسے بصرہ کا گورنر منصوب کیا ۔ لیکن عثمان کے خلافت پر بیٹھنے کے بعد اسے معزول کیا گیا اور ایک بار پھر لوگوں کے مطالبے پر اسے کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور امیر المؤمنین کی

خلافت تک اسی عہدے پر فائز تھا۔ امیر المؤمنین نے ابو موسیٰ کو کوفہ کی گورنر سے معزول کیا۔ جب صفین کی جگہ میں مسئلہ حکمیت پیش آیا >>>> گماشتے طاہر ابو ہالہ کے گرد جمع ہوئے ہیں۔

ابن حجر بھی عبید کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنی کتاب ”اصابہ“ میں اس داستان کا آغاز کرتا ہے:

اور سیف نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں ذکر کیا ہے (مذکورہ داستان کو نقل کرتا ہے) ۲۔ طبری ایک دوسری جگہ پر اپنی کتاب میں اسی گزشتہ سند کے مطابق لکھتا ہے: عبید بن صخر سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا: اسودعنسی کے کام میں آغاز سے انجام تک تین مہینے لگ گئے۔

طبری کے ہاں عبید کی یہی روایتیں تھیں جو ہم نے بیان کیں۔ لیکن دوسروں کے ہاں درج ذیل مطالب دیکھنے میں آتے ہیں:

۴۔ ابن مندہ نے اپنی کتاب ”اسماء الصحابہ“ میں اور ابن اثیر نے ”اسد الغابہ“ میں سیف بن عمر سے اس نے سہل بن یوسف بن سہل انصاری سے اس نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن صخر بن لوزان انصاری سے نقل کر کے لکھا ہے:

رسول خدا (ص) نے یمن میں موجود اپنے تمام گماشتوں اور کارندوں کو یہ حکم دیا کہ: قرآن زیادہ پڑھیں، ایک دوسرے کی مسلسل پند و نصیحت کریں، کیونکہ ما موریت کے علاقہ

میں گماشتوں اور کارندوں کیلئے وہ سب سے زیادہ طاقتور پشت پناہ ہے جو خدا کی <<< تو عراق کے لوگوں نے امیر المؤمنین کی مرضی کے خلاف ابو موسیٰ کو حکم کے عنوان سے انتخاب کیا۔ ابو موسیٰ نے یہاں پر عمرو عاص سے دھوکہ کھایا اور شرمندگی کی حالت میں مکہ چلا گیا اور وہیں پر ۴۲ یا ۴۴ یا ۵۲ میں وفات پائی، ”استیعاب“، ”اسد الغابہ“ اور ”اصابہ“ میں اس کے حالات درج ہیں۔

مرضی کے مطابق عمل کرے۔ دوسروں کی ملامت اور سرزنش سے خوفزدہ نہ ہونا اور جس خدا کی طرف پلٹنا ہے اسے مد نظر رکھنا۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ”اصابہ“ میں اسی مطلب کو ابن سکن، بغوی اور طبری سے نقل کر کے درج کیا ہے جبکہ ہم نے تاریخ طبری کے نسخوں میں اس قسم کی حدیث کو نہیں پایا۔

۵۔ ابن عبد البر ”استیعاب“ میں لکھتا ہے:

سیف نے سہل بن یوسف بن سہل سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے عبید بن صخر لوزان (۱) انصاری سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا:

رسول خدا (ص) نے حکم دیا تھا کہ آپ (ص) کے گماشتے اور کارندے یمن میں ہر تیس گائے میں سے ایک سالہ گائے کا ایک بچہڑا اور ہر چالیس گائے میں سے ایک گائے کو صدقات کے طور پر وصول کریں اور ان دو حد نصاب کے درمیان ادا کرنے والے پر کوئی اور چیز بعنوان زکات نہیں ہے۔

ابن اثیر اسی حدیث کو ”اسد الغابہ“ میں نقل کرتے ہوئے اضافہ کرتا ہے اس حدیث کو دیگر تین مصادر نے بھی نقل کیا ہے۔

ابن اثیر کی مراد یہ ہے کہ سیف کی اس حدیث کو ابن عبد البر نے ”استیعاب“ میں ابن مندہ نے ”اسماء الصحابہ“ میں اور ابو نعیم نے ”معجم الصحابہ“ میں نقل کیا ہے۔

۶۔ چند دانشوروں جیسے: بغوی نے اپنی کتاب ”معجم الصحابہ“ میں، معاذ بن جبل کے حالات

۱۔ لوزان " ک سلسلے میں ابن حزم کی "جمہرۃ انساب" مطالعہ کی جائے۔
میں ابن قانع نے اپنی کتاب "معجم الصحابہ" میں اور ابن مندہ نے اپنی کتاب " اسماء الصحابہ" میں عبید بن صخر کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے :

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف بن سہل سے ، اس نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن صخر بن لوزان سے ۔ جو خود ان افراد میں سے تھا جسے رسول خدا (ص) نے اپنے دیگر گماشتوں کے ہمراہ مأموریت پر یمن بھیجا تھا۔ روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بعنوان معلم روانہ کرتے وقت فرمایا :

میں دین میں تمہارے مقام و منزلت اور یہ کہ تم نے کس حد تک دین سے استفادہ کیا ہے ، جانتا ہوں، میں نے " تحفہ و تحائف " تم پر حلال کر دیے پس اگر تم نے تحفہ کے عنوان سے کوئی چیز دی جائے تو اسے قبول کرنا ! معاذ بن جبل جب یمن سے مدینہ واپس آ رہے تھے ، تو تیس جانوروں کو اپنے ہمراہ لے آ رہے تھے جو انہیں بدیہ کے طور پر دیے گئے تھے!!

ابن حجر نے بھی اس حدیث کو عبید کے حالات کی تشریح میں ابن سکین اور طبری سے نقل کر کے اور معاذ کے حالات کی تشریح میں براہ راست سیف کی کتاب " فتوح " سے نقل کر کے اپنی کتاب " اصابہ" میں درج کیا ہے جب کہ ہم نے مذکورہ حدیث کو تاریخ طبری کے موجودہ نسخوں میں نہیں پایا۔
۷۔ ذہبی اپنی کتاب " سیر اعلام النبلاء " میں معاذ بن جبل کے حالات میں لکھتا ہے :

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف بن سہل سے اس نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن صخر سے روایت کی ہے کہ جب معاذ بن جبل رسول خدا (ص) کی طرف سے مأموریت پر صوب کی طرف روانہ ہو رہے تھے تو رخصت کے وقت آنحضرت (ص) نے ان سے فرمایا:
خدا تجھے ہر حادثہ کے مقابلے میں محفوظ رکھے اور تجھے جن و انسان کے شر سے بچائے ۔
جب معاذ چلے گئے تو رسول خدا نے (ص) امکی ستائش میں فرمایا : وہ ایسی حالت میں دنیا سے اٹھے گا کہ اس کا مقام علماء و محققین سے بہت بلند ہوگا!!

بغوی نے بھی اس حدیث کو چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ معاذ کی تشریح میں درج کیا ہے۔
جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ جن دانشوروں نے عبید بن صخر کے حالات کی تشریح میں اس کو اصحاب کے زمرہ میں شمار کیا ہے انہوں نے سیف کی ان ہی سات احادیث پر اعتماد کیا ہے۔
ابن قدامہ نے بھی سیف کی پانچویں حدیث پر اعتماد کر کے اپنی کتاب " انصاری اصحاب کا نسب " میں عبید کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے دو جگہوں پر یوں بیان کیا ہے ۔

۱۔ کتاب کے آخر میں چند معروف و مشہور اصحاب کا تعارف کراتے ہوئے عبید کے حالات کی تشریح میں لکھتا ہے :

عبید بن صخر بن لوزان انصاری کو رسول خدا (ص) نے اپنے گماشتے کے طور پر مأموریت دی ہے ۔ یوسف بن سہل نے اس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا : پیغمبر خدا (ص) نے حکم فرمایا تھا کہ آپ کے گماشتے ہر تیس گانے کے مقابلہ میں ایک سالہ گانے کا ایک پچھڑا اور ہر چالیس گانے کے مقابلے میں ایک گانے کو صدقات کے طور پر وصول کریں اور ان دو حد نصاب کے درمیان کسی چیز کا تعین نہیں ہوا ہے۔

۲۔ "بنو مالک بن زید مناة" کے باب میں بھی اس کے حالات کی تشریح کی گئی ہے ۔ ابن قدامہ نے عبید کے حالات کی وضاحت معروف و مشہور اصحاب کے باب میں کی ہے ، کیونکہ عبید کی روایت کا ماخذ صرف سیف تھا اور سیف نے بھی عبید ، اس کے باپ اور جد کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام نہیں

لیا ہے چونکہ ” ابن قدامہ “ کو سیف کے اس جعلی صحابی کے شجرہ نسب کا کوئی پتا نہ ملا لہذا مجبور ہو کر اسے ان صحابیوں کے باب میں قرار دیا ہے جو اپنے نام سے پہچانے گئے ہیں۔

” ابن قدامہ “ نے عبید کے نام کو دوبارہ ” بنو مالک بن زید مناة “ کے باب میں ذکر کیا ہے ، کیونکہ اس نے یہ تصور کیا ہے کہ جس لوذان کو سیف نے عبید کے جد کے طور پر پہنچنویا ہے وہ وہی بنی مالک بن زید مناة کا لوذان بن حارثہ ہے لیکن وہ اس امر سے غافل رہا ہے کہ بنی مالک بن زید مناة ، بنی غضب بن چشم خرج میں سے ہے اور وہ قبیلہ سلمی کے علاوہ ہیں کہ جس قبیلہ سے سیف نے اپنے عبید کو خلق کیا ہے۔

کیونکہ جیسا کہ بیان کیا گیا کہ انصاریوں کے سلمی بنی سلمہ بن سعد، بنی تیزد بن چشم بن خرج سے ہیں کسی اور قبیلہ سے نہیں۔

ساتویں صدی ہجری کا نامور نسب شناس ابن قدامہ عبید بن صخر اور اس کی داستان کو مندرجہ ذیل مشہور و معروف کتابوں میں دیکھ کر متاثر ہوا ہے :

- ۱۔ سیف ابن عمر کی کتاب ” فتوح “ (۱۲۰ ھ ء تک با حیات تھا)
- ۲۔ امام المؤرخین طبری کی تاریخ (وفات ۳۱۰ ھ)
- ۳۔ بغوی کی ” معجم الصحابہ “ (وفات ۳۱۷ ھ)
- ۴۔ ابن قانع کی ” معجم الصحابہ “ (وفات ۳۵۱ ھ)
- ۵۔ اسحاق بن منده کی ” اسماء الصحابہ “ (وفات ۳۹۵ ھ)
- ۶۔ ابو نعیم (وفات ۴۳۰ ھ) کی ” معرفة الصحابہ “ ابن اثیر کی روایت کے مطابق ” اسد الغابہ “ میں -

- ۷۔ ابن عبد البر (وفات ۴۶۳ ھ) کی ” استیعاب “ میں
- ۸۔ ابن منده (وفات ۴۷۰ ھ) کی ” التاريخ المستخرج من الحديث “
- ۹۔ آخر میں ابن قدامہ (وفات ۶۲۰ ھ) کی ” نسب الصحابہ من الانصار “۔ ابن قدامہ نے مذکورہ کتابوں کے علاوہ ان جیسی دیگر کتابوں میں عبید کا نام دیکھا ہے اور یہ تصور کیا ہے کہ عبید رسول (ص) خدا کا صحابی تھا۔ اسی لئے اس کے نام کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔
- لیکن اس نے اور مذکورہ دوسرے دانشوروں نے اس مطلب کی طرف توجہ نہیں کی ہے کہ ان تمام روایتوں کا ماخذ صرف سیف بن عمر ہے جو کہ دروغ سازی اور زندقہ بونے کا ملزم ٹھہرایا گیا ہے۔
- عبید بن صخر کو اصحاب کے حالات پر روشنی ڈالنے والے تمام علماء نے رسول خدا (ص) کے اصحاب کے زمرے میں قرار دیا ہے۔ لیکن ان حجر کے بقول ابن سکن (وفات ۲۵۳ ھ) کا کہنا ہے: کہ لوگ کہتے ہیں : وہ ۔ عبید۔ اصحاب میں سے ہے ۔ لیکن اس کی حدیث کے اسناد صحیح اور قابل اعتماد نہیں ہیں ۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ ابن سکن اس صحابی اور اس کی حدیث کے بارے میں مشکوک تھا لیکن اس نے اپنے شک و شبہ کے سبب کا اظہار نہیں کیا ہے ۔

ایسا لگتا ہے کہ ابن حجر بھی اس صحابی کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہوا ہے شاید اسی لئے اس نے اپنی بات کے اختتام پر اس کے بارے میں ” ز “ کی علامت لگائی ہے ۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ابن حجر اس رمز سے اس وقت کام لیتا جب اس صحابی کے بارے میں دوسرے تذکرہ نویسوں جیسے ، ابن اثیر کی ” اسد الغابہ “ میں اور ذہبی کی ” تجرید “ میں لکھے گئے مطالب پر کچھ اضافہ کرتا یا ممکن ہے یہ غلطی عبارت نقل کرنے والے کی ہو۔

خلاصہ

ہم نے عبید بن صخر کو جس طرح اسے سیف نے خلق کیا ہے اس کی مذکورہ سات روایتوں میں پایا اور سیف نے اپنی اس تخلیق کو اس طرح پہنچوایا ہے:

۱۔ عبید وہ شخص تھا جسے پیغمبر خدا (ص) نے ۱۰ ھ میں حجة الوداع کے بعد اپنے گماشتے کی حیثیت سے یمن بھیجا تھا ۔

۲۔ پیغمبر خدا (ص) نے اس دن اپنے کارندوں اور گماشتوں کو یمن کیلئے مأمور فرماتے ہوئے تاکید فرمائی ہے کہ اپنے امور میں زیادہ تر قرآن مجید کی طرف رجوع کریں اور

۳۔ تیس گائے کیلئے حد نصاب گائے کے ایک سالہ ایک بچھڑے کو تعیین فرمایا ہے و

۴۔ اور معاذ بن جبل کو اس کے ہمراہ ابالی یمن اور حضرموت کیلئے معلم معین فرما کر فرمایا: میں نے تحفہ و تحائف تمہارے لئے حلال کردیے ہیں ۔ اور معاذ تیس جانوروں کو لئے مدینہ لوٹا ، جو اسے تحفہ کے طور پر ملے تھے۔

۵۔ یہاں پر پیغمبر (ص) نے معاذ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: وہ قیامت کے دن اس حالت میں اٹھے گا کہ اس کا مقام تمام علماء اور محققین سے بلند ہوگا۔

۶۔ جھوٹی پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے ”اسود“ نے پیغمبر خدا (ص) کے گماشتوں کو لکھا کہ ہماری جن سرزمینوں پر قابض ہوئے ہو ، انہیں واپس کردو، اس نے ایرانیوں سے جنگ کرکے انہیں شکست دی اور نتیجہ کے طور پر پیغمبر خدا (ص) کے دو گماشتے اور گورنر معاذ اور ابو موسیٰ جو یمانی قحطانی تھے ، حضرموت بھاگ گئے اور باقی افراد نے یمانی گورنر طاہر ابو ہالہ کے گرد جمع ہوکر وہاں پناہ لی۔

داستان عبید کے ماخذ کی پڑتال

سیف بن عمر نے مذکورہ سات احادیث کو سہل بن یوسف بن سہل سلمیٰ سے اس نے اپنے باپ سے اور اس عبید بن صخر سے کہ سہل ، یوسف اور عبید تینوں سیف کے خیالات کی ہیں ، نقل کرکے بیان کیا ہے

اس بحث و تحقیق کا نتیجہ

سیف نے روایت کی ہے کہ عبید بن صخر یمن میں رسول خدا (ص) کا کارندہ و گماشتہ تھا ، لیکن ہم نے اس کا نام رسول خدا (ص) کے گماشتوں اور کارندوں کی فہرست میں سیف کے علاوہ اور وہ بھی افسانہ طاہر میں ، کہیں اور نہیں دیکھا ۔ سیف نے عبید کی زبانی رسول خدا (ص) سے ایک حدیث نقل کی ہے جو کہ گائے کی زکات کا نصاب مقرر کرنے ، آنحضرت (ص) کے گماشتوں اور کارندوں کی راہنمائی معاذ کیلئے تحفہ لینے کو حلال قرار دینے سے مربوط ہے اس کے علاوہ اس کی زبان سے مدعی پیغمبر ”اسود“ کی بغاوت ، پیغمبر کے گماشتوں اور کارندوں کے ابو ہالہ مضر کے ہاسپناہ لینے اور ارتداد کے دیگر واقعات کے بارے میں بھی ایک روایت نقل کی ہے ہمیں اس قسم کے مطالب رجال اور روات کی تشریح سے مربوط کتابوں میں کہیں بھی نہیں ملے۔

جو کچھ ہم نے سیف کے ہاں عبید بن صخر کے بارے پایا یہی تھا جس کا ہم نے ذکر کیا سیف نے ان روایتوں میں عبید کی شجاعتوں اور دلاوریوں کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اور قصیدوں ، رزمی اشعار اور میدان کارزار میں خودستائیوں کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سیف شجاعتوں پہلوانیوں ، جنگی کارناموں اور رجزخوانیوں کو پہلے مرحلہ میں صرف خاندان تمیم کیلئے اور دوسرے درجے میں مضر اور ان کے ہم پیمانوں کیلئے خلق کرتا ہے اس کے بعد کے درجے کے کردار ان کے حامیوں اور طرفداروں

کیلئے مخصوص کرتا ہے تاکہ وہ سیف کے اصلی سورماؤں کیلئے مداحی اور قصیدہ خوانی کریں ، اور گرفتاری و مشکلات میں ان کے ہاں پناہ لیں اور ان کے سائے میں اطمینان اور آرام کا سانس لیں۔ اور یہ وہی دوسرا کردار ہے جسے سیف نے اس افسانہ میں عبید بن صخر انصاری سبائی یمانی کیلئے بیان کیا ہے ۔

یہاں پر بیجا نہیں ہوگا اگر ہم یہ کہیں کہ سیف نے رسول خدا (ص) سے نسبت دی گئی جھوٹی حدیث کے مطابق اور اس کے دعوے کے مطابق رسول خدا (ص) معاذ بن جبل سے فرماتے ہیں ” تحفہ و تحائف کو میں نے تم پر حلال کر دیا ہے ” یہاں تک کہ کہتا ہے : ” معاذ اپنی ماموریت کی جگہ سے تیس حیوانوں کو لے کر مدینہ لوٹے ، جو انہیں تحفہ کے طور پر ملے تھے ” یہ سب اسلئے ہے کہ سیف خاندان ” بنی امیہ ” کے حکام کا دفاع کرے اور حکمرانی کے دوران ان کے نامناسب اقدام اور جبری طور پر لوگوں سے مال لینے اور رشوت ستانیوں کی معاذ کے اس افسانہ کے ذریعہ توجیہ کرے

بنی امیہ کے سرداروں کے اجبار، زبردستی اور رشوت ستانی کی توجیہ کرنے کی سیف کی کوشش اس لئے ہے کہ وہ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کے مقام و منزلت کا تحفظ اور ان کے افتخارات کا دفاع در حقیقت سیف کا اپنا مشن ہے ۔



اکتیسواں جعلی صحابی

صخر بن لوزان انصاری

یہاں تک جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ سیف بن عمر کے صرف ایک جعلی اور خیالی صحابی عبید بن صخر کے بارے میں اس کے جھوٹ پر مبنی روایتیں تھیں۔ لیکن بعض علماء اس سلسلے میں غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں اور اسی سیف کے ایک جعلی صحابی کو دو شخص تصور کر بیٹھے ہیں اور ہر ایک کے حالات پر الگ الگ تشریحات لکھی ہیں ، ملاحظہ فرمائیے:

ابو القاسم ، عبد الرحمان بن محمد بن اسحاق بن منده (وفات ۴۷۰ ھ) (۱) اپنی کتاب ” التاريخ المستخرج من كتب الناس فی الحديث ” کے باب ” صاد ” میں یوں لکھتا ہے :

صخر بن لوزان ، حجاز کا رہنے والا اور عبید کا باپ ہے ۔ رسول خدا (ص) نے اسے عمار کے ہمراہ مأموریت پر بھیجا ہے ۔ درج ذیل حدیث اس کے بیٹے عبید نے اس سے روایت کی ہے:

تعاهدو الناس بالتذكرة و الموعظة

اس کے بعد باب ” عین ” میں لکھتا ہے:

عبید بن صخر بن لوزان حجاز کا باشندہ ہے اور یوسف بن سہل انصاری نے اس سے حدیث قرآن اور ۱۔ جیسا کہ کتاب "العبر" (۲/ ۲۷۴) میں آیا ہے کہ ابو القاسم در اصل اصفہانی تھا ، وہ حافظ حدیث اور بہت سی کتابوں کا مصنف تھا ، اس کے بہت سے مرید تھے اہل سنت ، مکلف خلفاء کی پیروی کرنے میں سخت متعصب انسان تھا اور خدا کے لئے جسم کا قائل تھا ، ابو القاسم نے ۸۹ سال زندگی کی ہے کتاب کی روایت کی ہے ۔

اس طرح ابن مندہ کا پوتا ابو القاسم غلط فہمی کا شکار ہوا ہے اور سیف کے ایک جعلی صحابی کو دو شخص سمجھ کر اس کی ایک من گڑھت حدیث کو دو حدیث تصور کیا ہے اور انہیں اپنی کتاب میں درج کیا ہے !

یہ اس حالت میں ہے کہ سیف کا جعلی صحابی وہی عبید بن صخر لوزان ہے جس کے لئے سیف نے حدیث گڑھی ہے جو ابن اثیر کی " اسد الغابہ " اور ابن حجر کی " اصابہ " میں درج ہوئی ہے ، حسب ذیل ہے:

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف بن سہل سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے عبید بن صخر بن لوزان سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے اپنے گماشتوں اور کارندوں کو یمن میں متعین کرکے فرمایا :

تعاہدوا القرآن بالذاكرة و اتبعوا الموعظة

لیکن اس جعلی حدیث کا متن ابن مندہ کی کتاب " اسماء الصحابة " میں تحریف ہو کر یوں ذکر ہوا ہے:

تعاہدوا الناس بالذاكرة و اتبعوا الموعظة

اور یہی امر ابو القاسم کے غلط فہمی سے دوچار ہونے کا سبب بنا ہے اور وہ اس ایک حدیث کو دو تصور کر بیٹھا ہے ان میں سے ایک " تعاہدوا الناس بالذاكرة " کو اس کے خیال میں عبید نے اپنے باپ صخر سے نقل کیا ہے اور دوسری " تعاہدوا القرآن بالذاكرة " جسے اس کے زعم میں یوسف بن سہل نے عبید سے قرآن و کتاب کے بارے میں نقل کیا ہے۔

یہاں پر ہم تقریباً یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان دو دانشوروں کے سیف کی ایک خیالی حدیث کو دو جاننے کا سبب یہی تھا ۔ لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح عبید کے باپ ، صخر کے بارے میں غلطی فہمی کا شکار ہو اے اور تصور کیا ہے کہ سیف نے اس سے اس کے بیٹے عبید کے ذریعہ یہ حدیث روایت کی ہے ؟ جبکہ ہم نے گزشتہ تمام مصادر میں کہیں ایسی چیز نہیں دیکھی ۔

ہم یہ بھی کہہ دیں کہ یہ دانشور اسی سلسلہ میں چند دیگر غلط فہمیوں کا بھی شکار ہوا ہے جیسے لکھتا ہے : رسول خدا (ص) نے صخر کو عمار کے ہمراہ یمن بھیجا ، جبکہ اس قسم کا کوئی مطلب سیف کی احادیث میں نہیں آیا ہے۔

بہر حال سیف کی حدیث کو غلط پڑھنا اس امر کا سبب بنا ہے کہ سیف کے جعلی اصحاب کی فہرست میں " صخر بن لوزان " نامی ایک اور صحابی کا اضافہ ہو جائے اور اس کے جعلی صحابیوں کی تعداد بڑھ جائے۔

سیف کی احادیث کا نتیجہ

۱۔ انصار میں سے دو صحابیوں کی تخلیق جن کے حالات کی تشریح اصحاب پیغمبر (ص) سے مربوط کتابوں میں آئی ہے۔ ان میں سے ایک کو پیغمبر خدا (ص) کے گماشتہ اور کارندہ بننے کی سعادت بھی حاصل ہوئی

۲۔ آداب و احکام کے سلسلے میں رسول خدا (ص) کی ایک حدیث۔

۳۔ ارتداد کی جنگوں کے بارے میں ایک خبر۔

یہ سب چیزیں اس سیف کی احادیث کے وجود کی برکت سے حاصل ہوئی ہیں جو وہ زندیقی ہونے کا ملزم بھی ہے۔

۴۔ حجاز کے باشندوں میں سے رسول خدا (ص) کیلئے چند راویوں کی تخلیق، جن کے حالات پر علم رجال کی کتابوں میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

سیف نے کن سے روایت کی؟

گزشتہ روایات کو سیف نے چند خیالی راویوں سے نقل کیا ہے۔

۱۔ سہل بن یوسف بن سہل سلمیٰ اور ایسا ظاہر کیا ہے کہ اس سہل نے اپنے باپ یوسف سے روایت کی ہے۔

۲۔ یوسف بن سہل سلمیٰ کہ اس یوسف نے خود داستان کے کردار عبید سے روایت کی ہے۔

۳۔ عبید بن صخر بن لوزان سلمیٰ کہ یہ تینوں راوی سیف کے خیالات کی تخلیق ہیں۔

اس جھوٹ کو پھیلانے کے منابع:

ہم نے اس بحث کے دوران عبید کی روایت کو سیف سے نقل کرنے والے آٹھ منابع کا ذکر کیا ہے۔ باقی مصادر حسب ذیل ہیں:

۹۔ ابن سکن (وفات ۳۵۳ھ) ابن حجر کی روایت کے مطابق اس نے اپنی کتاب ”حروف الصحابہ“ میں ذکر کیا ہے۔

۱۰۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے ”اسد الغابہ“ میں۔

۱۱۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) نے اپنی ان کتابوں میں:

الف) ”تجرید اسماء الصحابہ“

ب) ”سیر اعلام النبلاء“

۱۲۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے ”اصابہ“ میں۔

مصادر و مآخذ

عبید بن صخر کے حالات

۱۔ ابن عبد البر کی استیعاب (۲/ ۴۰۸)

۲۔ ابن اثیر کی ”اسد الغابہ“ (۳/ ۳۵۱)

۳۔ ذہبی کی ”تجرید“ (۱/ ۱۸۵۲)

۴. تاریخ طبری " (۱ / ۱۸۵۲)
۵. ابن قانع کی " معجم الصحابه " اس کا قلمی نسخہ کتاب خانہ حضرت امیر المؤمنین (ع) نجف اشرف میں موجود ہے ۔ ورقہ ۱۰۷ ب
۶. ابن مندہ کی " تاریخ مستخرج " (ص ۱۵۲)
۷. "نسب الصحابه من الانصار" از ابن قدامہ (۱۸۲ اور ۳۵۰)
- بنی سلمہ کا نسب
۱. ابن حزم کی " جمہرۃ انساب " (۳۵۸ - ۳۶۱)
۲. " اللباب " لفظ " سلمی " (۱ / ۵۵۴)
- قبیلہ اوس میں بنی لوزان کا نسب
۱. ابن حزم کی " جمہرۃ " صفحات (۳۳۲ ، ۳۳۷ ، ۷۴۰) اور (۲۵۳ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۵۶)
- اسود عنسی کی داستان اور عبید بن صخر کی بات
۱. " تاریخ طبری " (۱ / ۱۸۵۳ ، و ۱۸۶۸)
۲. ابن مندہ کی " اسماء الصحابه " عبید کے حالات کے ضمن میں ۔
- اس کا قلمی نسخہ کتاب خانہ " عارف افندی ' مدینہ ' منورہ میں موجود ہے۔
- معاذ بن جبل کے حالات
۱. بغوی کی "معجم الصحابه" (۲۱ / ۱۰۶) اس کتاب کا ایک نسخہ کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی نجفی ، قم میں موجود ہے۔
۲. ابن حجر کی " اصابہ " (۳ / ۴۰۶)
۳. ذہبی کی " سیر اعلام النبلاء " (۱ / ۳۱۸ - ۳۲۵)
- صخر بن لوزان کے حالات :
۱. تاریخ المستخرج " تالیف ابو القاسم عبد الرحمان بن اسحاق بن مندہ ، ورقہ ۱۴۰۔



بتیسواں جعلی صحابی

عکاشہ بن ثور الغوثی

عکاشہ ، یمن میں ایک کارگزار کی حیثیت سے :

طبری ، مدعی پیغمبری " اسود " کی داستان اور ۱۱۱ ھ کے واقعات کے ضمن میں سیف بن عمر سے نقل کر کے لکھتا ہے :

۱۰ ھ میں جب رسول خدا (ص) نے فریضہ حج (وہی حجة الوداع ' انجام دیا ، تو آنحضرت(ص) کے گماشتہ "بازام" نے یمن میں وفات پائی ۔ رسول خدا (ص) نے اس کی مأموریت کے علاقہ کو حسب ذیل چند اصحاب میں تقسیم فرمایا:

اس کے بعد طبری، پیغمبر خدا (ص) کے یمن کیلئے مأموریت پر بھیجے گئے اشخاص میں طاہر ابو ہالہ ---- جسے سیف نے حضرت خدیجہ (ع) کا بیٹا اور رسول اللہ کا پروردہ بتایا ہے ---- کا نام لے کر کہتا ہے:

اور زیاد بن لبید بیاضی کو حضرموت پر اور عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی کو سکاسک و سکون اور بنی معاویہ بن کندہ پر مأمور فرمایا (تا آخر)

طبری نے، اس روایت کے بعد ایک دوسری روایت میں لکھا ہے :
رسول خدا (ص)، مناسک حج انجام دینے کے بعد مدینہ لوٹے اور یمن کی حکومت کو چند سر کردہ اصحاب کے درمیان تقسیم فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کی مأموریت کے حدود کو معین فرمایا۔
(یہاں تک کہ لکھتا ہے :)

عک اور اشعریین پر طاہر ابو ہالہ کو معین فرمایا اور حضرموت کے اطراف جیسے، سکاسک و سکون پر عکاشہ بن ثور کو مأمور فرمایا اور بنی معاویہ بن کندہ پر عبد اللہ (۱) یا مہاجر کونامزد فرمایا۔ لیکن مہاجر بیمار ہو گیا اور مأموریت کی جگہ پر نہ جا سکا مگر، صحت یاب ہوئے اور رسول (ص) خدا کی رحلت کے بعد ابوبکر (رض) نے اسے مأموریت پر بھیجا۔ عکاشہ (۲) اور دیگر لوگ اپنی مأموریت کی طرف روانہ ہوئے۔
حضرموت پر زیا بن لبید کو مأمور فرمایا گیا اور وہ مہاجر کی عدم موجودگی میں اس کی مسئولیت کو بھی نبھاتا رہا۔

یہ لوگ پیغمبر خدا (ص) کی رحلت تک یمن اور حضرموت میں آنحضرت (ص) کے گماشتے اور کارگزار تھے۔ طبری نے ایک اور روایت میں عبید بن صخرہ سیف کے افسانہ کے مطابق جو خود بھی یمن میں رسول

۱۔ یہاں پر عبد اللہ سے سیف کی مراد عبد اللہ بن ثور ہے جو اس کا اپنا خلق کردہ ہے، تعجب کی بات ہے کہ سیف اپنے جھوٹ کو پیش کرنے میں اس طرح احتیاط و تقدس کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: مجھے نہیں معلوم یہ عبد اللہ تھا یا مہاجر!! تا کہ اس کا جھوٹ حق کی جگہ لے لے اور دلوں کو آرام ملے۔
۲۔ اصل میں ”محسن“ لکھا گیا ہے جو غلط ہے، کیونکہ عکاشہ بن محسن مدینہ میں تھا اور اس نے خالد کی فوج میں ہر اول دستے کے طور پر طلحہ سے جنگ میں شرکت کی ہے اور اس کے ہاتھوں قتل ہوا ہے اس مطلب کو سیف اور دوسروں نے ذکر کیا ہے لیکن جو کچھ یمن میں رسول اللہ (ص) کے گماشتوں اور کارگزاروں کے بارے اور حضرموت میں ارتداد کی جنگوں کے بارے میں سیف کی روایتوں میں آیا ہے وہ ”عکاشہ بن ثور“ سے مربوط ہے۔

خدا (ص) کا کارگزار تھا۔ سے نقل کر کے لکھا ہے :

جب ہم اس علاقہ .. مأموریت کی جگہ.. کو شائستہ طریقے پر چلا رہے تھے، ہمیں پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے اسود کا ایک خط ملا، اس میں لکھا تھا۔

اے لوگو! جو ناخواستہ ہم پر مسلط ہوئے ہو! اور ہماری ملکیت میں داخل ہوئے ہو جو کچھ ہماری سرزمین سے لوٹ چکے ہو! اسے ایک جگہ ہمارے لئے جمع کردو، ہم تمہاری نسبت اس پر تصرف کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں (یہاں تک لکھتا ہے:)

ہمیں خبر ملی کہ اسود نے صنعا پر قبضہ کیا کر لیا ہے اور پیغمبر (ص) کے تمام کارگزار وہاں سے بھاگ گئے ہیں اور باقی امراء اور حاکم طاہر ابو ہالہ کے ہاں جا کر پناہ لے چکے ہیں۔

طبری حضرموت کے باشندوں کے مرتد ہونے کے بارے میں ۱۱ ھ کے حوادث کے ضمن میں لکھتا ہے :

پیغمبر خدا (ص) کی رحلت کے وقت حضرموت اور دیگر شہروں میں آنحضرت(ص) کے گماشتے اور کارگزار حسب ذیل تھے:

زیاد بن لبید بیاضی، حضرموت پر ، عکاشہ بن ثور سکاسک و سکون پر اور مہاجر کندہ پر ، مہاجر اسی طرح مدینہ میں رہا اور جائے مأموریت پر نہ گیا یہاں تک کہ رسول خدا (ص) نے رحلت فرمائی۔ اس کے بعد ابو بکر(رض) نے اسے باغیوں سے نمٹنے کیلئے یمن بھیجا اور حکم دیا کہ بغاوت کو کچلنے کے بعد اپنی مأموریت کی جگہ پر جائے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد طبری ایک دوسری روایت میں لکھتا ہے:

رسول خدا (ص) نے مہاجر بن ابی امیہ کو کندہ کیلئے مأمور فرمایا لیکن مہاجر بیمار ہو گیا اور مأموریت کی جگہ پر نہ جا سکا ، لہذا آنحضرت(ص) نے زیاد کے نام ایک خط لکھا تا کہ مہاجر کے فرائض نبھائے ۔

مہاجر کے صحت یاب ہونے کے بعد ، ابو بکر(رض) نے اس کی مأموریت کی تائید کی اور حکم دیا کہ پہلے نجران کے باغیوں سے نمٹنے کیلئے یمن کے دور دراز علاقوں تک جائے ۔ یہی وجہ تھی کہ زیاد بن ولید اور عکاشہ نے کندہ کی لڑائی میں مہاجر کے آنے تک تاخیر کی۔



تینتیسواں جعلی صحابی

عبد اللہ بن ثور الغوثی

عبد اللہ ثور ، ابوبکر (رض) کا کارگزار

طبری نے سیف بن عمر سے نقل کر کے طاہر ابو ہالم کی داستان میں لکھا ہے :

اس سے پہلے ابوبکر (ع) نے ” عبد اللہ بن ثور بن اصغر “ کو فرمان جاری کیا تھا کہ اعراب اور تہامہ کے لوگوں میں سے جو بھی چاہے اس کی فوج میں شامل ہوسکتا ہے ، اور عبد اللہ کو تاکید کی تھی کہ ابوبکر (رض) کے حکم کے پہنچنے تک وہیں پر رکا رہے

سیف کہتا ہے:

جب مہاجر ابوبکر (رض) سے رخصت لے کر مأموریت پر روانہ ہوا تو عبد اللہ ثور تمام سپاہیوں سمیت اس سے ملحق ہوا (اس کے بعد کہتا ہے :)

مہاجر نجران سے ” لحجیہ “ کی طرف روانہ ہوا ۔ وہاں پر اسود کے بھاگے مرتد سپاہیوں نے اس سے پناہ کی درخواست کی ۔ لیکن مہاجر نے ان کی یہ درخواست منظور نہیں کی ۔

طبری اس مطلب کے ضمن میں لکھتا ہے :

مہاجر کے سوار فوجیوں کی کمانڈ عبد اللہ بن ثور غوثی کے ہاتھ میں تھی اخابت کے راستہ پر عبد اللہ کی ان فراریوں سے مڈ بھیڑ ہوئی ۔ اس نے ان سب کا قتل عام کیا ۔

طبری نے ان تمام روایتوں کو صراحت کے ساتھ سیف بن عمر سے نقل کیا ہے اس کے بعد طبری صدقات کے امور میں ابوبکر (رض) کے کارگزاروں کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے :

کہتے ہیں اس کے علاوہ عبد اللہ بن ثور نے ... قبیلہ غوث کے افراد میں سے ایک شخص .. کو علاقہ ”جرش“ پر مامور کیا۔

طبری نے اس حدیث کی سند کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن ابن حجر عبد اللہ کے حالات کی تشریح میں صراحت سے کہتا ہے کہ یہ حدیث سیف بن عمر سے نقل ہوئی ہے۔

عکاشہ اور عبد اللہ کی داستان کے مآخذ کی تحقیق

ہم نے جو روایتیں سیف سے نقل کیں ہیں ، ان میں درج ذیل جعلی راویوں کے نام دکھائی دیتے ہیں :

۱۔ سہل بن یوسف، چار روایتوں میں ۔

۲۔ یوسف بن سہل ، دو روایتوں میں ۔

۳۔ اور درج ذیل سیف کے جعلی راوی میں سے ہر ایک نے ایک روایت نقل کی ہے :

۳۔ عبید بن صخر

۴۔ مستنیر بن یزید

۵۔ عروہ بن عزیہ

سیف کی روایتوں کا موازنہ

مذکورہ روایت ، داستانِ اخابت (ناپاک) اور داستان عبید بن صخر میں طاہر ابو ہالہ کی روایت کی متمم ہے اور ہم نے ان دو صحابیوں کی بحث کے دوران ثابت کیا ہے کہ خود یہ اور ان کی داستانیں جعلی اور سیف بن عمر تمیمی کے خیالات کی تخلیق ہیں اور حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

ان میں سے بعض روایات پیغمبری کے مدعی ، اسود عنسی کی داستان سے مربوط ہیں ، ہم نے کتاب ” عبد اللہ بن سبا “ کی دوسری جلد میں اس پر مفصل روشنی ڈالی ہے اور وہاں پر ہم نے بتایا ہے کہ سیف نے کس طرح حقائق کو بدل کر رکھ دیا ہے اور کن چیزوں میں تحریف اور تبدیلی کی ہے ۔ یہاں پر اس کی تکرار کی مجال اور گنجائش نہیں ہے ۔

ہاں ، رسول خدا (ص) اور ابوبکر (رض) کی طرف سے ان کی نمائندگی اور کارندوں کی حیثیت سے مأموریت کے بارے میں سیف کی روایت کو ہم نے تحقیق کے دوران خلیفہ بن خیاط اور ذہبی جیسے دانشوروں کے ہاں نہیں پایا اور نہ ہی رسول خدا (ص) اور ابو بکر (رض) کے کارگزاروں کے حالات کی تشریح لکھنے والوں کے ہاں ۔ یہ دو جعلی اصحاب کہیں دکھائی دیئے۔

روایت کا نتیجہ

سیف نے عکاشہ بن ثور غوثی اور اس کے بھائی عبد اللہ بن ثور غوثی کی روایت اپنی کتاب ”فتوح“ میں درج کر کے طبری جیسے دانشور کو ۱۰ - ۱۲ء کے حوادث کے ضمن میں ان ہی مطالب کو نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کرنے پر مجبور کیا ہے۔

ابن اثیر ، ابن کثیر ، ابن خلدون اور میر خواند نے بھی ان ہی مطالب کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخوں میں درج کیا ہے ۔

ابن عبد البر نے سیف کی تحریر پر اعتماد کر کے حسب ذیل مطالب کو اپنی کتاب ” استیعاب “ میں نقل کیا ہے :

عکاشہ بن ثور بن اصغر قرشی ، رسول خدا (ص) کی طرف سے سکاسک ، سکون اور بنی معاویہ کندہ پر بعنوان گماشتہ اور کارندہ مامور تھا ۔ ان مطالب کو سیف نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے ، اور میں ۔ ابن عبد البر ۔ اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہوں ۔

ابن اثیر نے ابن عبد البر کی کتاب ” استیعاب “ سے عین عبارت کو نقل کیا ہے اور ذہبی نے انہی مطالب کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب ” تجرید “ میں نقل کیا ہے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ” اصابہ “ میں یوں لکھا ہے :

عکاشہ بن ثور بن اصغر کا نام سیف نے داستان ارتداد کی ابتداء میں سہل بن یوسف سے اس نے اپنے باپ سے اس نے عبدی بن صخر بن لوزان سے نقل کر کے لکھا ہے کہ وہ سکاسک و سکون پر پیغمبر خدا (ص) کا گماشتہ اور کارندہ تھا ۔ ابو عمر ۔ ابن عبد البر ۔ نے ان مطالب کو نقل کیا ہے۔

اس طرح ان دانشوروں نے سیف کی روایت پر اعتماد کر کے عکاشہ کے حالات سند کے ذکر کے ساتھ اپنی کتابوں میں پیغمبر خدا (ص) کے اصحاب کے حالات کی فہرست میں درج کیا کئے ہیں۔

روایات سیف پر اس اعتماد کی بنا پر ، اس کے خیالی بھائی کے حالات کو بھی دیگر اصحاب پیغمبر (ص) کی فہرست میں قرار دیا گیا ہے ۔ توجہ فرمائیے کہ ابن حجر اس سلسلے میں کہتا ہے :

عبد اللہ بن ثور ، قبیلہ بنی غوث کا ایک فرد ہے۔ اس کا نام سیف نے اپنی کتاب ” فتوح “ میں چند جگہوں پر ذکر کیا ہے ۔ وہ ارتداد کی جنگوں میں سپاہ اسلام کا ایک سپہ سالار تھا ۔ رسول خدا (ص) کی رحلت کے بعد ابوبکر (ع) نے اس کے حق میں ایک فرمان جاری کیا کہ اعراب اور تہامہ کے باشندے اس کی اطاعت کریں اور اسی ۔ عبد اللہ ۔ کے پرچم تلے جمع ہوجائیں ۔ اور عبد اللہ وہیں پر رکا رہے جب تک اس کیلئے حکم نہ پہنچے ۔ سیف نے یہ بھی روایت کی ہے کہ وہ مہاجر بن ابی امیہ کے ہمراہ ” جرش “ کی گورنری کا عہدہ سنبھالنے کیلئے وہاں گیا اور وہاں سے صوب کی طرف کوچ کیا۔ اور ہم نے ۔ ابن حجر ۔ چند بار کہا ہے کہ ان دنوں رسم یہ تھی علاقائی حکومت یا فوجی کمانڈ کیلئے صرف رسول خدا (ص) کے صحابی کو ہی منصوب کرتے تھے (ز)

ابن حجر نے جو تشریح عبد اللہ کے بارے میں لکھی ہے اس میں یہ مطالب ظاہر ہوتے ہیں :

۱۔ سیف نے اپنی کتاب ” فتوح “ میں چند جگہوں پر عبد اللہ ابن ثور کا نام ذکر کیا ہے ۔

۲۔ عبد اللہ ارتداد کی جنگوں میں سپہ سالار تھا۔

۳۔ ابوبکر (رض) نے اس کیلئے فرمان جاری کیا ہے کہ اعراب اور تہامہ میں اس کے حامی اس

کے گرد جمع ہوکر حکم پہنچنے تک منتظر رہیں ۔

۴۔ عبد اللہ جب ” جرش “ کے گورنر کے طور پر منصوب ہوا تو وہ مہاجر کے ہمراہ روانہ ہوا تھا۔

تمام مطالب کو طبری نے سیف کی سند کے ذکر کے ساتھ اپنی تاریخ میں درج کیا ہے ۔

صرف عبد اللہ کی گورنری جس کی سند طبری نے ذکر نہیں کی ہے ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ

ابن حجر نے اس حصہ کی سند بھی سیف کے نام کی صراحت کے ساتھ ذکر کی ہے۔

چونتیسواں جعلی صحابی

عبید اللہ بن ثور غوثی

ایسا لگتا ہے کہ ابن حجر جیسا جلیل القدر عالم سیف کی کتاب ” فتوح “ میں عبد اللہ بن ثور کا نام پڑھتے وقت سخت غلطی کا شکار ہوا ہے اور اسے ” عبید اللہ بن ثور “ پڑھا ہے یا یہ کہ اس کے پاس موجود نسخہ میں اس نام میں یہ تبدیلی کتابت کی غلطی کی وجہ سے انجام پائی ہو۔

بہر حال خواہ یہ غلطی کتابت کی ہو یا محترم دانشور نے اسے غلط پڑھا ہو ، اصل میں جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ابن حجر نے عبید اللہ بن ثور کے حالات پر اپنی کتاب ” اصابہ “ میں الگ سے روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے :

عکاشہ کے بھائی ، عبید اللہ بن ثور بن اصغر عرنی کے بارے میں سیف نے کہا ہے کہ رسول خدا (ص) نے عکاشہ کو سکاسک اور سکون کیلئے اپنا گماشتہ مقرر فرمایا اور پیغمبر خدا (ص) کے بعد ابوبکر (ع) نے اس کے بھائی عبید اللہ کو یمن کی حکمرانی پر منصوب کیا ۔

ہم نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ ان دنوں رسم یہ تھیکہ صرف صحابی کو حکومت اور سپہ سالاری پر منصوب کیا جاتا تھا ۔(ز)

ابن حجر کی اس بات ” اس سے پہلے بھی ہم نے کہا ہے کہ اس زمانے میں یہ رسم ” پر انشاء اللہ ہم اگلی بحثوں میں وضاحت کریں گے ۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک کہا وہ ثور کے تین بیٹوں کی داستان تھی جسے ہم نے تاریخ کی عام کتابوں اور رجال اور اصحاب کے حالات پر لکھی گئی کتابوں سے حاصل کیا ہے ۔

لیکن جس چیز کو آپ ذیل میں مشاہدہ کر رہے ہیں وہ سیف کے ان تین جعلی اصحاب کے بارے میں انساب کی کتابوں میں درج ذیل مطالب ہیں :

مذکورہ تین اصحاب کا نسب

تاریخ طبری میں ، سیف کی روایتوں کے مطابق ان تین ” غوثی “ صحابیوں کا شجرہ نسب درج ہوا ہے ۔ لیکن ” استیعاب “ میں غلطی سے ” قرشی “ ، ” اسد الغابہ “ اور ” تجرید “ میں ” غوثی “ اور ابن حجر کی ” اصابہ “ میں ” عرنی “ ثبت ہوا ہے ۔

یہ اس حالت میں ہے کہ ہم نے ان نسب شناس علماء کے ہاں ” عکاشہ “ اور ” عبید اللہ “ کا نام نہیں پایا، جنہوں نے بنی غوث بن طے کے بارے میں تفصیلات لکھی ہیں ۔ جیسے ابن حزم نے اپنی کتاب ” جمہرہ “ میں اور ابن درید نے ” اشتقاق “ میں اور اس طرح کی دوسری کتابوں کا بھی ہم نے مطالعہ کیا لیکن ان میں سے کسی ایک میں بھی اس سلسلے میں درج ذیل مطالب کے علاوہ کچھ نہیں پایا:

ابن ماکولا اپنی کتاب ” اکمال “ میں لفظ ” غوثی “ کے بارے میں لکھتا ہے :

عکاشہ بن ثور بن غوثی کو رسول خدا (ص) نے سکاسک ، سکون اور معاویہ بن کندہ کیلئے مامور فرمایا تھا اور ابوبکر صدیق (رض) نے اس کے بھائی عبد اللہ بن ثور اصغر کو یمن کا حاکم منصوب کیا تھا۔

سمعانی نے بھی لفظ ” غوثی “ کے بارے میں اپنی کتاب انساب میں لکھا ہے :

” غوثی “ در حقیقت غوث کی طرف نسبت ہے ۔ اس قبیلہ کے سرکردہ صحابیوں میں عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی ہے جسے رسول خدا (ص) نے سکاسک ، سکون اور معاویہ بن کندہ کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔

ابن اثیر نے سمعانی سے نقل کر کے اس کی عبارت کو من عن اپنی کتاب ” لباب الانساب “ ۔ جو سمعانی کی کتاب ” انساب “ کا خلاصہ ہے ۔ میں ثبت کیا ہے اور اس میں کسی اور چیز کا اضافہ نہیں کیا ہے۔

ابن حجر بھی اپنی دوسری کتاب ” تحریر المشتبه “ میں لکھتا ہے :

عکاشہ بن ثور غوثی اصحاب میں سے تھا
 فیروزآبادی نے اپنی کتاب "قاموس" میں لفظ "عکاش" میں یوں لکھا ہے:
 عکاشہ الغوثی ، ابن ثور اور ابن محسن تینوں اصحاب رسول خدا (ص) تھے ۔
 زبیدی بھی اپنی کتاب شرح "ناج العروس" میں لکھتا ہے :
 جیسا کہ کہا گیا ہے عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی ، سکاسک میں رسول خدا (ص) کا گماشتہ
 اور کارگزار تھا۔

مختلف عرب قبائل کے نسب شناس علماء میں سے کسی ایک نے اب تک کسی کو غوثی کے
 طور پر متعارف نہیں کیا ہے ۔ کیونکہ بنی غث کے سرکردہ افراد بنی غث بن طی "طائی" کے نام سے
 مشہور ہیں نہ غوثی ۔ جیسے حاتم طائی اور اس کا بیٹا عدی طائی ۔ اسی لئے سمعانی لکھتا ہے (۱)
 ۱۔ عکاشہ بن ثور ، سمعانی کے زمانے میں "غوثی" کے نام سے مشہور تھا کیونکہ اس سے پہلے
 عکاشہ کا نام اسی انتساب سے سیف کی کتاب "فتوح" میں آیا ہے اور سیف کی کتاب "فتوح" کے بعد
 رجال و اصحاب کی تشریح میں لکھی گئی کتابوں اور تاریخ کی کتابوں میں ، جنہوں نے اس کے حالات
 سیف سے نقل کئے ہیں ، غوثی کا نام آیا ہے ، جیسا کہ "تاریخ طبری" ، ابن عبد البر کی "استیعاب"
 اور ابن ماکولا کی "اکمال" میں درج ہوا ہے ۔
 "غوثی" عکاشہ اس انتساب سے مشہور ہے ۔

ابن اثیر کو اس مطلب کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ملی اس لئے اسی کو خلاصہ کے طور پر
 اپنی کتاب "لباب" میں لکھا ہے ۔
 "جو کچھ ذہبی کی "تحریر المشتبه" میں آیا ہے حسب ذیل ہے :
 "الغوثی ۔ ابو الہیثم ، احمد بن محمد بن غوث ، حافظ ابو نعیم کا مرشد اور استاد تھا"
 اور معلوم ہے کہ یہ غوث انساب عرب میں سے ہمارا مورد بحث نسب نہیں ہے۔

خلاصہ :

سیف نے عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی کو بنی غوث سے خلق کیا ہے اور لفظ "غوثی" سے "قرشی" ، "غوثی" ، "عربی" لکھا گیا ہے اور تاریخ طبری کے بعض نسخوں میں 'بنی غوث' تغیر کرکے
 "بنی یغوث" درج ہوا ہے ۔

سیف ، عکاشہ کے بارے میں کہتا ہے کہ رسول خدا (ص) نے ۱۰ ھ ، حجۃ الوداع سے واپسی
 پر اسے سکاسک اور سکون کی مأموریت عطا فرمائی تھی اور ابوبکر (ع) کی خلافت تک عکاشہ وہیں
 پر تھا۔

سیف نے عکاشہ کیلئے ایک بھائی خلق کرکے اس کا نام عبدا للہ بن ثور رکھا ہے ۔ اور کہا ہے کہ
 ارتداد کی جنگوں میں ابوبکر (رض) نے اس کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ افراد کو اپنی مدد کیلئے آمادہ
 کرکے حکم کا انتظار کرے۔

جب مہاجرین ابی امیہ ، مرتدوں سے لڑنے کیلئے روانہ ہوتا ہے ، تو اسود کے قتل ہونے کے بعد
 عبدا للہ ، مہاجر کی فوج کے سواروں کا کمانڈر مقرر ہوتا ہے اور اسود کے تتر بتر ہوئے مرتد فراری فوجیوں
 سے اس کی مدد بھیڑ ہوتی ہے ، اس جنگ میں وہ ان سب کا قتل عام کر تا ہے اس کے بعد ابوبکر (رض)
 ایک فرمان کے ذریعہ "جرش" کا حاکم مقرر ہوتا ہے ۔

ابن حجر اس عبدا للہ کے نام کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے اور اپنی کتاب میں دو
 شرحیں لکھتا ہے ، ایک اسی عبدا للہ کیلئے اور دوسری "عبید اللہ" کے نام سے۔

سیف نے ان تین یا دو بھائیوں کو سبائی یمانیوں سے خلق کیا ہے تا کہ دوسرے درجے کا رول یعنی قبیلہ مضر کے سرداروں کی اطاعت اور فرمانبرداری انہیں سونپے ۔
توجہ فرمائیے!

یہ عبد اللہ بن ثور ہے جو قریش کے ایک معروف شخص ”مہاجر بن ابی امیہ“ کے پیچھے پڑتا ہے، اسی طرح اس کا بھائی عکاشہ بھی ، پروردہ رسول خدا (ص) اور خاندان تمیم کے ایک نامور شخص یعنی طاہر ابو ہالہ ، کے ہاں پناہ لیتا ہے۔

سیف ، مضر کے سرداروں اور شجاعوں کیلئے حامی اور طرفدار خلق کرنے پر مجبور ہوتا ہے ۔ لیکن اس کیلئے ہرگز یہ چیز اہمیت نہیں رکھتی کہ یہ لوگ رسول خدا (ص) کی مصاحبت کی سعادت حاصل کرکے آنحضرت (ص) کے گماشتے اور کارندے کے طور پر آپ (ص) کی طرف سے مامور ہوں یا نہ! بلکہ سیف کی نظر میں سرفرازی اور افتخار اس میں ہے کہ ان کے ہاتھوں دنیا کو تباہ و برباد کرکے زندگیوں کا خاتمہ اور بستیوں کو آگ لگوادے اور ان سب گستاخیوں کے بعد اپنے آتشین قصیدوں میں فخر و مہابت کے نغمے گائے اور دنیا کو جوش و خروش سے بھر دے تا کہ اس طرح اس کے خلق کئے ہوئے یہ مجد و افتخارات تاریخ میں ثبت ہوجائیں اور ربتی دنیا تک باقی رہیں۔

سیف کی کوشش یہ ہے کہ خاندان مضر کیلئے بیہودہ اور بے بنیاد معجزے اور کرامتیں خلق کرے تا کہ مناقب لکھنے والے قصہ گو و جد میں آئیں اور اسلام کے دشمن مسلمانوں کا مذاق اڑائیں۔

سیف بن عمر نے جو ذمہ داری عبید بن صخر بن لوزان قحطانی یمانی عکاشہ بن ثور یمانی پر ڈالی ہے یہی چیزیں تھیں۔ سیف نے ان کیلئے قبیلہ مضر کے سرداروں کی اطاعت اور خدمت گزاری معین کرکے مذکورہ قبیلہ کیلئے بہادریاں اور کرامتیں خلق کی ہیں۔

اصحاب پیغمبر (ص) کے حالات لکھنے والے علماء نے عکاشہ ، عبدا للہ اور عبید اللہ کا نام سیف کی روایتوں سے لیا ہے اور ان کے نسب اور داستانیں بھی اس کی روایتوں سے نقل کرکے اپنی کتابوں میں درج کی ہیں۔

انہی روایتوں سے استناد کرکے ابن حجر نے عبد اللہ اور عبید اللہ کے صحابی ہونے اور رسول خدا (ص) کے ساتھ ان کی مصاحبت پر استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے :
ہم نے بار بار کہا ہے کہ اس زمانے میں رسم یہ تھی کہ صحابی کے علاوہ کسی اور کو حاکم و سپہ سالار معین نہیں کیا جاتا تھا۔

وہ سیف کی روایتوں سے اس مطلب کو بھی حاصل کرکے لکھتا ہے :
ابوبکر (رض) نے ان دونوں کو مرتدوں جنگ میں سپہ سالاری کا عہدہ سونپا اور ”جرش“ کی حکومت اسے دی۔

اس طرح یہ روایات سیف کے ذریعہ اسلامی مصادر میں داخل ہوئی ہیں۔
فرزندان ثور کے افسانہ کے راوی
سیف اپنے جعل کئے ہوئے ثور کے بیٹوں کے افسانوں کو مندرجہ ذیل اپنے ہی جعلی راویوں کی زبانی نقل کیا ہے۔

۱۔ سہل بن یوسف نے

۲۔ یوسف بن سہل سے ، اس نے

۳۔ عبید بن صخر سے

۴۔ مستنیر بن یزید

۵. عروۃ بن غزیم

ان افسانوں کی اشاعت کرنے والے ذرائع

۱. طبری نے اپنی تاریخ کبیر میں ، اور درج ذیل علماء نے اس سے نقل کیا ہے
۲. ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں ۔
۳. ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں
۴. ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں
۵. میر خواند نے اپنی کتاب ” روضة الصفا “ میں
۶. سمعانی نے ” انساب “ میں ۔
۷. ابن اثیر نے سمعانی سے نقل کر کے ” لباب “ میں
۸. ابن عبد البر نے ” استیعاب “ میں ۔
۹. ابن اثیر نے ” اسد الغابہ “ میں استیعاب سے نقل کر کے ۔
۱۰. ذہبی نے ” تجرید “ میں ، ” اسد الغابہ “ سے نقل کر کے۔
۱۱. ابن حجر نے سیف کی ” فتوح “ سے اور ” استیعاب “ سے نقل کر کے ” اصابہ “ میں ۔ لیکن ”
تصیر “ میں سند کا ذکر نہیں کیا ہے ۔
۱۲. ابن ماکولا نے سیف سے نقل کر کے ” اکمال “ میں ۔
- ۱۳۔ ۱۴۔ اور ان سے فیروز آبادی اور زبیدی نے بالترتیب ’ ’ قاموس “ اور اس کی شرح ” تاج
العروس “ میں نقل کیا ہے ۔ اس کے علاوہ میر خواند نے کتاب ” روضة الصفا “ طبع ، تہران ، خیام (۶۰ / ۲)
میں۔

ترجمہ
Translation Movement

مصادر و مآخذ

عکاشہ کے حالات اور اس کی حدیث

۱. ” تاریخ طبری “ (۱ / ۱۸۵۲ ، ۱۸۵۳ ، ۱۸۵۴ ، اور ۲۰۰)
۲. ” تاریخ ابن اثیر “ (۲ / ۲۵۵)
۳. ” تاریخ ابن کثیر “ (۶ / ۳۰۷)
۴. ” ابن خلدون “ (۲ / ۲۶۳ ، ۲۷۵ ، ۲۷۷)
۵. ” استیعاب “ ابن عبد البر (۲ / ۵۰۹) نمبر : ۲۱۵۰ طبع حیدر آباد
۶. ” اسد الغابہ “ ابن اثیر (۴ / ۲)
۷. ” تجرید ذہبی “ (۱ / ۳۱۸)
۸. ” انساب سمعانی “ لفظ ” غوثی “ (۴۱۳)
۹. ” اکمال “ (ص ۹۶)

عبد اللہ بن ثور کے حالات :

- ۱۔ " تاریخ طبری " (۱ / ۱۹۹۷ ، ۱۹۹۸ ، ۲۱۳۶)
- ۲۔ " اصابہ " ابن حجر (۲ / ۲۷۷) نمبر : ۶۵۹۷
- چھوٹا خط رسول خدا (ص) کے گماشتوں اور گورنروں کے نام :
- ۱۔ خلیفہ بن خیاط (۱ / ۶۳)
- ۲۔ " تاریخ اسلام " ذہبی (۲ / ۲)
- ۳۔ لفظ " غوثی " " تحریر المشتبه " ذہبی (۱ / ۴۸۹)
- ۴۔ " تبصیر المشتبه " ابن حجر (۳ / ۱۰۳۴)

پانچواں حصہ

رسول خدا (ص) کے ایلچی

- ۳۵۔ ویرہ بن یحنس، خزاعی۔
- ۳۶۔ اقرع بن عبد اللہ ، حمیری
- ۳۷۔ جریر بن عبد اللہ حمیری
- ۳۸۔ صلصل بن شرحبیل
- ۳۹۔ عمرو بن محجوب عامری
- ۴۰۔ عمرو بن خفاجی ، عامری
- ۴۱۔ عمرو بن خفاجی عامری
- ۴۲۔ عوف ورکانی۔
- ۴۳۔ عوف زرقانی
- ۴۴۔ قحیف بن سلیک ہالکی
- ۴۵۔ عمرو بن حکم قضاعی
- ۴۶۔ امرؤ القیس (بنی عبد اللہ سے)

ترجمہ
Translation Movement

رسول خدا (ص) کے ایلچی اور گورنر
طبری نے سیف سے نقل کر کے لکھا ہے کہ پہلا شخص جس نے طلحہ بن خویلد کی بغاوت
کی خبر رسول خدا (ص) کو پہنچائی، وہ بنی مالک میں آنحضرت (ص) کا گماشتہ اور کارندہ "سنان بن
ابی سنان" تھا۔

وہ ایک دوسری روایت میں لکھتا ہے :
رسول خدا (ص) نے اس خبر کے سننے کے بعد ، اپنی طرف سے ایک ایلچی کو یمن میں مقیم چند
سرکردہ ایرانیوں کے پاس بھیجا اور انہیں لکھا کہ طلحہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھیں اور تمیم و بنی
قیس کے لوگوں پر مشتمل ایک فوج کو منظم کر کے ان کی حوصلہ افزائی کریں تا کہ وہ طلحہ سے جنگ
کرنے کیلئے اٹھیں انہوں نے اس حکم کی اطاعت کی اور اس طرح مرتدوں کیلئے ہر طرف سے راستہ بند
کیا گیا۔

پیغمبری کا مدعی، " اسود" پیغمبر خدا (ص) کی حیات میں ہی مارا گیا اور طلحہ و مسیلمہ
بھی پیغمبر خدا (ص) کے ایلچیوں کے محاصرہ میں پھنس گئے ۔

بیماری کی وجہ سے پیغمبر اسلام(ص) کو جو درد و تکلیف ہو رہی تھی، وہ بھی آپ (ع) کیلئے
فرمان الہی کی اطاعت اور دین کی حمایت کرنے میں رکاوٹ نہ بنی اور آنحضرت (ع) نے اسی حالت میں
مندرجہ ذیل افراد کو پیغام رسانی کا فریضہ انجام دینے کیلئے اپنے ایلچیوں کے طور پر روانہ فرمایا:

- ۱۔ وبرة بن یحس کو " فیروز ، جشیش دیلمی اور دازویہ استخری " کے پاس بھیجا۔
- ۲۔ جریر بن عبد اللہ کو ایلچی کے طور پر " ذی الکلاع اور ذی ظلم " کے ہاں روانہ فرمایا۔
- ۳۔ اقرع بن عبد اللہ حمیری نے آنحضرت (ص) کا پیغام " ذی رود " اور " ذی مران " کو پہنچایا۔
- ۴۔ فرات بن حیان عجلی کو ایلچی کے طور پر " ثمامہ " اثال " بھیجا۔
- ۵۔ زیاد بن خنظلہ تمیمی عمری کو " قیس بن عاصم " اور " زبرقان بن بدر " سے ملاقات کرنے کی
مأموریت عطا فرمائی۔

۶۔ صلصل بن شرحیل کو سبرة بن عنبری ، وکیع دارمی، عمرو بن محبوب عامری عمرو بن
محبوب عامری اور بنی عمرو کے عمرو بن خفاجی کے پاس بھیجا۔

۷۔ ضرار بن ازور اسدی کو بنی صیدا کے عوف زرقانی ، سنان اسدی غنمی اور قضاعی دثلی کے
ہاں جانے پر مأمور کیا۔

۸۔ نعیم بن مسعود اشجعی کو ذی اللحیہ اور ابن مسیمصہجیری سے ملاقات کرنے کی ذمہ داری
سونپی۔

ابن حجر کی اصاہ میں " صفوان بن صفوان " کے حالات کی تشریح کے ضمن میں سیف کی
روایت یوں ذکر ہوئی ہے:

صلصل بن شرحبیل کو ۔ رسول خدا (ص) نے ۔ اپنے ایلچی کے طور پر اسے صفوان بن صفوان تمیمی اور وکیع بن عدس دارمی وغیرہ کے پاس بھیجا اور انہیں مرتدوں سے جنگ کرنے کی دعوت اور ترغیب دی۔

تاریخی حقائق پر ایک نظر

تاریخ نویسوں نے رسول خدا (ص) کے ان تمام ایلچیوں اور پیغام رسانوں کا نام درج کیا ہے جنہیں آنحضرت (ص) نے مختلف بادشاہوں ، قبیلہ کے سرداروں اور دیگر لوگوں کے پاس بھیجا تھا۔ لیکن ان کے بار کسی صورت میں مذکورہ افراد کا نام اور ان کے پیغام رسانی کے موضوع کا ذکر نہیں ہوا ہے۔
 ”ابن خیاط“ نے اپنی تاریخ میں ، پیغمبر خدا (ص) کے ایلچیوں کے بارے میں بحث کے دوران لکھا

ہے :

- ۱۔ عثمان(رض) بن عفان کو حدیبیہ کے سال مکہ کے باشندوں کے پاس۔
- ۲۔ عمرو بن امیہ صمری کو ایک تحفہ کے ساتھ مکہ ، ابو سفیان بن حرب کے پاس۔
- ۳۔ عروہ بن مسعود ثقفی کو طائف ، اپنے خاندان کے پاس۔
- ۴۔ جریر بن عبد اللہ کو یمن ، ذی کلاع اور ذی رعیں کے پاس۔
- ۵۔ وبر بن یحنس کو یمن میں ایرانی سرداروں کے پاس۔
- ۶۔ خبیب بن زید بن عاصم ۔ کو مسیلمہ کذاب کے پاس جو مسیلمہ کے ہاتھوں قتل ہوا ۔
- ۷۔ سلیط بن سلیط کو یمامہ کے باشندوں کے پاس۔
- ۸۔ عبد اللہ بن خدافہ سہمی کو بادشاہ ایران کسریٰ کے پاس۔
- ۹۔ دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر ، روم کے بادشاہ کے پاس۔
- ۱۰۔ شجاع بن ابی وبہ اسدی کو، حارث بن ابی شمر غسانی یا جبلة بن ایہم کے پاس
- ۱۱۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس ، اسکندریہ کے حکمران کے پاس
- ۱۲۔ عمرو بن امیہ صمری کو نجاشی حبشہ کے پاس۔

اس طرح خلیفہ بن خیاط ، رسول خدا (ص) کے ان ایلچیوں اور پیغام رسانوں کا نام اپنی کتاب میں لیتا ہے جنہیں رسول خدا (ص) نے مختلف علاقوں اور شخصیتوں کے پاس بھیجا ہے ۔ لیکن ان میں سیف کے خلق کردہ ایلچیوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔

سیف کی حدیث میں رسول خدا (ص) کے اٹھ ایلچیوں کے نام لئے گئے ہیں جنہوں نے مختلف بیس شخصیتوں سے ملاقات کی ہے ۔ ان پیغام رسانوں اور پیغام حاصل کرنے والوں کے مجموعہ میں سیف کے دس جعلی صحابی بھی نظر آتے ہیں جن کے بارے میں ہم الگ الگ بحث کریں گے۔

وبرہ بن یحنس

سیف کی روایتوں کے مطابق تاریخ طبری میں آیا ہے کہ وہ پیغمبر خدا (ص) کے آٹھ ایلچیوں میں سے ایک ہے۔ آنحضرت (ص) نے اپنی حیات کے آخری ایام میں بیماری کے دوران ۱۱ ہ ۷ میں یمن میں مقیم ایرانی سرداروں سے ملاقات کرنے کیلئے اسے مامور کیا ہے۔

وبرہ ان سرداروں کیلئے آنحضرت (ص) کا ایک خط ساتھ لے گیا، جس میں پیغمبر خدا (ص) نے انہیں امر فرمایا تھا کہ "اسود" کے خلاف جنگ کرکے اسے قتل کر ڈالیں اور تاکید فرمائی تھی کہ اسود کو قتل کیا جائے، چاہے مکر و فریب اور جنگ و خونریزی کے ذریعہ ہی سہی۔

وبرہ، یمن میں "دا زوبہ" فارسی کے پاس پہنچتا ہے، سر انجام "فیروز" اور "جشیش دیلمان" کی ساتھ ایک نشست تشکیل دیتے ہیں اور "قیس بن عبد یغوث" جو یقول سیف اسود کی سپاہ کا سپہ سالار اعظم تھا۔ سے سازش کرکے "اسود" کو قتل کرنے میں اس کی موافقت حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ رات کے اندھیرے میں "اسود" کے گھر میں جمع ہوکر اسے قتل کر ڈالتے ہیں۔ طلوع فجر ہوتے ہی "جشیش" یا "وبرہ" نماز کیلئے اذان دیتا ہے اور "وبرہ" کی امامت میں فجر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

اپنی ماموریت کو انجام دینے کے بعد "وبرہ" ابوبکر (رض) کے پاس مدینہ پہنچتا ہے۔ کتاب "استیعاب" اور "اصابہ" میں یہ داستان سیف سے نقل ہوئی ہے اور اس نے ضحاک بن یربوع سے اس نے ماہان سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ مذکورہ دو کتابوں میں "وبرہ بن یحنس" کے بارے میں طبری سے نقل کرکے سیف کی روایتیں اس مختصر سند اور اس تفاوت کے ساتھ درج ہوئی ہیں کہ تاریخ طبری میں "وبرہ" "ازدی" ہے جبکہ مذکورہ دو کتابوں میں "خزاعی" ذکر ہوا ہے۔

سیف کی احادیث میں وبرہ کی داستان یہی تھی جو اوپر ذکر ہوئی۔ ہاں جو پیغمبر خدا (ص) کا حقیقی صحابی تھا، اس کا نام "وبر بن یحنس کلبی" تھا، اس کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے: رسول خدا (ص) نے ۱۰ ہ ۷ میں "وبر" کو ماموریت دے کر ایرانی سرداروں کے پاس یمن بھیجا۔ "وبر" وہاں پر "نعمان بن بزرگ" سے ملا اور کچھ لوگوں نے اس کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ "نعمان بن بزرگ" نے "وبر" سے روایت کی ہے: کہ

رسول خدا (ص) نے اسے --- وبر --- سے فرمایا تھا کہ صنعا میں داخل ہونے کے بعد "ضبیل" کے اطراف --- صنعا میں واقع پہاڑ --- میں واقع مسجد میں نماز پڑھنا۔

نقل کیا گیا ہے کہ اس کا بیٹا "عطاء" پہلا شخص تھا جس نے یمن میں قرآن مجید کو اکٹھا کرنے کا کام شروع کیا تھا۔

ابن حجر نے اپنی کتاب "اصابہ" میں "وبر بن یحنس" کی زندگی کے حالات نمبر ۹۱۰۵ کے تحت اور سیف کی تخلیق "وبرہ بن یحنس" کے حالات بھی نمبر ۱۹۰۹ کے تحت درج کئے ہیں۔

یہاں پر ابن اثیر غلط فہمی کا شکار ہوا ہے۔ اس نے اس خیال سے کہ یہ دونوں ایک ہی شخص ہیں، دو خبروں کو یکجا اپنی کتاب "اسد الغابہ" میں لکھا ہے:

"وبر" اور کہا گیا ہے "وبرہ بن یحنس" خزاعی، آنحضرت (ص) کے حضور آپ کی فرمائشات سن رہا تھا۔ نعمان بن بزرگ نے اس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے اس سے فرمایا ہے: جب "ضبیل" کے اطراف میں واقع صنعا کی مسجد میں پہنچنا تو وہاں پر نماز پڑھنا۔

ان مطالب کو تین مصادر نے ذکر کیا ہے ۔ ابو عمر کہتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جسے رسول خدا (ص) نے "داذویہ" ، فیروز دیلمی" اور "جشیش دیلمی" کے پاس اپنے ایلچی کے طور پر بھیجا تھا تا کہ پیغمبری کے مدعی "اسود عنسی" کو قتل کر ڈالیں (ابن اثیر کی بات کا خاتمہ)

ابن اثیر نے غلطی کی ہے کیونکہ نعمان نے مسجد صنعاء میں جس شخص کے نماز پڑھنے کے بارے میں روایت کی ہے وہ "کلبی" ہے۔

اور جسے سیف نے خلق کر کے پیغمبر (ص) کے ایلچی کے طور پر اسود کو قتل کرنے کیلئے یمن بھیجا ہے وہ "خزاعی" یا "اردی" ہے۔

بعید نہیں کہ ابن اثیر کی غلط فہمی کا سرچشمہ یہ ہو کہ اس نے سیف کی اس حدیث کو ابن عبد البر کی کتاب استیعاب سے مختصر علامت "ب" سے نقل کیا ہے لیکن "وہ کلبی" کی داستان کو ابن مندہ کی کتاب "اسماء الصحابہ" سے مختصر علامت "د" سے اور ابو نعیم کی کتاب "معرفة الصحابہ" سے مختصر علامت "ع" سے نقل کیا ہو۔

اسی لئے ابن اثیر نے دو داستانوں کو آپس میں ملا کر اسے ایک شخص کے بارے میں درج کیا ہے۔ اس افسانہ میں سیف کے مآخذ کی تحقیق

"وبرہ بن یحس" کی داستان کے بارے میں سیف کے راوی اور مآخذ جو تاریخ طبری میں درج ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں :

۱۔ مستنیر بن یزید نے عروہ بن غزیمہ دثینی سے ۔ یعنی سیف کے ایک جعلی کردہ راوی نے سیف ہی کی تخلیق دوسرے راوی سے روایت کی ہے ، ہم نے اس مطلب کی وضاحت کتاب "عبد اللہ بن سبا" کی دوسری جلد میں کی ہے ۔

۲۔ سہل ، سیف کا ایک اور راوی ہے کہ جس کا تعارف انصار میں سے یوسف سلمی کے بیٹے کے طور پر کیا گیا ہے ۔ ہم نے اپنی کتاب "رواۃ مختلفون" میں اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ۔

ابن عبد البر کی کتاب "استیعاب" اور ابن حجر کی کتاب "اصابہ" میں "وبرہ" کے بارے میں سیف کی روایت کی سند حسب ذیل ہے ۔

"ضحاك بن یرع" کہ ہم نے اسی کتاب میں ابو بصیرہ کے حالات کی تشریح میں کہا ہے کہ ہمیں شک ہے کہ وہ بھی سیف کا جعل کردہ اور اس کا خیالی راوی ہے۔

داستان کی حقیقت

سیف کے علاوہ دیگر روایتوں میں آیا ہے کہ رسول خدا (ص) نے "قیس بن ہبیرہ" کو "اسود" کے ساتھ جنگ کرنے کی مأموریت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ یمن میں مقیم ایرانیوں سے رابطہ قائم کر کے اس کام میں ان سے مدد حاصل کرے ۔

قیس پیغمبر خدا (ص) کے حکم کو نافذ کرنے کیلئے راہی صنعاء ہوا اور وہاں پر اپنے آپ کو اسود کا حامی اور مرید جتلیا ۔ نتیجہ کے طور پر اسود اس کے صنعاء میں داخل ہونے میں رکاوٹ نہیں بنا اس طرح وہ قبائل مذحج ، ہمدان اور دیگر قبائل کی ایک جماعت لے کر صنعاء میں داخل ہوا۔

قیس نے صنعاء میں داخل ہونے کے بعد مخفیانہ طور پر فیروزنامی ایرانی سردار سے رابطہ قائم کیا ، جس نے پہلے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ اس کے بعد اس کے ہمراہ "داذویہ" سے ملاقات کی اور اس کی تبلیغ کی وجہ سے سر انجام دازویہ نے بھی اسلام قبول کیا ۔ اس کے بعد داذویہ نے اپنے مبلغین کو

ایرانیوں کے درمیان یمن بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی، انہوں نے بھی اسلام قبول کیا اور اسود کو قتل کرنے میں ان کی مدد کی۔

کچھ مدت کے بعد قیس اور اس کی دو ایرانی بااثر شخصیتوں نے اسود کی بیوی کو اپنے پروگرام سے آگاہ کیا اور اس سلسلے میں اسکی موافقت حاصل کی تا کہ اسود کا کام تمام کرسکیں۔ اس پروگرام کے تحت ایک دن وہ لوگ پو پھٹے ہی نگہبانوں سے بچ کر اچانک اسود کے گھر میں داخل ہوئے اور اس پر حملہ کیا، فیروز نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ، قیس نے اس کے سرکو تن سے جدا کرکے شہر کے دروازہ پر لٹکا دیا اور نماز کیلئے اذان دی اور اذان کے آخر میں بلند آواز میں کہا کہ ” اسود جھوٹا اور خدا کا دشمن ہے “ ۔

اس طرح صنعاء کے باشندے اسود کے قتل کئے جانے کی خبر سے آگاہ ہوئے ۔ داستان کی حقیقت اور افسانہ کا موازنہ

سیف کی روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا (ص) نے اپنی طرف سے چند ایلچیوں کو یمن میں مقیم ایرانی سرداروں اور بزرگوں اور اسی طرح اسود کی فوج کے سپہ سالار ” قیس بن عبد یغوث“ کے پاس روانہ کیا، اور حکم دیا کہ یہ لوگ اسود کو قتل کرکے اس کا خاتمہ کردیں۔

یہ لوگ پیغمبر خدا (ص) کا حکم بجالاتے ہیں ۔ اسود کو قتل کرنے کے بعد ” جشیش“ یا ” وبرہ“ اذان دیتا ہے اور ” وبرہ“ کی امامت میں نماز جماعت پڑھی جاتی ہے ۔

جبکہ سیف کے علاوہ دیگر روایتوں میں آیا ہے کہ رسول خدا (ص) نے ” قیس بن ہبیرہ“ کو ” اسود “ کو قتل کرنے کی ماموریت عطا فرمائی ہے اور اس نے یمن میں مقیم ایرانی سرداروں کی مدد سے ” اسود “ کو قتل کیا ہے ۔ قیس نے ” اسود“ کے سر کو شہر کے دروازے پر لٹکانے کے بعد خود نما زکیلئے اذان دی ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے سیف نے حقائق کو بدل کر داستان کے مرکزی کردار یعنی قیس کے باپ کا نام ” ہبیرہ“ سے تغیر دیکر ”عبد یغوث“ بتایا ہے ۔

اسی طرح اپنے جعلی صحابی کو ” وبر بن یحس کلبی“ کا ہم نام یعنی ” وبرہ بن یحس“ ازدی خلق کیا ہے اور سیف کا یہ کام نیا نہیں ہے کیونکہ وہ حقیقی صحابیوں کے ہم نام صحابی جعل کرنے میں بد طولی رکھتا ہے جس طرح اس نے اپنے خزیمہ کو ” خزیمہ بن ثابت انصاری ذی شہادتین “ کے ہم نام اور اپنے ’ سماک بن خُرشہ‘ انصاری کو ” سماک بن خُرشہ‘ انصاری “ معروف بہ ابی دجانہ کا ہم نام خلق کیا ہے ۔

افسانہ وبرہ کے مآخذ

سیف نے ” وبرہ “ کے افسانہ کے راویوں کا حسب ذیل صورت میں نام لیا ہے :

۱۔ مستنیر بن یزید نے

۲۔ عروہ بن غزیمہ سے ۔ یہ دونوں سیف کے خلق کردہ ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے ۔

۳۔ ’ ’ ضحاک بن یربوع“ ہم نے کہا کہ اس کے بارے میں ہم مشکوک ہیں کہ اسے سیف نے جعل

کیا ہے یا نہیں ۔

” وبرہ “ کے افسانہ کو نقل کرنے والے علماء:

۱۔ طبری نے اپنی تاریخ میں ۔ بلا واسطہ سیف سے نقل کرکے ۔

۲۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں ، طبری سے نقل کرکے۔

۳۔ ابن عبد البر نے ” استیعاب “ میں سیف سے بلاواسطہ نقل کرکے ۔

۴۔ ابن حجر نے " اصابہ " میں براہ راست سیف سے نقل کر کے ۔

مصادر و مآخذ

رسول خدا (ص) کے ایلچیوں کی روایت

۱۔ " تاریخ طبری " (۱۱/۱۷۹۹)

۲۔ " اصابہ " (۱۸۲ / ۲) صفوان کے حالات کے ضمن میں ۔

۳۔ " تاریخ ابن خیاط " (۱۔ ۶۲۔ ۶۳) رسول خدا (ص) کے ایلچیوں کے نام میں نئی سطر سے " وبرة "

بن یحس " کے بارے میں سیف کی روایات:

۱۔ " تاریخ طبری " (۱/۱۷۹۸ ، ۱۸۵۶ ، ۱۸۵۷ ، ۱۸۶۲ ، ۱۸۶۴ ، ۱۸۶۷ ، اور ۱۹۸۴)

۲۔ " استیعاب " طبع حیدر آبار دکن (۲ / ۶۰۶)

۳۔ " اصابہ " (۳ / ۵۹۴)

" ویر بن یحس " کلیبی کی داستان :

۱۔ " تاریخ طبری " (۱ / ۱۷۶۳)

۲۔ " اصابہ " ابن حجر (۳ / ۵۹۳)

۳۔ " اسد الغابہ " ابن اثیر (۵ / ۸۳)

اسود عنسی کی داستان

۱۔ " فتوح البلدان " بلاذری (۱ / ۱۲۵۔ ۱۲۶)

۲۔ " عبد اللہ بن سبا " دوسری جلد۔

چھتیس اور سینتیس ویں جعلی اصحاب

اقرع بن عبد اللہ حمیری اور جریر بن عبد اللہ حمیری

رسول خدا (ص) کے حمیری ایلچی :

سیف نے " اقرع " اور " جریر " عبد اللہ حمیری کے دو بیٹے خلق کئے ہیں تاریخ طبری میں سیف سے نقل کر کے دو روایتوں کے مطابق ان دو بھائیوں کی داستان یوں آئی ہے :

۱۔ طبری نے ۱۱ ہء کے حوادث کے ضمن میں رسول خدا (ص) کے سفراء کے بارے میں بیان

بوئی روایت۔ جس کا ذکر اس حصہ کے شروع میں ہوا۔ میں یوں کہا ہے :

اس کے علاوہ جریر بن عبد اللہ کو ایلچی کے طور پر " ذی کلاع " اور " ذی ظلم " کے پاس بھیجا

اور اقرع بن عبد اللہ حمیری کو " ذی رود " اور " ذی مران " سے ملاقات کرنے کی ماموریت دی۔

اس کے علاوہ پیغمبر خدا (ص) کی رحلت کے بعد یمانیوں کے ارتداد کے بارے میں لکھتا ہے :

پیغمبر خدا (ص) کے بعض ایلچی گراں قیمت خبروں کے ساتھ .. خلافت ابو بکر (رض) کے دوران ..

مدینہ پلٹے ، ان میں عبد اللہ حمیری کے بیٹے جریر اور اقرع اور وبرة بن یحس بھی تھے۔ ابو بکر (رض)

بھی رسول خدا (ص) کی طرح مرتدوں اور دین سے منحرف ہوئے لوگوں سے لڑتے رہے یہاں تک کہ اسامہ

بن زید شام کی جنگ سے واپس آیا جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ ، یہ دو خبریں من جملہ ان خبروں میں

سے ہیں جسے سیف نے دونوں بھائیوں کے بارے میں ایک ساتھ لکھا ہے اور طبری نے انہیں ۱۱ ہء

کے ضمن میں درج کیا ہے ۔

۲. طبری نے " فتح نہاوند " کی خبر کو ۲۱ ھ کے حوادث و روداد کے ضمن میں لکھا ہے :
جب مسلمان نہاوند پہنچے تو سپہ سالار اعظم نعمان بن مقرن نے حکم دیا کہ ساز و سامان کے ساتھ وہیں پڑاؤ ڈالیں ۔

نعمان کھڑے ہو کر کام کی نگرانی کر رہا تھا اور فوجی خیمے لگانے میں مصروف تھے کہ کوفہ کے سرداروں اور اشراف نے نعمان کی خدمت کرنے کیلئے آگے بڑھ کر اس کیلئے ایک خیمہ نصب کیا ۔ سپہ سالار اعظم کیلئے خیمہ نصب کرنے کا کام کوفہ کے چودہ سردار اشراف نے انجام دیا ان میں یہ افراد تھے :
جریر بن عبد اللہ حمیری ، اقرع بن عبد اللہ حمیری اور جریر بن عبد اللہ بجلي اور آج تک

خیمہ نصب کرنے والے ایسے لوگ دکھائی نہیں دئے ہیں
صرف ان دو خبروں میں طبری نے سیف بن عمر سے نقل کر کے دو جعلی حمیری بھائیوں کا نام ایک ساتھ لیا ہے ۔

لیکن تاریخ طبری میں سیف کی دوسری روایتوں میں ایک ایسی خبر موجود ہے جس میں تنہا جریر

کا نام لیا گیا ہے اور اس کے بھائی اقرع کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ ذیل میں ملاحظہ ہو :
جریر بن عبد اللہ حمیری
صلح ناموں کا معتبر گواہ :

حیرہ کے بعد والے حوادث اور رودادوں کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے طبری لکھتا ہے :
" حیرہ کے باشندوں کے ساتھ خالد بن ولید کی صلح کے بعد " قس الناطف " (۱) کاسردار اور حاکم " صلوبا بن نسطونا " خالد کی خدمت میں حاضر ہوا اور " بانقیا " اور " بسما " کے بعض حصے اور ان دو جگہوں سے مربوط دریائے فرات کے کنارے پر واقع کھیتی کی زمینوں کے سلسلے جو آپ فرات سے سیراب ہوئے تھے اور دس ہزار دینار یعنی فی نفر چار درہم ۔ بادشاہ ایران کو ادا کرنے والی رقم سے زیادہ ۔ ٹیکس ادا کر کے صلح کی ۔ سر انجام اس کے اور سپہ سالار اعظم کے درمیان صلح نامہ لکھا گیا اور جریر بن عبد اللہ حمیری نے اس کی تائید کر کے گواہی دی۔

اس صلح نامہ کے آخر میں جو تاریخ لکھی گئی ہے وہ " ماہ صفر ۱۲ ھ " ہے اس روایت کے بعد طبری ایک دوسری روایت میں لکھتا ہے :

۱۔ " قس الناطف " کوفہ کے نزدیک دریائے فرات کے مشرق میں واقع ہے اور بانقیا اور بسما بھی کوفہ کے اطراف میں تھے ۔ معجم البلدان

" صلوبا بن بصیری " اور " نسطونا " نے " خالد " کے ساتھ " فلایج " سے " ہر مزگرد " (۱) کے درمیان شہروں اور زمینوں کے بارے میں ، صلح نامہ کی رقم کے علاوہ بیس لاکھ کی رقم پر صلح نامہ پر دستخط کئے اس صلح نامہ کا گواہ جریر بن عبد اللہ حمیری تھا ۔

سیف کہتا ہے کہ اس کے بعد خالد بن ولید نے اپنے کارگزار معین کردئے اور فتح شدہ علاقوں میں مسلح فوج کو معین کر دیا ۔ اس کے گماشتوں اور گزار میں ایک " جرید بن عبد اللہ حمیری " تھا جو خالد کی طرف سے نمائندہ کی حیثیت سے " بانقیا " اور " بسما " کا مأمور قرار پایا۔

طبری ، سیف سے نقل کر کے ایک اور روایت میں لکھتا ہے :

خالد کے کارگزار خراج ادا کرنے والوں کو درج ذیل صورت میں رسید دیتے تھے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ورقہ بعنوان رسید ہے ان افراد کیلئے جنہوں نے یہ رقم یا یہ مقدہ رجزیہ ، جسے خالد نے صلح کی بنیاد قرار دیا تھا ، ادا کیا ہے ۔ خالد اور تمام مسلمان اس شخص کا سختی سے مقابلہ کریں گے جو صلح نامہ میں مقرر شدہ جزیہ کی رقم ادا کرنے میں کسی قسم کی تبدیلی لائے گا ۔ اس بنا پر جو امان تمہیں دی گئی ہے اور جو صلح تمہارے ساتھ ہوئی ہے ، پوری طاقت کے ساتھ برقرار ہے اور ہم بھی اس کے اصولوں پر پابند رہیں گے۔

اس رسید کے آخر میں جن چند اصحاب سے خالد نے دستخط لئے تھے جو حسب ذیل تھے :

۱۔ ہر مزگرد عراق میں ایک شہر تھا جو عمر (رض) کی خلافت کے زمانے میں مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا ہے ۔

بشام ، جابر بن طارق ، جریر بن عبد اللہ اور

طبری ، سیف سے نقل کر کے ایک اور روایت میں لکھتا ہے :

” فلالیج“ اور اسکے دور ترین شہروں اور علاقوں کے تمام لوگوں کو خالد نے مسلمان بنانے اور وہاں کے لوگوں کو اپنی اطاعت میں لانے کے بعد علاقہ حیرہ کی حکومت ” جریر بن عبد اللہ حمیری “ کو سونپی ۔ جریر ، مصیخ کی جنگ میں :

مصیخ کی داستان کے ضمن میں طبری نے لکھتا ہے :

اس اچانک حملہ میں ، حتی عبد العزی بن ابی رہم نمری بھی جرید بن عبد اللہ کے ہاتھوں مارا گیا ۔ ” عبد العزی ، اوس بن مناة“ کا بھائی تھا ۔ وہ دشمن کی سپاہ میں تھا ، لیکن اسلام لایا تھا ، اسلام لانے کے سلسلے میں ابوبکر (ع) (رض) کی طرف سے ایک تائید نامہ بھی اپنے پاس رکھتا تھا لیکن وہ اس برق آسا حملہ میں جرید بن عبد اللہ کے ہاتھوں مارا گیا جبکہ اس شب وہ اس طرح پڑھ رہا تھا : جس وقت اچانک حملہ ہوا ، میں نے کہا اے محمد (ص) کے خدا ! تو پاک و منزہ ہے ۔ میرا اللہ جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے جو تمام زمینوں اور انسانوں کا پیدا کرنے والا اور ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہے ۔ (۱)

اسی طرح طبری ، سیف سے نقل کر کے حدیث جسر ۔ جسر ابو عبید ۔ میں ۱۳ ہ ۷ کے حوادث ۱۔ اسی کتاب کی پہلی جلد (فارسی) (۱ / ۱۵۶ - ۱۵۷) ملاحظہ ہو۔ کے ضمن میں کہتا ہے :

یرموک کی جنگ اور جسر کی داستان کے درمیان چالیس دن رات کا فاصلہ تھا ۔ جس شخص نے خلیفہ عمر (رض) ۔ کو یرموک کی فتح کی نوید دی وہ جریر بن عبد اللہ حمیری تھا۔ یہاں اور آنے والی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیف نے اپنے صحابی ” جریر “ کو ایسا خلق کیا ہے کہ خالد بن ولید ” حیرہ “ کی فتح کے بعد اسے اپنے ساتھ شام لے جاتا ہے ۔ جریر ، ہرمزان کا ہم پلہ

طبری نے ” رامہرمز ، شوش اور شوشتر “ کی فتح کے موضوع کے بارے میں ۱۷ ہ ۷ کے واقعات کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے یوں ذکر کیا ہے :

خلیفہ عمر (رض) نے ” سعد وقاص “ کو لکھا کہ فوری طور پر ایک عظیم فوج کو ” نعمان بن مقرن “ کی کمانڈ میں ابواز بھیج دے اور جریر بن عبد اللہ حمیری و جریر بن عبد اللہ بجلي اور کوہرمزان سے مقابلہ کرنے کیلئے مامور کرے تا کہ اس کا کام تمام کر دیں۔

طبری 'سیف سے نقل کر کے " حیرہ کی روداد اور خالد بن ولید اور " قس الناطف " کے سردار کے درمیان صلح نامہ کے موضوع کے ضمن میں لکھتا ہے :
اس صلح نامہ کے آخر میں لکھی گئی تاریخ " ۲۰ " ماہ صفر ۱۲ ھ ہے ۔
طبری سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے :

خطوط کے آخر میں تاریخ لکھنے والے پہلے شخص عمر (رض) تھے اور وہ بھی ۱۶ ھ میں ان کی خلافت کے ڈھائی سال گزرنے کے بعد ، تاریخ کی یہ قید امیر المؤمنین علی بن ابیطالب (ع) کی مشورت اور راہنمائی سے انجام پائی ہے ۔

اس کے بعد طبری اسی موضوع کی وضاحت میں لکھتا ہے :
عمر (رض) نے لوگوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا : کس دن کو تاریخ کا آغاز قرار دیں؟ امیر المؤمنین علی (ع) نے فرمایا: اس دن کو جب رسول اللہ (ص) نے ہجرت فرمائی اور دیار شرک کو ترک فرمایا ۔
عمر (رض) نے اسی نظریہ کو منظور کر کے اسی پر عمل کیا ۔

طبری سے جو مطالب ہم نے نقل کئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کا موضوع اور اس کے خطوط و عہد ناموں کے آخر میں درج کرنے کا رواج ۱۶ ھ تک نہیں تھا اور اس وقت تک خطوط اور عہد ناموں کے آخر میں تاریخ نہیں لکھی جاتی تھی لہذا ۱۶ ھ سے پہلے والے جتنے بھی خطوط اور عہد ناموں پر تاریخ لکھی گئی ہوگی ، وہ جعلی ہیں جیسے سیف کا وہ عہد نامہ جسے اس نے ۱۲ ھ کے ماہ صفر میں لکھنے کی نسبت خالد بن ولید سے دی ہے ۔

" اقرع " اور " جریر " کے افسانوں کی تحقیق

سیف نے اقرع و جریر کے بارے میں اپنے افسانہ کے راویوں کا یوں تعارف کیا ہے:

۱۔ " محمد " اس نام کی پانچ بار تکرار کی ہے اور اسے محمد بن عبد اللہ بن سواد کہا ہے ۔

۲۔ " مہلب " اس کا نام دوبار ذکر کیا ہے اور اسے مہلب بن عقبہ اسدی کہا ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل ناموں میں سے ہر نام ایک بار ذکر ہوا ہے ۔

۳۔ غصن بن قاسم

۴۔ ابن ابی مکنف

۵۔ زیاد بن سرجس احمری

۶۔ سہل بن یوسف سلمی انصاری

ہم نے بار بار کہا ہے کہ یہ سب سیف کے ذہن کی تخلیق ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے ۔

مذکورہ راویوں کے علاوہ سیف نے اشارہ اور ابہام کی صورت میں چند دیگر راویوں کا نام بھی لیا

ہے کہ جنہیں پہچاننا ممکن نہیں ہے ، جیسے کہ کہتا ہے :

بنی کنانہ کے ایک شخص سے ! ، یہ شخص کون ہے ؟!

یا یہ کہتا ہے :

عمر و سے کون سا عمرو؟ اسی کے مانند

تاریخی حقائق اور سیف کا افسانہ

یہ حقیقت ہے کہ اصحاب کے درمیان " جریر بن عبد اللہ بجلي " نام کا ایک صحابی موجود تھا (۱) نقل

کیا گیا ہے کہ خلیفہ عمر (رض) نے حکم دیا کہ اس کا قبیلہ نقل و حرکت کرے اور جریر نے ان (عمر (رض))

کے سپہ سالار کی حیثیت سے عراق کی جنگوں میں شرکت کی ہے ۔

۱۔ ہم نے اس جریر کو ، مؤرخین کی روش کے مطابق کہ ”جس کسی نے اسلام لاکر پیغمبر خدا (ص) کو دیکھا ہے ، اسے صحابی کہتے ہیں“ ، صحابی کہا ہے

سر انجام جریر نے کوفہ میں سکونت اختیار کی اور ۵۰ھ کے بعد وفات پائی ۔

ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ سیف اپنے خلق کردہ صحابی ” جریر بن عبد اللہ حمیری“ کو ” جریر بن عبد اللہ بجلي“ کا ہم نام بتاتا ہے ۔ اس نے اسی شیوہ سے اپنے جعلی اصحاب کو ”خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین“ اور ” سماک بن خرشمہ انصاری“ ابودجانہ دو حقیقی اصحاب کے ہم نام کیا ہے ۔ اس کے بعد جریر بجلي کی بعض سرگرمیوں کو اپنے جعلی صحابی جریر حمیری سے نسبت دیتا ہے ۔

اس سلسلے میں ہم بلاذری کی کتاب ” فتوح البلدان“ کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ لکھتا ہے :
” جریر بجلي“ وہی شخص ہے جس نے بانقیا کے باشندوں کے نمائندہ ” بصیہری“ سے ایک ہزار درہم اور طیلسانی (۱) وصول کرنے کی بنیاد پر صلح کرکے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہے ۔
جیسا کہ کہتا ہے :

خالد نے اس بنا پر ان کے ساتھ معاہدہ کیا اور جنگ نخیلہ کے بعد جریر بجلي وہاں گیا اور ان سے معاہدہ کی مقررہ رقم وصول کی انہیں اس کی رسید دی۔

اسی طرح بلاذری کہتا ہے :

” بانقیاد“ سے واپس آنے کے بعد ، خالد بن ولید ” فلاہج“ کی طرف روانہ ہوا چونکہ ایرانیوں کا ایک گروہ وہاں پر جمع ہو کر جنگ کا نقشہ کھینچ رہا تھا خالد کے فلاہج میں داخل ہونے کے بعد ایرانی فوری طور پر متفرق ہوئے اور ان کے منصوبے نقش بر آب ہو گئے۔
۱۔ ایک قسم کے سبز رنگ کا اور کوٹ ہے جسے خاص طور سے ایران کی بزرگ شخصیتیں اور علماء پہنتے تھے۔

بلاذری ایک اور جگہ پر لکھتا ہے :

خلافت عمر (رض) کے زمانے میں جریر بن عبد اللہ بجلي نے ” انبار“ کے باشندوں کے ساتھ ان کی سرزمینوں کی حدود کے بارے میں سالانہ چار لاکھ درہم اور ایک ہزار ” قطوانہ“ (۱) عباؤں کے مقابلے میں معاہدہ کیا ہے۔

بلاذری جیسے دانشور کے لکھنے کے مطابق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیف بن عمر نے ” جریر بن عبد اللہ“ جیسے صحابی کے بانقیا کی صلح ، جزیرہ کا وصول کرنا اور رسید دینے کے جیسے کارناموں کو اپنے جعلی صحابی ” جریر بن عبد اللہ حمیری“ سے نسبت دی ہے ۔

اس کے علاوہ سیف تنہا شخص ہے جس نے ” مصیخ بنی البرشاء“ کی جنگ کے افسانہ کو اس آب و تاب کے ساتھ خلق کیا ہے اور اسے اپنی کتاب ” فتوح“ میں درج کیا ہے جسے طبری اور طبری کی پیروی کرنے والوں نے سیف سے نقل کرکے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور ہم نے اس کی تفصیلات اسی کتاب کی پہلی جلد میں سیف کے بے مثال سورما ” قعقاع بن عمر و تمیمی“ کی زندگی کے حالات میں بیان کی ہیں ۔

اسی طرح سیف تنہا شخص ہے جس نے ان دو بھائیوں کے رسول اللہ (ص) کی طرف سے ایلچی مقرر ہونے کی بات کی ہے۔

اور یہی دوسری صدی ہجری کا تنہا افسانہ ساز ہے جس نے خیمے نصب کرنے اور سپہ سالار

اعظم

”نعمان بن مقرن“ کیلئے خصوصی خیمہ نصب کرنے کی داستانیں گڑھی ہیں ۔

۱۔ قطوانہ قطوان سے منسوب اسی علاقہ میں ایک جگہ تھی جو ایسا لگتا ہے کہ شہر کوفہ کی بنیاد پڑنے کے بعد وجود میں آئی ہے ، معجم البلدان میں کوفہ کے ملحقات میں شمار کیا گیا ہے ۔
اس افسانہ کا نتیجہ

سیف نے ، اقرع بن عبد اللہ اور اس کے بھائی جریر بن عبد اللہ حمیری کو خلق کرکے بعض کارنامے اور تاریخی داستانیں ان سے منسوب کی ہیں۔

امام المؤرخین طبری نے مذکورہ داستانوں کو سیف سے نقل کرکے ۱۲ ھ سے ۲۱ ھ تک کے حوادث کے ضمن میں حقیقی اور ناقابل انکار مآخذ کے طور پر اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔
دوسرے علماء جیسے ، ابن عبد البر ، کتاب " استیعاب " کا مصنف ، سیف کی تالیفات پر اعتماد کرکے مذکورہ افسانوں کو صحیح سمجھتے ہوئے اقرع بن عبد اللہ حمیری کے حالات کی تشریح میں ملکتا ہے :

اقرع کو رسول خدا (ص) نے اپنے ایلچی کے طور پر " ذی مران " اور یمن کے سرداروں کے ایک گروہ کے پاس بھیجا تھا ۔

معروف عالم اور کتاب " اسد الغابہ " کے مصنف ابن اثیر اور کتاب " اصابہ " کے مؤلف ابن حجر نے اسی خبر کو اس سے نقل کرکے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے ۔

لیکن ابن حجر مذکورہ خبر کو " استیعاب " سے نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے :
اس خبر کو سیف بن عمر نے اپنی کتاب " فتوح " میں ضحاک بن یزید سے اس نے اپنے باپ یزید سے اس نے ماہان سے اور اس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے ۔

اس طرح ابن حجر ، ابن عبد البر کے اپنی کتاب " استیعاب " میں لائے گئے مآخذ سے پرہیز کرکے وضاحت سے کہتا ہے کہ وہی سیف کی کتاب " فتوح " ہے

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ روایت ۔۔ اقرع کی یمن میں مأموریت کے بارے میں ابن عبد البر کی روایت سے الگ ہے جسے ہم نے طبری سے نقل کرکے رسول خدا (ص) کے ایلچیوں کی مأموریت کے بارے میں اس حصہ کے ابتدا میں ذکر کیا ہے ۔

سیف نے اس روایت کو گڑھ کر ، اپنی پہلی روایت کی تائید کی ہے ۔ یہ اس کی عادت ہے کہ اپنی جعل کردہ چیزوں کو متعدد روایتوں میں منعکس کرتا ہے ۔ تا کہ اس طرح اس کی روایتیں ایک دوسرے کی مؤید ہوں اور اس کا جھوٹ سچ دکھائی دے ۔

اس کے بعد ابن حجر طبری کی روایت کو سیف سے نقل کرکے پیغمبر خدا (ص) کے ایلچیوں کی خلافت ابوبکر (رض) میں اپنی مأموریتوں سے واپس مدینہ آنے کے واقعات کو جنہیں ہم نے گزشتہ صفحات میں درج کیا ہے ۔۔ کو اپنی کتاب " اصابہ " میں درج کیا ہے ۔

مذکورہ علماء نے " اقرع بن عبد اللہ حمیری " کے بارے میں حالات لکھ کر اور سیف کی باتوں اور روایتوں پر اس قدر اعتماد کرکے اپنی گراں قدر کتابوں کو اس قسم کے افسانوں سے آلودہ کیا ہے ۔

یہ امر اقرع کے خیالی بھائی " جریر بن عبد اللہ حمیری " کے بارے میں لکھے گئے حالات پر بھی صادق آتا ہے ۔ کیونکہ ابن اثیر " جریر " کے حالات کی تشریح میں لکھتا ہے :

وہ ۔۔ جریر بن عبد اللہ حمیری۔۔ یمن میں رسول خدا (ص) کا ایلچی تھا ۔ جریر نے عراق اور شام کی جنگوں میں خالد بن ولید کی ہمرابی میں سرگرم حصہ لیا ہے ۔ اس نے یرموک کی جنگ میں فتح کی نوید خلفیہ عمر ابن خطاب (رض) کو پہنچائی ہے (یہ سیف کا کہنا ہے) ان مطالب کو " ابو القاسم ابن عساکر " نے بھی جریر کے بارے میں درج کیا ہے ۔

ابن حجر بھی "جریر بن عبد اللہ" کے حالات کے بارے میں اپنی کتاب "اصابہ" میں لکھتا ہے :
ابن عساکر کہتا ہے کہ وہ .. جریر .. رسول خدا (ص) کے اصحاب میں سے تھا ۔ اور سیف کی کتاب "فتوح" کے مطابق کہ اس نے "محمد" سے اور اس نے "عثمان" سے نقل کر کے ذکر کیا ہے کہ جب خالد بن ولید نے یمامہ سے عراق کی طرف جنگ کا عزم کیا ، اپنی فوج کو از سر نو منظم کیا ۔ اس سلسلے میں پہلے اصحاب پر نظر ڈالی اور ان میں سے جنگجو اور شجاع افراد کا انتخاب کیا ان جنگجوؤں کی کمانڈ "جریر بن عبد اللہ حمیری" کو سونپی ، جو اقرع بن عبد اللہ کا بھائی اور یمن میں رسول خدا (ص) کا ایلچی تھا (تا آخر)

اس کے علاوہ سیف نے نقل کیا ہے کہ اسی جریر بن عبد اللہ نے یرموک کی جنگ میں فتح کی نوید مدینہ خلیفہ عمر (رض) کو پہنچائی ہے ۔

سیف نے مختلف جگہوں پر اس "جریر" کا نام لیا ہے اور ابن فتحون نے جریر کے حالات کو دوسرے مآخذ سے درک کیا ہے اور

ابن عساکر کی نظر میں افسانہ "جریر کا راوی" محمد بن عبد اللہ بن سواد نویرہ " ہے جس کا حقیقت میں وجود ہی نہیں ہے بلکہ یہ سیف کا جعلی راوی ہے ۔

اس طرح ان علماء نے سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے ان دو حمیری اور سیف کے خیالی بھائیوں کو پیغمبر خدا (ص) کے دوسرے صحابیوں کی فہرست میں قرار دیکر ان کے حالات لکھے ہیں۔
خلاصہ

سیف نے اقرع اور جریر کو عبد اللہ کے بیٹوں کے عنوان سے خلق کیا ہے اور ان دونوں کو رسول اللہ (ص) کی طرف سے ایلچی کے طور پر یمن بھیجا ہے تاکہ کافروں اور اسلام سے منحرف لوگوں کے خلاف جنگ کا انتظام کریں ۔ اور ان دونوں کو ان افراد میں شمار کیا ہے جو مدینہ واپس آئے ہیں اور یمانی مرتدوں کی خبر خلیفہ ابوبکر (ص) کو پہنچائی ہے ۔

سیف کہتا ہے کہ جب خالد بن ولید یمامہ سے عراق کی جنگ کیلئے روانہ ہوا ، تو اس نے اپنی فوج کو از سر نو منظم کیا اور اس سلسلے میں پہلے اصحاب کو مدنظر رکھا ، ان میں سے مجاہدوں اور شجاعوں کا انتخاب کیا جن میں جریر بن عبد اللہ حمیری بھی تھا خالد نے ، قضاہ دستہ کے فوجیوں اور جنگجوؤں کی کمانڈ اسے سونپی ہے ۔

جریر عراق میں خالد کی جنگوں اور فتوحات میں سرگرم عمل رہا ہے اور "بانقیا" ، "بسمہ" "فلالیج" سے "بر مزگرد" تک کے صلح ناموں میں عینی گواہ کے طور پر رہا ہے ۔ خالد نے اسے بانقیا و بسمہ کی حکمرانی سونپی ہے ۔

جریر ان اصحاب میں سے تھا جو خراج و جزیہ کی رقومات عراق کے علاقوں کے لوگوں سے وصول کرتا تھا جو تسخیر ہونے کے بعد ان پر مقرر کیا گیا تھا ۔ یہ رقومات وصول کرنے کے بعد انہیں رسید دیا کرتا تھا ۔

خالد کے "مسیح بنی البرشا" پر بجلی جیسے حملہ میں جریر اس کے ہمراہ تھا اور اس نے کفار کے درمیان ایک مسلمان کو بھی قتل کر ڈالا ۔

وہ کہتا ہے کہ جریر نے خالد کے ہمراہ شام کی جنگ میں شرکت کی ہے اور خالد کی طرف سے قاصد کے طور پر مدینہ جاکر خلیفہ عمر (رض) کو یرموک کی فتح کی نوید پہنچائی ہے۔

جریر وہ بہادر ہے جسے "سعد بن وقاص" نے خلیفہ عمر (رض) کے صریح حکم کے مطابق "جریر بن عبد اللہ بجلی" کے ہمراہ ایرانی فوج کے کمانڈر ہرمزان سے مقابلہ کیلئے بھیجا ہے ۔

سیف نے مزید کہا ہے کہ جریر نے ۲۱ ھ ء کی جنگِ نہاوند میں شرکت کی ہے اور اپنے بھائی اقرع اور جریر بن عبد اللہ بجلي اور دیگر اشرافِ کوفہ سپہ سالار اعظم " نعمان بن مقرن " کا خیمہ نصب کرنے میں ہاتھ بٹایا ہے ۔

یہ سیف بن عمر تمیمی کی روایتوں کا خلاصہ تھا جو اس نے اپنے خلق کئے گئے دو جعلی اصحاب کے بارے میں گڑھ لی ہیں ۔

سیف نے اپنے خیالی افسانوی پہلوان " جریر بن عبد اللہ حمیری " کو " جریر بن عبد اللہ بجلي " کے ہم نام خلق کر کے اس کی بعض فتوحات اور جنگی کارناموں کو اپنے اس خیالی بہادر سے منسوب کیا ہے ۔

نہیں معلوم ، شاید جریر کے بھائی " اقرع " کو اس نے " اقرع بن حابس تمیمی " یا " اقرع عکی " اور یا کسی اور اقرع کے ہم نام خلق کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نام ۔۔ " اقرع بن عبد اللہ حمیری " یوں ہی اچانک اس کے ذہن میں آیا ہو اور اس نے اپنے افسانوں میں اس کیلئے اہم اور حساس رول رکھے ہوں ۔

یہ بھی ہم بتا دیں کہ ہمارے اس افسانہ گو سیف بن عمر نے ان دو حمیری بھائیوں کی داستان تقریباً اس کے دو نامدار عظیم الجثہ تمیمی پہلوان عمر و تمیمی کے بیٹے " قعقاع " اور " عاصم " کے افسانہ کے مشابہ خلق کی ہے ۔

سرانجام یہ افسانہ اور اس کے مانند سیکڑوں افسانے جن سے اسلام کی تاریخ بھری پڑی ہے اور جو دانشوروں اور اکثر مسلمانوں کیلئے اس حد تک افتخار و سر بلندی کا سبب بنے ہیں کہ وہ کسی قیمت ان سے دستبردار ہونے کیلئے آمادہ نظر نہیں آتے

یہ افسانے درج ذیل معتبر اسلامی مصادر و مآخذ میں قطعی اور حقیقی سند کے عنوان سے درج ہوئے ہیں ۔

دو حمیری بھائیوں کے افسانہ کے راوی :

سیف نے مذکورہ دو بھائیوں کے افسانہ کو درج ذیل راویوں کی زبانی نقل کیا ہے :

۱۔ محمد بن عبد اللہ بن سواد نویرہ

۲۔ مہلب بن عطیہ اسدی

۳۔ غصن بن قاسم۔

۴۔ ابن ابی مکنف

۵۔ زیاد بن سرجس احمری

۶۔ سہل بن یوسف سلمی۔

مذکورہ سبھی راوی سیف کے جعل کردہ ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے ۔

ان دو بھائیوں کا افسانہ نقل کرنے والے علماء:

۱۔ امام المؤرخین طبری نے اپنی تاریخ میں ۔

۲۔ ابو عمر بن عبد البر نے اپنی کتاب " استیعاب " میں ۔

۳۔ ابن عساکر نے " تاریخ دمشق " میں ۔

۴۔ ابن فتحون نے کتاب ' استیعاب ' کے حاشیہ پر ۔

۵۔ ابن اثیر نے " اسد الغابہ " میں

۶۔ ذہبی نے کتاب " تجرید میں "

- ۷۔ ابن حجر نے کتاب ” اصابہ “ میں
۸۔ محمد حمید اللہ نے کتاب ” وئائق الساسبہ “ میں۔

مصادر و مأخذ

- دو حمیری بھائیوں ” افرع “ و جریر “ کے بارے میں سیف کی روایات :
- ۱۔ تاریخ طبری (۱ / ۱۷۹۸ ، ۱۹۸۸ ، ۱۹۹۸ ، ۲۰۴۹ ، ۲۰۵۲ ، ۲۰۵۵ ، ۲۰۷۰ ، ۲۱۷۶ ، ۲۵۵۲ ، اور ۲۶۱۹)
اقرع کے حالات
- ۱۔ کتاب ” استیعاب “ طبع حیدر آباد دکن (۱ / ۶۴) نمبر : ۱۰۰
۲۔ اسد الغابہ (۱ / ۱۱۰)
۳۔ ذہبی کی ” تجرید “ (۱ / ۲۶)
۴۔ ابن حجر کی ” اصابہ “ (۱ / ۷۳) نمبر : ۲۳۳
جریر حمیری کے حالات :
- ۱۔ ابن اثیر کی ” اسد الغابہ “ (۱ / ۲۷۹)
۲۔ ابن حجر کی ” اصابہ “ (۱ / ۲۳۴) نمبر : ۱۱۳۷
تاریخ لکھنے کے سلسلہ میں عمر بن خطاب (رض) کا صلاح و مشورہ
۱۔ ” تاریخ طبری “ (۱ / ۲۴۸۰)
جریر بن عبد اللہ بجلي کے بارے میں روایت اور اس کے حالات :
- ” استیعاب “ ، اسد الغابہ ، اصابہ ، اور بلاذری کی ” فتوح البلدان “ (ص ۲۹۹ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱) ، قبیلہ
بجیلہ پر جریر بن عبد اللہ بجلي کی حکمرانی:
۱۔ تاریخ طبری (۱ / ۳۲۰۰ - ۳۲۰۲)

اڑتیسواں جعلی صحابی

صلصل بن شرحبیل

صلصل ، ایک گمنام سفیر :

سیف کی اس روایت میں جس میں رسول خدا (ص) کے سفیروں کے نام آئے ہیں ، صللل کے بارے میں یوں ذکر ہوا ہے :

صلصل بن شرحبیل کو ” سیرہٗ عنبری ، وکیع دارمی ، عمرو بن محبوب عامری ، اوربنی عمرو کے عمرو بن الخفاجی ” کے پاس اپنی طرف سے سفیر بنا کر بھیجا ۔ ابن حجر نے ”صفوان بن صفوان اسید“ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

اسی طرح سیف نے ارتداد کی جنگوں کے ضمن میں ابن عباس سے نقل کرکے ذکر کیا ہے کہ رسول خدا (ص) نے صللل بن شرحبیل کو اپنے ایلچی کے طور پر صفوان بن صفوان تمیمی ، وکیع بن عدس دارمی اور دیگر لوگوں کے پاس بھیجا تا کہ وہ انہیں مرتدوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دے ۔ ہم نے سیف کی ان دو روایتوں کے علاوہ ۔ جو خود اس صحابی کے نام کو خلق کرنے والا ہے ۔ صللل کا نام کہیں اور نہیں پایا۔

کتاب ’ استیعاب ‘ کے مصنف ابو عمر ، ابن عبد البر نے صللل کے حالات کی تشریح میں لکھا ہے:

صلصل بن شرحبیل : میں نہیں جانتا کہ کس خاندان سے ہے۔ وہ رسول خدا (ص) کے صحابیوں میں سے تھا ، لیکن مجھے اس کی کسی روایت کا سراغ نہ ملا ۔ اس کی خبر پیغمبر (ص) کی طرف سے چند ایلچیوں کو روانہ کرنے کے ضمن میں آئی ہے کہ آنحضرت (ص) نے اسے اپنے سفیر کے طور پر ” صفوان بن صفوان (۱) ، سیرہ عنبری ، وکیع دارمی ، عمرو بن محبوب عامری اور بنی عامر کے عمرو بن الخفاجی ” کے پاس بھیجا تھا ، وہ رسول خدا (ص) کا ایک سفیر تھا ۔

ابن اثیر نے ، ابن عبد البر کی عین عبارت کو اپنی کتاب ” اسد الغابہ “ میں اور ذہبی نے ” تجرید “ میں صللل بن شرحبیل کے حالات کی تشریح میں نقل کیا ہے اور ابن حجر نے اسے خلاصہ کرکے اپنی کتاب ” اصابہ “ میں درج کرکے یوں لکھا ہے :

اس کا ۔۔ صللل بن شرحبیل۔۔ نام صفوان بن صفوان کے حالات کی تشریح میں گزرا ، ابو عمر ۔۔ استیعاب کامصنف ۔۔ کہتا ہے کہ میں اس کے خاندان کو نہیں جانتا اور مجھے اس کی روایت کا کوئی سراغ نہیں ملا ہے ۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ان نامور علماء نے ، سیف کے خلق کردہ صللل بن شرحبیل کے حالات کے بارے میں سیف کی روایت سے اسی پر اکتفاء کیا ہے ۔ چونکہ سیف نے بھی اس کے علاوہ کچھ نہیں لکھا ہے لہذا وہ بھی نہ اس کے نسب کے بارے میں اور نہ ہی اس کی روایتوں کے بارے میں اطلاع رکھتے ہیں۔

۱۔ صفوان کے باپ کا نام ابن عبدالبر کی کتاب "استیعاب" میں "امیہ" آیا ہے جو غلط ہے۔ کیونکہ صفوان بن امیہ اسلام لانے کے بعد مکہ سے باہر نہیں نکلا ہے۔ اس خبر کا مآخذ بھی سیف کی روایت ہے جس میں "صفوان بن صفوان" بتایا گیا ہے۔

انتالیسواں جعلی صحابی

عمرو بن محبوب عامری

جعلی روایتوں کا ایک سلسلہ

مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے سیف کی مذکورہ دو روایتوں پر مکمل اعتماد کر کے سیف کی ایک اور مخلوق "عمرو بن محبوب عامری" کو ایک مسلم حقیقت کے عنوان سے رسول خدا (ص) کے واقعی صحابی کے طور پر درج کیا ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ سیف نے اپنے خلق کردہ صحابی کیلئے جو نسب گڑھا ہے وہ عامری ہے۔ اور یہ "عامر" کی طرف نسبت ہے جو قبائل "معد اور قحطانی" کے خاندانوں سے متعلق ہے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ سیف نے اس صحابی کو ان قبیلوں میں سے کس قبیلہ سے خلق کیا ہے۔

عمرو بن محبوب کی داستان :

ہم نے دیکھا کہ طبری نے رسول خدا (ص) کے سفیروں کے ضمن میں سیف سے روایت کر کے صلصل کا نام لیا ہے اور اس کی ما موریتوں کے بارے میں یوں بیان کیا ہے کہ وہ پیغمبر خدا (ص) کی طرف سے ما مور تھا کہ "بنی عامر عمرو بن محبوب اور عمرو بن خفاجی" سے ملاقات کرے۔

ابن حجر نے "اصابہ" میں اس عمرو بن محبوب کے حالات کی تشریح میں لکھا ہے :

عمرو بن محبوب عامری وہ صحابی ہے جسے ابن فتحون نے دریافت کیا ہے اور سیف بن عمر نے اپنی کتاب "فتوح" میں ابن عباس سے دو سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ عمرو بن محبوب رسول خدا (ص) کے گماشتوں اور کارندوں میں سے تھا ، اور زیاد بن حنظلہ کے ذریعہ اسے فرمان دیا گیا ہے کہ پوری طاقت کے ساتھ مرتدوں سے جنگ کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہو۔ ہم نے اس عمرو کا نام "صفوان بن صفوان" کے حالات پر روشنی ڈالنے کے ضمن میں ہے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس لحاظ سے عمرو بن محبوب کا نام سیف کی ایک روایت کے مطابق تاریخ طبری میں اور دو روایتوں کے مطابق سیف کی کتاب فتوح میں آیا ہے ، اور ابن حجر نے ان کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب "اصابہ" میں نقل کیا ہے۔

چوتھی روایت وہاں ہے جہاں ابن حجر نے صفوان کے حالات کی تشریح میں اس کا نام لیا ہے کہ ہم نے اسے صلصل بن شرحبیل کے حالات کی تشریح میں نقل کیا ہے۔

یہ امر قابل توجہ و دقت ہے کہ ان روایتوں میں سے ہر ایک دوسری پر ناظر اور اس کی مؤید شمار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر یہ عمرو بن محبوب عامری پیغمبر خدا (ص) کے ان گماشتوں اور کارندوں میں سے ہے کہ جس کی ما موریت کے دوران اسے دو خط ملے ہیں ایک صلصل کے ذریعہ اور دوسرا زیاد بن حنظلہ رسول خدا (ص) کے صحابی کے ذریعہ ، ان دو خطوط میں آنحضرت (ص) نے اسے شرک و ارتداد کے خلاف ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے۔

انہی روایتوں پر ، ابن فتحون اور ابن حجر جیسے علماء نے پورا اعتماد کر کے پہلے (ابن فتحون) ابن فتحون نے سیف کے اس جعلی صحابی کے حالات "استیعاب" کے حاشیہ میں درج کئے اور دوسرے (ابن حجر) نے اپنی معتبر کتاب اصابہ میں اس کیلئے مخصوص جگہ وقف کی ہے

چالیسواں جعلی صحابی

عمرو بن خفاجی عامری

مسيلم سے جنگ کی ما موریت

مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے سیف کی انہی گزشتہ روایتوں پر اعتماد کر کے ، عمرو بن خفاجی عامری کو پیغمبر خدا (ص) کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ۔ ابن حجر نے اپنی کتاب میں پیغمبر خدا (ص) کے صحابیوں کے پہلے گروہ کے لئے ایک فصل مخصوص کی ہے اور اس فصل میں نمبر : ۵۸۲۷ حرف "ع" کے تحت لکھا ہے :

عمرو بن خفاجی عامری ، اس کا نام صلصل بن شرحبیل کے حالات میں آیا ہے ۔ " رشاطی " (۱) نے لکھا ہے کہ وہ ۔ عمرو بن خفاجی ۔ پیغمبر خدا (ص) کی مصاحبت سے شرف یاب ہوا ہے اور آنحضرت (ص) کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے ۔

رسول خدا (ص) نے ایک خط کے ذریعہ اسے اور عمرو بن محبوب کو حکم دیا کہ وہ مرتدوں سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ ہوجائیں ۔ انہی مطالب کو طبری نے بھی نقل کیا ہے ۔

۱۔ رشاطی ، ابو محمد عبدا للہ بن علی بن عبد اللہ بن خلف لخمی اندلسی ایک عالم ، محدث ، فقیہ ، مؤرخ ، نسب شناس ، ادیب اور لغت شناس تھا ، رشاطی ماہ جمادی الاول یا جمادی الثانی سال (۴۶۶ ھ ء - ۱۰۷۴ ء) میں "ادریولہ " مرسیم میں پیدا ہوا ۔ اور جمادی الاول یا جمادی الثانی سال ۵۴۲ ھ = ۱۱۴۷ ء) میں رومیوں کے حملے میں اپنے وطن میں ہی قتل ہوا ۔ اس کی تصنیفات میں " اقتباس الانوار و التماس الازہار " یہ کتاب انساب صحابہ اور روات اخبار کے بارے میں ہے اور دوسری کتاب " المؤتلف " قابل ذکر ہیں ، معلوم کہ ان دو کتابوں میں سے کس میں اس نے " عمرو " کے حالات لکھے ہیں !!۔

سیف بن عمر نے روایت کی ہے کہ جو صحابی مرتدوں سے جنگ کرنے کے بارے میں پیغمبر خدا (ص) کا خط عمرو بن خفاجی کے نام لایا تھا۔ وہ زیاد بن حنظلہ تھا (ز)

ہم جانتے ہیں کہ ابن حجر کے حرف (ز) لکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس صحابی کے حالات دوسروں کے مقابلہ میں اس نے دریافت کئے ہیں۔

اكتالیسواں جعلی صحابی

عمرو بن خفاجی عامری

ابن حجر کی غلط فہمی سے وجود میں آیا ہوا صحابی

ابن حجر نے اپنی کتاب " اصابہ " کے تیسرے حصہ کو ان اصحاب سے مخصوص رکھا ہے جو پیغمبر خدا (ص) کے زمانے میں زندہ تھے لیکن آنحضرت (ص) کی مصاحبت اور دیدار سے شرفیاب نہیں ہوئے تھے وہ حرف "ع" کے تحت لکھتا ہے :

عمرو بن خفاجی عامری : سیف بن عمر نے لکھا ہے کہ رسول خدا (ص) نے اسے ۔ عمرو بن خفاجی ۔ اور عمرو بن محبوب عامری کو پیغام بھیجا اور انہیں مأمور فرمایا وہ کہ مسیلمہؓ کذاب سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ ہوجائیں ۔ طبری نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اس کے نام کو دوسرے مصادر سے دریافت کیا ہے (ز)۔

اس طرح ابن حجر جیسے مشہور علامہ نے بھی غلط فہمی کا شکار ہوکر " عمرو بن خفاجی " کے حالات اپنی کتاب میں دو جگہوں پر لکھے ہیں۔ جبکہ خودسیف جو اس شخص کا افسانہ گڑھنے کرنے والا ہے ، نے اسے صرف ایک شخص جعل کیا ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تاریخ طبری میں عمرو بن خفاجی کا نسب " بنی عمرو " لکھا گیا ہے ۔ جبکہ ابن عبد البر کی کتاب " استیعاب " میں صلل کے حالات کی تشریح میں یہ نسب (بنی عامر) ذکر ہوا ہے ۔

اس داستان کا خلاصہ اور نتیجہ

سیف بن عمر نے اپنے ایک ہی مقصد کو اپنی دو بناوٹی روایتوں میں بیان کیا ہے نتیجہ یہ ہے کہ رسول خدا (ص) نے صلل نام کے ایک شخص کو قاصد و ایلچی کے طور پر اپنے گماشتوں اور کارندوں کے پاس بھیجا اور اسے علاقہ کے مرتدوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی ہے ۔ سیف کی اسی ایک جھوٹی داستان کے نتیجہ میں علماء نے اس کے افسانوی صحابیوں کو پیغمبر خدا (ص) کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں شمار کیا ہے اور درج ذیل جعلی اصحاب کی زندگی کے حالات لکھے ہیں:

۱۔ صلل بن شرحبیل

۲. عمرو بن محبوب عامری

۳. عمرو بن خفاجی عامری

۴. عمرو بن خفاجی عامری

صفوان بن صفوان

ہمیں اس صفوان بن صفوان کے سیف کے جعلی صحابی ہونے پر شک ہے ، اگر ایسے شخص کو سیف نے خلق بھی نہ کیا ہو پھر بھی اس کا صحابی ہونا سیف بن عمر کے خلق کرنے سے کچھ کم نہیں ہے ۔ جو کچھ بیان ہوا اس کے علاوہ سیف نے اپنی جعلی روایتوں میں پیغمبر خدا (ص) کے زمانہ میں ہی مسلمانوں کے اسلام سے منہ موڑنے کی بات کی ہے ۔ اس نے ان جھوٹے اور بے بنیاد مطالب کو آپس میں جوڑ کر اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ میں بہانہ فراہم کیا ہے کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اسلام نے دلوں میں جگہ نہیں پائی تھی اور اس زمانے کے قبائل کے لوگوں کے وجود کی گہرائیوں میں اسلام نے اثر نہیں ڈالا تھا ، اسی لئے پیغمبر خدا (ص) کے زمانے میں ہی اسلام کے مقابلے میں آکر تلوار کھینچیلی ہے !

پھر یہی سیف کی روایتیں اور جھوٹ کے پلندے اور ارتداد کی جنگوں کی منظر کشی ، قارئین کے ذہن کو یہ قبول کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ اسلام نے ایک بار پھر ابو بکر (رض) کی خلافت کے زمانے میں تلوار کی نوک پر اور بے رحمانہ قتل عام کے نتیجہ میں استحکام حاصل کیا ہے ۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب ” عبد اللہ ابن سبا “ میں مفصل بحث و تحقیق کی ہے ۔

سر انجام ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام اور پیغمبر اسلام (ص) سے متعلق انہی جھوٹ اور افسانوں کو مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے حسبذیل معتبر مآخذ میں درج کیا ہے :

۱۔ امام المؤرخین ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ۔

۲۔ ابو عمر ، ابن عبد البر نے ” استیعاب “ میں

۳۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں

۴۔ ابن فتحون نے ، استیعاب کے ذیل میں ۔

۵۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ۔

۶۔ رشاطی نے ” انساب الصحابہ “ میں ۔

۷۔ ذہبی نے ” تجرید “ میں ۔

۸۔ ابن حجر نے ” الاصابہ “ میں۔

مصادر و مآخذ

صلصل کے حالات :

۱۔ ” استیعاب “ طبع حیدر آباد دکن (۱ / ۳۲۵) نمبر : ۱۴۱۸

۲۔ ” اسد الغابہ “ ابن اثیر (۳ / ۲۹)

۳۔ ذہبی کی ” تجرید “ (۱ / ۲۸۲)

۴۔ ابن حجر کی ” اصابہ “ (۲ / ۱۸۷) نمبر : ۴۰۹۹

۵۔ تاریخ طبری (۱ / ۱۷۹۸) ۱۱ھ کے حوادث کے ضمن میں ۔

صفوان بن صفوان کے حالات

۱۔ ابن حجر کی ” اصابہ “ (۲ / ۱۸۳) نمبر : ۴۰۷۶

عمر و بن محبوب عامری کے حالات

۱۔ ابن حجر کی اصابہ (۳/۱۵) نمبر ۱۹۵۶

۲۔ تاریخ طبری (۱/۱۷۹۸)

عمرو بن خفاجی عامری کے حالات

۱۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۲/۵۲۸) نمبر : ۵۸۲۷

عمرو بن خفاجی عامری کے حالات

۱۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۳/۱۱۴) نمبر: ۶۴۸۴

بیالیسواں اور تینتالیسواں جعلی صحابی

عوف ورکانی اور عویف زرقانی

سیف کی ایک مخلوق تین روپوں میں

طبری نے اپنی تاریخ میں سیف سے نقل کر کے رسول خدا (ص) کے ایلچیوں کے بارے میں یوں لکھا ہے :
اور رسول خدا (ص) نے " ضرار بن ازور اسدی " کو اپنے ایلچی کے طور پر قبیلہ بنی صیدا کے " عوف زرقانی " اور " عوف قضاعی دثلی کے پاس بھیجا۔
عوف کا نسب

سیف بن عمر نے اپنے صحابی عوف کو بنی صیداء سے جعلی کیا ہے جس قبیلہ کے سردار کا نام " عمرو بن قعین بن حرث بن ثعلبہ بن دودان بن خزیمہ " ہے ۔ پیغمبری کا دعویٰ کرنے والا طلیحہ بھی اسدی ہے جو بنی صیدا کا ایک قبیلہ ہے۔
عوف ورکانی کی داستان

ابن حجر کی " اصابہ " میں دو صحابیوں کے حالات کی تشریح یکے بعد دیگر آئی ہے ۔ ان میں سے ایک نمبر ۶۱۰۸ کے تحت یوں درج ہے:

عوف ورکانی رسول خدا (ص) کے کارندوں میں سے تھا۔ آنحضرت (ص) نے ضرار بن ازور کو اپنے ایلچی کے طور پر اس کے پاس بھیجا اور اسے مرتدوں کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا حکم دیا ہے ۔
اس کی داستان کو سیف بن عمر نے ذکر کیا ہے ہم نے اس کے مآخذ کا صلل کی داستان کے ضمن میں اشارہ کیا ہے ۔
عویف زرقانی

اس کے بعد ابن حجر نمبر ۶۱۱۲ کے تحت عویف زرقانی کے حالات اس طرح لکھتا ہے:
سیف ارتدار کی خبروں میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے: کہ جب پیغمبر اسلام (ص) کو پیغمبری کے مدعی طلیحہ کی بغاوت اور قیام کی خبر ملی تو آنحضرت (ص) نے عویف زرقانی کو اس سے جنگ کرنے اور اس سے دفاع کرنے پر مامور فرمایا۔

ذہبی نے اپنی کتاب " تجرید " میں عوف زرقانی نامی ایک صحابی کے بارے میں یوں لکھا ہے :
جب پیغمبری کے مدعی طلیحہ کا مسئلہ زور پکڑنے لگا تو رسول خدا (ص) نے " عوف زرقانی " کی قیادت میں ایک فوج کو اس مسئلہ کو ختم کرنے کیلئے روانہ فرمایا۔

ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ مکتب خلفاء کے پیرو جن علماء نے تین افراد کے حالات لکھے ہیں ، وہ سب کے سب سیف کی ایک روایت پر مبنی ہیں ، اس طرح کہ " عوف " کا نام بعض نسخوں میں " عویف " لکھا گیا ہے اور اس کی شہرت " زرقانی " سے " زرقانی " اور پھر " ورکانی " لکھی گئی ہے ۔ اس طرح سیف کا خلق کردہ ایک صحابی رسول خدا (ص) کے تین صحابیوں کے روپ میں مجسم ہوا ہے۔

جی ہاں ، یہ سب سیف کی روایتوں کے وجود کی برکت کا نتیجہ ہیں جو مکتب خلفا کے علماء کے قلموں کے ذریعہ کر ان کی کتابوں میں درج ہوئے ہیں!!

قضاعی بن عمرو سے متعلق ایک داستان

تاریخ طبری میں ذکر ہوئی سیف کی روایت میں آیا ہے کہ قضاعی بن عمرو کا تعارف دثلی کے طور پر کیا گیا ہے اور یہ شہرت ” دثلی“ عرب کے مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتی ہے اور ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس ” دثلی“ سے سیف کا مقصود کون سا عرب قبیلہ ہے ۔

ابن حجر کی ” اصابہ“ میں ’ ’ قضاعی بن عمرو“ کا نام یوں آیا ہے:

رسول خدا (ص) نے حجة الوداع سے واپسی پر ” سنان بن ابی سنان “ اور ”قضاعی بن عمرو“ کو قبیلہ بنی اسد کی طرف ماموریت پر بھیجا۔

قضائی کی ماموریت کی جگہ کے بارے میں ” تاریخ طبری“ اور ابن حجر کی ” اصابہ “ میں یوں آیا

ہے:

قضائی بن عمرو ، بنی حارث میں رسول خدا (ص) کا کارندہ تھا۔

ایسا لگتا ہے کہ بنی حارث سے سیف کا مقصود دو دان بن اسد کا پوتا بنی حارث ہے ۔

تاریخ طبری میں سیف بن عمر سے منقول ہے کہ :

رسول خدا (ص) کی زندگی میں طلیحہ مرتد ہوا اور اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ۔ رسول خدا (ص) نے ضرار بن ازور کو ایلچی کے طور پر ” سنان بن ابی سنان “ اور ” قضاعی بن عمرو“ .. جو بنی اسد میں آنحضرت (ص) کے گماشتے تھے .. کے پاس بھیجا اور انہیں طلیحہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ لکھتا ہے :

ضرار ، قضاعی ، سنان اور آنحضرت(ص) کے بنی اسد میں دیگر کا رندے جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی مسئولیت کا عہدہ دار تھا ، سب کے سب طلیحہ کے ڈر سے بھاگ کر مدینہ ابوبکر (رض) کے پاس پہنچ گئے اور روداد ابو بکر(رض) سے بیان کی ان کے دیگر حامی اور دوست وا حباب بھی طلیحہ سے ڈر کر مختلف اطراف میں بھاگ گئے۔

طبری نے اپنی کتاب میں دوسری جگہ پر سیف سے نقل کرکے ۱۶ ھ میں جلولا کی جنگ کی روداد کے ضمن میں لکھا ہے :

اور سعد بن ابی وقاص نے جنگی غنائم کے پانچویں حصہ کو قضاعی کے ہاتھ مدینہ میں خلیفہ عمر (رض) کے پاس بھیج دیا۔

سیف کی روایتوں میں قضاعی بن عمرو کی داستان یہی تھی کہ جسے ہم نے بیان کیا ۔

افسانہ قضاعی کے مآخذ اور راویوں کی پڑتال

سیف نے قضاعی کی داستان میں درج ذیل نام بعنوان راوی بیان کئے ہیں:

۱۔ سعید بن عبید۔

۲۔ حرث بن معلی۔

۳۔ حبیب بن ربیعہ اسدی۔

۴۔ عمارۃ بن فلان اسدی۔

۵۔ اور چند دوسرے مجہول الہویہ راوی کہ سب سیف کی خیالی تخلیق ہیں اور ان کی کوئی

حقیقت نہیں ہے۔

جی ہاں علماء نے اس اعتماد کے پیش نظر جو وہ سیف کی روایتوں پر رکھتے تھے، قضاعی بن عمرو کو صحابی کو رسول خدا (ص) صحابیسمجھا اور اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب " اسد الغابہ " میں یوں لکھا ہے :

قضاعی بن عمر : سیف بن عمر نے نقل کیا ہے کہ وہ خاندان بنی اسد میں رسول خدا (ص) کے کارندوں میں سے تھا ۔ ابن دباغ نے اس کا نام لیا ہے اور اس کے عبد البر کی کتاب " استیعاب " میں موجود ہونے کا تصور کیا ہے، اور خدا بہتر جانتا ہے (ابن اثیر کی بات کا خاتمہ)

بہر حال ہم نے اس قضاعی کے نام کو جعلی صحابیوں کی فہرست سے حذف کر دیا ہے ، کیونکہ ابن سعد نے اپنی کتاب " طبقات " میں اس کے ہم نام کا ذکر کر کے اس کے نسب کو ' بنی عذرہ ' بتایا ہے۔ ابن سعد نے اس کے بارے میں اپنی بات کا آغاز یوں کیا ہے

الحديث

لیکن مذکورہ حدیث ذکر نہیں کی ہے اور نہ اس کا کوئی مآخذ بیان کیا ہے ۔



چوالیسواں جعلی صحابی

قحیف بن سلیک بالکی

قحیف ، طلیحہ سے جنگ میں

گزشتہ داستانوں کے ضمن میں ابن حجر نے اپنی کتاب " اصابہ " میں یوں لکھا ہے :

قحیف بن سلیک بالکی ، بنی اسد کے ایک قبیلہ " بنی بالک " " ہ " کے ساتھ بنی اسد کے خاندان سے ہے ۔

قحیف نے رسول خدا (ص) کے زمانہ میں اسلام قبول کیا ہے ۔ اس کے بعد اس نے ضرار بن ازور ، قضاعی بن عمرو اور سنان بن ابی سنان کے ہمراہ طلیحہ اسدی سے جنگ میں شرکت کی ہے اور پیکار کے دوران اس نے طلیحہ پر ایک مہلک اور کاری ضرب لگائی جس کے نتیجہ میں وہ زمین پر ڈھیر ہو کر بیہوش ہو گیا اسی اثناء میں طلیحہ کے حامی آ پہنچے اور قحیف کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کچھ دیر کے بعد طلیحہ بوش میں آگیا اور اپنا معالجہ کیا ، صحت یاب ہونے کے بعد یہ افواہ پھیلا دی کہ اس پر کوئی اسلحہ اثر نہیں کر سکتا۔ اس طرح اس نے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا ۔

ابن حجر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے :

البتہ ان مطالب کو سیف بن عمر نے قحیف بن سلیک کے بارے میں اپنی کتاب " فتوح " میں بدر بن حارث ' اس نے عثمان بن قطبہ سے اور اس نے بنی اسد کے ذریعہ نقل کیا ہے ان کا باپ بھی ان میں سے تھا

!!(ز)

اس داستان کے راویوں کے بارے میں ایک بحث

سیف نے روایت کے راوی کے طور پر " بدر بن حارث " کا تعارف کرایا ہے ۔ بدر کے باپ حارث کا نام غلط ہے ، اور صحیح " بدر بن خلیل " ہے جو سیف کے جعلی راویوں میں سے ایک تھا ، سیف نے اپنے اکثر افسانے اور جھوٹ اسی سے نقل کئے ہیں ۔

اور اگر غلطی سرزد نہ ہوئی ہو اور وہی " بدر بن حارث " ہو تو اس نام کو سیف کے دوسرے جعلی راویوں کی فہرست میں قرار دینا چاہئے۔

قحیف کی داستان کی تحقیق

سیف بن عمر کے زمانہ میں یمن میں قحیف نامی ایک نامور شاعر تھا ، ابن اثیر نے اپنی تاریخ کی کتاب ” کامل ” میں ۱۲۴ ھ کے حوادث کے ضمن میں اس کا نام لیا ہے ۔ ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کیا سیف نے اپنے جعلی قحیف کو شاعر قحیف کا ہم نام خلق کیا ہے ، یعنی وہی کام کیا ہے جو اس نے ”خزیمہ بن ثابت “ سماک بن خرشہ اور جریر بن عبد اللہ کے بارے میں انجام دیا ہے یا یوں ہی اچانک یہ نام اس کے ذہن میں آیا اور اس نے اپنے خلق کردہ صحابی کا نام یہی رکھا ہے اور اسی پر افسانہ گڑھ لیا ہے ۔

موضوع جو بھی ہو کوئی فرق نہیں ، ہم نے خاص طور سے اس موضوع کے بارے میں اس لئے اشارہ کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابن اثیر کی تاریخ کی طرف رجوع کرکے یہ خیال کرے کہ سیف جعل کردہ شخصحقیقت میں تاریخ میں موجود ہے ۔

لیکن سیف نے ضرار بن ازور کو رسول خدا (ص) کی طرف سے ایلچی کے طور پر عوف و رکانی اور قضاعی بن عمرو کے پاس بھیجنے کا جو ذکر کیا ہے اور ان دونوں نمائندوں کو آنحضرت (ص) نے اسود کے ساتھ جنگ کرنے کی مأموریت دی کہ اسے قتل کر ڈالیں ، یہ سب کا سب جعل اور جھوٹ ہے اور ہم نے اس سلسلے میں اپنی کتاب ” عبد اللہ بن سبا “ کی دوسری جلد میں مکمل تفصیل لکھی ہے ۔



مصادر و مآخذ

قضاعی بن عمرو کی داستان :

۱۔ تاریخ طبری (۱ / ۱۷۹۸ ، ۱۷۹۹ ، ۱۸۹۳ اور ۲۴۶۵)

۲۔ ابن اثیر کی ” اسد الغابہ “ (۴ / ۲۰۵)

۳۔ ابن حجر کی ” اصابہ “ (۳ / ۲۲۷)

۴۔ ابن سعد کی ” طبقات “ (۱ / ۲ / ۲۳)

قضاعی بن عامر کی داستان

۱۔ ابن اثیر کی ” اسد الغابہ “ (۴ / ۲۰۵)

۲۔ ابن حجر کی ” اصابہ “ (۳ / ۲۷۷) نمبر : ۷۱۱۷

قحیف بن سلیک کی داستان

۱۔ ابن حجر کی اصابہ (۳ / ۲۵۶) نمبر : ۷۲۸۱

بالک بن عمرو کا نسب

۱۔ اللباب (۳ / ۲۸۳)

۲۔ ابن حزم کی جمہرہ (ص ۱۹۰ - ۱۹۲)

شاعر قحیف کی داستان

۱۔ ابن اثیر کی " تاریخ کامل " طبع دار صادر (۵ / ۳۰۰)

پینتالیسواں جعلی صحابی

عمرو بن حکم قضاعی

عمرو کا نسب

ابن اثیر کی کتاب " اللباب فی تہذیب الانساب " میں یوں آیا ہے :

قضاعہ ایک بڑی قوم ہے جو متعدد قبائل پر مشتمل ہے اس میں شامل قبیلوں میں " قبیلہ کلب ، قبیلہ بلی اور قبیلہ و جہینہ وغیرہ قابل ذکر ہیں " قینی " بھی " قین " کی طرف نسبت ہے جو خود قضاعہ کا ایک قبیلہ ہے ، یہ نعمان بن جسر کا پوتا اور قضاعہ کی اولاد میں سے ہے جو " قین " کے نام سے معروف تھا۔

عمرو بن حکم کی داستان کا سرچشمہ

طبری اور ابن عساکر کی " تاریخوں " میں ہم پڑھتے ہیں :

سیف بن عمر نے ابو عمرو سے اور اس نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا : رسول خدا (ص) کی رحلت کے وقت قضاعہ کے مختلف قبائل میں آنحضرت (ص) کے کارندے اور گماشتے حسب ذیل تھے :

۱۔ خاندان بنی عبد اللہ سے امرؤ القیس ، قبیلہ کلب میں ۔

۲۔ عمرو بن حکم ، قبیلہ قین میں۔

۳۔ معاویہ بن فلان وائل قبیلہ " سعدہذیم " میں ۔

قبیلہ کلب سے ودیعہ کلبی اپنے ہمفکروں اور دوست و احباب کی ایک جماعت کے ساتھ مرتد ہوکر دین اسلام سے منحرف ہوگیا تھا لیکن " امرؤ القیس " بدستور اسلام کا وفادار رہ کر اسلام پر باقی رہا۔

زمیل بن قطیبہ قینی بھی قبیلہ " بنی قین " سے اپنے دوستوں کے گروہ کے ساتھ مرتد ہوا لیکن رسول خدا کا کارندہ عمرو بن حکم بدستور مسلمان رہا۔

معاویہ بن فلان وائل بھی قبیلہ " سعد ہذیم " کے اپنے چند ہمفکروں کے ساتھ دین اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہو۔

مذکورہ لوگوں کے مرتد ہونے کے بعد ابوبکر (ص) نے امام حسین (ع) کی بیٹی سیکنہ کے نانا " امرؤ القیس " کو خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ ودیعہ اور اس کے دوستوں کا مقابلہ کرکے ان کی بغاوت کو کچل ڈالے۔

ایک دوسرے خط کے ذریعہ عمرو بن حکم قضاعی اور معاویہ عذری کو حکم دیا کہ ایک دوسرے کی مدد سے " زمیل " اور اس کے ساتھیوں کی شورش کو سرکوب کریں۔

جب اسامہ بن زید ، خلیفہ کے حکم پر شام کی جنگ سے واپسی پر قبائل قضاعہ کے مرکز میں پہنچا تو اس نے اپنی فوج کے مختلف دستوں کو مختلف قبائل میں متفرق کرکے انہیں حکم دیا کہ اسلام پر پابند لوگوں کو منظم کرکے قبیلہ کے مرتدوں کے خلاف جنگ میں ان کی مدد کریں۔

اسامہ کے اس اقدام پر قضاعہ کے مختلف قبیلوں کے مرتدوں نے اپنے خاندان سے فرار کرکے ”دومة الجندل“ میں اجتماع کیا اور ”ودعیہ“ کلبی کی حمایت پر اتر آئے اور اس طرح اس کی ہمت افزائی ہوئی ۔

اسامہ کے سوار اپنی ڈیوٹی انجام دے کر واپس پلٹے تو اسامہ نے ان کے ہمراہ بے خبر اور اچانک مرتدوں کے جمع ہونے کی جگہ (حمقتین) پر حملہ کیا اور قضاعہ کے مختلف قبائل جیسے قبیلہ ”جذام“ کے بنی ضعیف قبیلہ ” بنی لخم“ کے ”خلیل“ اور ان کے دیگر حامیوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں بڑی بے رحمی کے ساتھ تہ تیغ کیا اور مرتدوں کے گروہ کا ”آبل“ تک پیچھا کیا ۔ اس علاقہ کو ان کے ناپاک و جود سے پاک کیا اور کافی مقدار میں جنگی غنائم لے کر فاتح کی صورت میں واپس لوٹا۔

سیف کی اسی ایک روایت سے استفادہ کرتے ہوئے مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے رسول خدا (ص) کے دو صحابی اور کارندوں کا انکشاف کیا ہے ان علماء میں سے ابو عمر ، ابن عبد البر اپنی کتاب ”استیعاب“ میں لکھتا ہے :

عمرو بن حکم قضاعی قینی ، ایک ایسا صحابی ہے جسے رسول خدا (ص) نے اپنے گماشتہ اور کارندے کے طور پر قبیلہ ”قین“ میں منصوب فرمایا ہے ۔ میں ابن عبد البر ۔ اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ۔

جب قبائل قضاعہ میں رسول خدا (ص) کے بعض کارندے مرتد ہوئے ، تو عمرو بن حکم اور امرؤ القیس بن اصیغ ان کارندوں میں سے تھے جو اسلام پر ثابت قدم رہے اور مرتد نہیں ہوئے (ابن عبد البر کی بات کا خاتمہ)

ابن اثیر نے بھی استیعاب کی مذکورہ روایت کو عین عبارت کے ساتھ اپنی کتاب ” اسد الغابہ“ میں نقل کیا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ دو علماء۔ ابن عبد البر اور ابن اثیر ۔ نے مذکورہ خبر کے مآخذ کو اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا ہے ۔ لیکن ابن حجر اپنی کتاب ” اصابہ “ میں زیر بحث روایت کے مآخذ کے بارے میں یوں رقمطراز ہے :

عمرو بن حکم قضاعی ” قینی“ : سیف بن عمر نے اپنی کتاب ” فتوح “ میں حفص بن میسرہ کے قول کو یزید بن اسلم سے نقل کرکے لکھا ہے کہ رسول خدا (ص) نے عمرو بن حکم کو اپنے عامل و کارگزار کے طور پر قبیلہ قین میں منصوب فرمایا لیکن جس وقت قبائل قضاعہ کے بعض افراد مرتد ہو گئے ، تو عمرو بن حکم اور امرؤ القیس بن اصیغ ، ان کارندوں میں سے تھے جو بدستور (داستان کی آخر تک)

ان روایتوں کے علاوہ ، ابن حجر نے ایک اور روایت سیف سے نقل کرکے اپنی کتاب میں درج کی ہے اور اس میں اسی خبر کی تکرار ہوئی ہے ، لیکن طبری اسے اپنی تاریخ میں نہیں لایا ہے ۔ اور سیف کا یہ کام ہمارے لئے نیا نہیں ہے ، کیونکہ اس کی روش ایسی ہے کہ ایک خبر کو متعدد اور مختلف روایتوں میں اس طرح بیان کرتا ہے کہ یہ ایک دوسرے کی مؤید ہوں تا کہ روایتوں کی زیادہ تعداد کے ذریعہ اس کے جعلی ہونے کی پردہ پوشی ہو جائے۔

چھیالیسواں جعلی صحابی

” بنی عبد اللہ “ سے امرؤ القیس

علماء کے ذریعہ امرؤ القیس کا تعارف

مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے سیف کی اسی روایت سے استفادہ کر کے بنی عبد اللہ سے ” امرؤ القیس بن اصیغ “ نامی ایک صحابی ، عامل اور کارندے کے وجود پر یقین کر کے اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ۔

ابو عمر ، ابن عبد البر نے اپنی کتاب ” استیعاب “ میں ” امرؤ القیس “ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں لکھا ہے :

امرؤ القیس بن اصیغ ، بنی عبد اللہ بن کلب بن ویرہ وہ صحابی ہے جسے رسول خدا (ص) نے قبائل قضاعہ کے قبیلہ ” کلب “ میں اپنے عامل و کارندے کے عنوان سے منصوب فرمایا ہے ۔ قبائل قضاعہ کے بعض افراد کے اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہونے کے بعد امرؤ القیس بدستور اسلام پر پابند رہا ہے ۔

میرے خیال میں ۔ البتہ خدا بہتر جانتا ہے ۔ یہ امرؤ القیس ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف کا ماموں ہوگا ، کیونکہ ابو سلمہ کی والدہ ، جس کا نام ” تناصر “ تھا ” اصیغ بن ثعلبہ بن ضمضم کلبی کی بیٹی تھی ۔ اور خود اصیغ اپنے قبیلہ کا سردار تھا (ابن عبد البر کی بات کا خاتمہ)

مذکورہ روایت کو کتاب ” الجمع بین الاستیعاب و معرفة الصحابة “ کے مصنف نے کسی کمی بیشی کے بغیر امرؤ القیس کے حالات پر روشنی ڈالتے وقت اپنی کتاب میں بیان کیا ہے ۔

ابن اثیر نے بھی اپنی کتاب ” اسد الغابہ “ میں اسی خبر کو بعینہ نقل کیا ہے اور ” بنی عبد الدار “ کا نسب بھی اس میں اضافہ کیا ہے ۔ ابن اثیر کہتا ہے :

امرؤ القیس بن اصیغ کلبی بنی عبد اللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن ویرہ ایک صحابی ہے جسے رسول خدا نے بعنوان (عبد البر کی کتاب ” استیعاب “ میں ذکر ہوئی داستان کے آخر تک) پھر وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے :

البتہ ان مطالب کو ابو عمر ابن عبد البر نے بیان کیا ہے اور وہ تنہا شخص ہے جس نے ایسے مطالب ذکر کئے ہیں ۔

ذہبی نے بھی اپنی کتاب ” تجرید “ میں امرؤ القیس کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے : کہتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے اسے قبیلہ کلب پر مأمور فرمایا تھا۔ صرف ابن عبد البر نے اس کے سلسلہ میں یہ بات کہی ہے ۔

اس طرح ان تین علماء۔ ابن عبد البر ، ابن اثیر اور ذہبی ۔ نے امرؤ القیس کے حالات پر اپنی کتابوں میں روشنی ڈالی ہے ۔ لیکن اپنی روایت کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

لیکن ابن حجر اپنی کتاب ” اصابہ “ میں ابن عبد البر کی روایت کو صراحت کے ساتھ اس کا نام لے کر لیکن خلاصہ کے طور پر نقل کر کے آخر میں لکھتا ہے :

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ” فتوح “ میں لکھا ہے کہ امرؤ القیس بن اصیغ کلبی ، بنی عبد اللہ میں سے تھا ۔ رسول خدا (ص) کی رحلت کے وقت آنحضرت (ص) کے گماشتہ و کارندہ کی حیثیت سے قبائل بنی

قضاعہ کے قبیلہ " کلب میں ما مور تھا اور آنحضرت (ص) کی وفات کے بعد مرتد نہیں ہوا۔ سیف نے اپنی کتاب میں دوسری جگہوں پر بھی امرؤ القیس کا نام لیا ہے (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

عمرو اور امرؤ القیس کے بارے میں ایک بحث

اس روایت میں دو جگہوں پر ایک محقق کیلئے مطلب پیچیدہ اور مبہم ہے پہلے یہ کہ ابو عمر ، ابن عبد البر نے ، عمرو بن حکم قضاعی کے حالات پر روشنی ڈالتے وقت ، سیف بن عمر کی بات کو اس کے بارے میں مختصر ذکر کر کے فقط اس پر اکتفا کی ہے کہ :

وہ پیغمبر خدا (ص) کا کارندہ تھا ، ارتداد کے مسئلہ میں اسلام پر باقی رہا ہے ۔ (آخر میں تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے) : میں اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔

ابن اثیر نے بھی کتاب " اسد الغابہ " میں ابن عبد البر کی پیروی کرتے ہوئے اس میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا ہے ۔ لیکن ابن حجر نے ان دو علماء کی روایت کے مآخذ سے پردہ اٹھا کر انہیں بیان کیا ہے ۔ جس نے محققین کے کام کو آسان بنادیا ہے ۔

اور اس کی پیچیدگی کا سبب نہیں بنا ہے لیکن امرؤ القیس کے حالات کی تشریح کے بارے میں یہ مسئلہ برعکس ہوا ہے ، کیونکہ اس صحابی کے حالات کی تشریح میں اس سے بیشتر بیان کیا گیا ہے جو کچھ سیف بن عمر نے اس کے بارے میں کہا ہے ۔

ملاحظہ فرمائیے :

سیف کی روایت میں امرؤ القیس کا یوں تعارف کیا گیا ہے :

امرؤ القیس بن اصبغ ، بنی عبد اللہ سے ہے۔

لیکن یہی سادہ تعارف ابن عبد البر کی کتاب " استیعاب " میں اس طرح آیا ہے :

امرؤ القیس بن اصبغ کلبی ، بنی عبد اللہ بن وبرہ سے ہے!

آخر میں ابن اثیر اس نسب تعارف میں اضافہ کر کے کہتا ہے :

امرؤ القیس بن اصبغ کلبی ، بنی عبد اللہ بن کنانہ بن بکر تا ابن کلب بن وبرہ !!!

یہی امر سبب بنتا ہے کہ انسان یہ گمان کرے کہ کیا ابن اثیر امرؤ القیس کے نسب کو کلب بن وبرہ تک جانتا تھا اور اسے مکمل طور پر پہچانتا تھا جو اس طرح یقین اور قطعی صورت میں اس کا سبب بیان کر رہا ہے ؟ لیکن جب ابن اثیر اپنی بات کے خاتمہ تک پہنچتا ہے تو اس طرح کہتا ہے :

البتہ یہ ابو عمر ، ابن عبد البر کا کہنا اور وہ تنہا شخص ہے جس نے امرؤ القیس کے بارے میں اس طرح کی بات کہی ہے ۔

اس طرح حقیقت سامنے آجاتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ ابن اثیر نے بنی عبد اللہ کے سلسلہ نسب کو " کلب بن وبرہ " تک پہنچا یا ہے نہ کہ سیف کے خیالات کی تخلیق " امرؤ القیس " کے نسب ۔

امرؤ القیس عدی کی جگہ امرؤ القیس اصبغ کی جانشینی

دوسری جگہ یہ کہ سیف نے اپنی مخلوق امرؤ القیس کو " اصبغ " کے بیٹے کے طور پر پیش کیا ہے اور یہ اصبغ " اصبغ کلبی " کا ہم نام ہے جو " دومة الجندل " میں رئیس قبیلہ تھا اور رسول خدا (ص) نے عبد الرحمان عوف کو اسلام کے سپاہیوں کے ایک گروہ کے ہمراہ اس کے پاس بھیجا تھا۔

اس ملاقات کے دوران عبد الرحمان نے " اصبغ " کی بیٹی " تماضر " سے عقد کر کے اسے اپنی بیوی بنالیا اور اس نے ایک بیٹے " ابو سلمہ " کو جنم دیا ہے ۔

ابن عبد البر اصبح کے نام میں اس ہم نامی کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہوا ہے اور تصور کیا ہے کہ جس اصبح کا سیف نے نام لیا ہے وہ وہی اصبح ہونا چاہئے جو دومة الجندل میں قبیلہ کلب کا سردار تھا اور اس نے یہیں سے یہ خیال کیا ہے کہ سیف کا امرؤ القیس "تماضر" کا بھائی اور ابو سلمہ بن عبد الرحمان عوف کا ماموں ہے۔ جبکہ کسی نے بھی یہ نہیں کہا ہے کہ "تماضر" کے باپ کے "امرؤ القیس" نامی کوئی بیٹا تھا۔

اس طرح ابن عبد البر اس امر سے بھی غافل تھا کہ سیف بن عمر نے اپنی داستان کے ہیرو "امرؤ القیس" کو امام حسین (ع) کی بیٹی سکینہ کے جد کے طور پر خلق کیا ہے۔ جبکہ سکینہ بنت امام حسین (ع) کا جدِ مادری امرؤ القیس بن عدی ہے نہ اصبح!! اور یہ امرؤ القیس بن عدی بھی خلافت عمر (رض) کے زمانے میں اسلام لایا ہے، نہ رسول خدا (ص) کی حیات میں اور یہ کسی صورت میں آنحضرت (ص) کا گماشتہ اور کارندہ نہیں تھا (۱) اس بنا پر جس امرؤ القیس کو سیف نے خلق کیا ہے وہ اس اصبح کا بیٹا نہیں تھا، جو دومة الجندل میں سردار قبیلہ تھا اور نہ سکینہ کا نانا تھا اور نہ ہی ابو سلمہ بن عبد الرحمان عوف کا ماموں تھا بلکہ یہ صرف ایک نام تھا ان ناموں کی فہرست میں جنہیں سیف نے اپنے افکار کے نفاذ کیلئے خلق کیا ہے اور اپنے افسانوں میں اس کیلئے کردار معین کیا ہے تا کہ آسانی کے ساتھ تاریخ اسلام کو ذلیل و خوار کرے اور محققین کو حیرت اور پریشانی سے دوچار کرے۔

بے شک سیف اس قسم کے دو ہمنام دلاوروں کو خلق کرکے اور انہیں تاریخ کے حقیقی چہرے کے طور پر دکھا کر علماء کو حیرت اور پریشانی سے دوچار کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہوا ہے اسی طرح اپنے افسانوں کو خلق کرنے میں، "ابو دجانہ، سماک بن خرشم، جریر بن عبد اللہ اور سبائیان" جیسے اسلام کے واقعی چہروں کا نام لیا ہے اور تاریخ میں دخل و تصرف کرکے حقیقتوں کو تحریف کرنے کے بعد علماء و اور محققین کیلئے پیچیدگیاں اور مشکلات پیدا کی ہیں۔

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حقیقت میں سیف کے زندگی بونے کی نسبت صحیح نہ ہوتی تو کون سی چیز اس کیلئے اسلام کے ساتھ اتنی دشمنی کرنے کا سبب بنتی اور وہ تاریخ اسلام کو ذلیل کرنے پر اتر آتا؟؟

(۱) امرؤ القیس بن عدی کے اسلام قبول کرنے کے طریقہ کے بارے میں "اسلام کی جنگوں کے سپہ سالار" کی فصل میں ذکر ہوگا۔
تاریخ کی مسلم حقیقتیں

موضوع کی حقیقت کی تحقیق کرنے کیلئے گزشتہ بحث پر ایک مختصر نظر ڈالنا ہے فائدہ نہ ہوگا۔ سیف نے اپنی خلق کی گئی روایتوں اور افسانوں میں رسول خدا (ص) کیلئے چند ایسے کارندے اور گماشتے جعل کئے ہیں جن کو آنحضرت (ص) نے قضاہ کیلئے مأمور فرمایا تھا۔ اس سلسلے میں کہا ہے کہ ان کارندوں میں سے بعض رسول خدا (ص) کی رحلت کے بعد اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہو گئے اور اس واقعہ کی وجہ سے خلیفہ ابوبکر (رض) نے مجبور ہو کر ان لوگوں میں دین اسلام پر ثابت قدم رہنے والے افراد کو حکم دیا ہے کہ وہ مرتدوں سے جنگ کریں اور انہیں پھیلنے سے روکیں۔ جب اس دوران اسامہ موتہ کی جنگ سے واپس آتا ہے۔ جیسا کہ سیف نے اس مطلب کو ایک دوسری روایت میں بیان کیا ہے۔۔۔ تو ابوبکر (رض) اسے قضاہ کے مرتدوں کی سرکوبی کیلئے مأمور فرماتے ہیں۔ اسامہ نے بھی مرتدوں کا "حمقتین" --- سیف نے ایک دوسری روایت میں اس جگہ کو شام کی سرحدوں کے عنوان سے پیش کیا ہے۔۔۔ تک پیچھا کرتا ہے ان میں سے بہت سے گروہوں کا قتل عام کرکے کافی مقدار میں غنائم حاصل کرکے واپس لوٹتا ہے۔

سیف نے اس روایت میں رسول خدا (ص) کیلئے قضاہ کے مختلف قبائل میں چند گماشتے اور کارندے خلق کئے ہیں۔ جس کی تفصیل ہم نے اس کتاب کی دوسری جلد میں ”رسول خدا (ص) کے تمیمی کارندے اور حاکم“ کے عنوان سے بیان کر کے اس کے آخر میں سیرت لکھنے والوں کے امام و پیشوا ابو اسحق کا یہ قول نقل کیا ہے :

رسول خدا (ص) نے اسلام کی قلمرو میں موجود سرزمینوں میں اپنے گورنر اور گماشتے حسب ذیل منصوب فرمائے

ہم نے ابو اسحق کا مذکورہ بیان اس لئے نقل کیا ہے تا کہ تاریخ کے مسلم حقائق کے مقابلے میں سیف کی روایتوں کا افسانہ ہونا اور ان کی قدر و منزلت واضح ہو جائے۔

یہاں پر بھی ہم ایک دوسرے دانشور اور تاریخ نویس ”خلیفہ بن خیاط“ کے بیانات نقل کرتے ہیں جنہیں انہوں نے اپنی تاریخ میں ”رسول خدا(ص) کے گماشتوں اور کارندوں کے نام“ کے عنوان سے ایک الگ فصل میں درج کیا ہے ، تا کہ رسول خدا (ص) کے گماشتوں اور کارندوں سے مربوط بحث مکمل ہو جائے۔

رسول خدا (ص) کے حقیقی کارگزار
ابن خیاط لکھتا ہے :

رسول خدا (ص) نے ”ابن ام مکتوم“ کو مختلف غزوات اور دیگر مواقع پر مدینہ منورہ میں تیرہ بار (۱) اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے:

۳۰۱۔ ابواء ، ”بواط“ اور ذی العشیرہ کے غزوات میں ۔

۴۔ ”کُزَیْن جابر“ نامی ایک باغی سے نبرد آزما ہونے کیلئے ”جہینہ“ پر حملہ کے دوران ۔

۵۔ جب جنگ بدر کے سلسلے میں بابر تشریف لے جا رہے تھے ۔ کچھ دنوں کے بعد ”ابن

۱۔ ابن خیاط کی روایت ابن مکتوم کی ۱۳ بار جانشینی کی حاکمی ہے جبکہ اس دانشور نے صرف ۱۲ موارد ذکر کئے ہیں

ام مکتوم“ کو اس عہدہ سے برطرف کر کے ان کی جگہ ”ابو لبابہ“ کو منصوب فرمایا:

۱۲۔۶۔ ”سویق“ ، ”غطفان“ ، ”احد“ ، ”حمراء الاسد“ ، ”بحران“ ، ”ذات الرقاع“ اور آخر میں حجة الوداع میں ۔

درج ذیل اصحاب کو بھی دوسرے غزوات میں مدینہ منورہ میں اپنی جگہ جانشین مقرر فرمایا ہے :

۱۔ ”ابو ربیع غفاری“ اور کلثوم بن حصین“ کو اس وقت جب آنحضرت (ص) نے ”مکہ“ ”حنین“ اور ”طائف“ عزیمت فرمائی۔

۔ محمد بن مسلمہ ”کو غزوہ“ ”قرقرہ الکدر“ میں ۔

۔ نمیلہ بن عبد اللہ اللیثی ”کو غزوہ“ ”بنی المصطلق“ میں ۔

۔ بنی دئل سے ”عویف بن الاضبط“ کو غزوہ ”حدیبیہ“ میں ۔

۔ دوبارہ ”ابوربیع غفاری“ کو غزوہ ”خیبر“ اور ”عمرة القضاء“ میں ”

۔ ”سباع بن عرفطہ“ غفاری ”کو غزوہ“ ”تبوک“ میں ۔

۔ ”غالب بن عبد اللہ اللیثی“ کو ایک دوسرے غزوہ میں ۔

۔ مندرجہ ذیل اصحاب کو آنحضرت (ص) نے حسب ذیل علاقوں کی حکومت اور ولایت سونپی ہے :

۔ عتاب بن اسید‘ کو آنحضرت (ص) نے مکہ سے اپنی واپسی کے وقت مکہ میں اپنے جانشین و

حاکم کے عنوان سے منصوب فرمایا ۔ ابوبکر (ع) (رض) کی وفات تک ’ عتاب ‘ اس عہدہ پر برقرار تھا ۔

- 'عثمان بن ابو العاص ثقفی' کو طائف پر ۔

- 'سالم بن معتب' کو ثقیف کے ہم پیمانوں پر۔

- ایک اور صحابی کو 'بنی مالک' پر۔

- عمرو بن سعید کو 'خیبر'، 'وادی القرى'، 'تیماء' اور 'تبوک' کے عرب نشین قصبوں پر ۔

- اور رسول خدا (ص) کی حیات تک 'عمرو' وہاں پر حکومت کرتا رہا۔

- 'حکم بن سعید بن عاص' کو مدینہ کے بازار کے امور میں اپنا مؤکل منصوب فرمایا ۔

یمن کے علاقہ کو مختلف حصوں میں تقسیم فرما کر ہر ایک حصہ پر اپنے درج ذیل اصحاب میں سے کسی ایک کو منصوب فرمایا:

- 'خالد بن سعید بن عاص' کو 'یمن کے صنعا' پر ۔

- 'مہاجر بن امیہ' کو 'کندہ' اور 'ر' صدف' پر ۔

- 'زیاد بن لبید انصاری بیاضی' کو حضرموت پر ۔

- معاذ بن جبل کو 'جند' پر ، اس کے علاوہ معاذ کے فرائض میں علاقہ کے دعاوی (جھگڑوں) کا فیصلہ کرنا: قوانین اسلام کی تربیت اور لوگوں کو قرآن مجید سکھانا بھی شامل تھا۔

- ابو موسیٰ اشعری کو 'زبید' ، 'رمع' ، 'عدن' اور 'ساحل' (بندر) پر مامور فرمایا اور حکم دیا کہ آنحضرت (ص) کے کارندوں اور گماشتوں کے ذریعہ حاصل شدہ صدقات وغیرہ کو معاذ بن جبل ان سے وصول کرے گا۔

- 'عمرو بن حزم' کو 'بلحارث بن کعب' کے قبائل پر ۔

- 'ابو سفیان بن حرب' کو نجران پر ۔

- 'علی بن ابیطالب (ع)' کو حکم دیا کہ علاقہ نجران کے صدقات کو جمع کرے ۔

امام نے بھی جمع کی گئیں رقموں کو حجة الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں آنحضرت (ص) کی خدمت میں پیش کیا ۔

- سعید بن قشب ازدی 'بنی امیہ' کے ہم پیمان کو 'جرش' اور اس کے سمندری علاقوں پر ۔

- 'علاء بن حضرمی' کو بحرین میں اس کے بعد اسے وہاں سے معزول کر کے اس کی جگہ 'ابان بن سعید' کو منصوب فرمایا ۔ رسول خدا (ص) کی حیات کے آخری تک 'ابان' بحرین اور اسکے سمندری علاقوں پر حکومت کرتا رہا۔

- عمرو بن عاص کو سرزمین عمان کیلئے منتخب فرمایا اور وہ پیغمبر خدا (ص) کی زندگی کے آخر تک وہاں حکومت کرتا تھا ۔ اس کے علاوہ کہتے ہیں کہ پیغمبر (ص) نے 'ابو زید انصاری' کو عمان کی حکومت پر منصوب فرمایا تھا

بنی عامر بن لؤئی سے ایک فرد 'سلیط بن سلیط' کو یمامہ پر منصوب فرمایا یمامہ کے باشندوں نے جب اسلام قبول کیا تو رسول خدا (ص) نے ان کے مال و منال میں ہاتھ نہیں لگایا اور اسے بدستور ان کے ہی اختیار میں رکھا (ابن خیاط کی بات کا خاتمہ)

جیسا کہ ملاحظہ فرمایا کہ اس نامور عالم نے ان تمام افراد کا نام لیا ہے جنہوں نے رسول خدا (ص) کی پوری حیات میں آنحضرت (ص) کے کارندوں ، گماشتوں یا علاقوں کے حاکم کے طور پر ذمہ داری سنبھالی تھی ۔ اور اس سلسلے میں ایک فرد کو بھی لکھے بغیر نہیں چھوڑا ہے حتیٰ اس نے 'ابوزید انصاری' کی عمان پر حکومت کی ضعیف روایت سے بھی چشم پوشی نہیں کی ہے ۔ اور اس علاقہ پر

اس کی حکومت کے بارے میں ” کہتے ہیں “ کی عبارت لائی ہے ۔ لیکن اس لمبی چوڑی فہرست میں کہیں بھی سیف کے جعل کردہ افراد میں سے کسی ایک کا نام نہیں ملتا ۔ اس افسانہ سے سیف کے نتائج

سیف نے رسول خدا (ص) کے بہت سے کارندوں کا نام لیا ہے کہ نہ رسول خدا (ص) نے انہیں دیکھا ہے اور نہ ہی آنحضرت (ص) کے حقیقی اصحاب نے ۔

سیف نے اپنے ان خلق کئے گئے بعض چہروں کو پیغمبر خدا (ص) کے گماشتوں اور کارندوں کے عنوان سے پیش کیا ہے کہ ہم نے اس کتاب کی دوسری جلد میں ان میں سے چھ افراد کو حسب ذیل پیش کیا ہے۔

۱۔ سعیر بن خفاف تمیمی

۲۔ عوف بن علاء بن خالد بن جشمی

۳۔ اوس بن جذیم، بجیمی

۴۔ سہل بن منجاب ، تمیمی

۵۔ وکیع بن مالک ، تمیمی

۶۔ حصین بن نیار ، حنظلی

مذکورہ افراد کے بارے میں ہم نے ہر ایک کی تفصیل سے وضاحت کی ہے ۔

یہاں بھی ہم سیف کے خلق کئے گئے درج ذیل ایسے کارندوں اور گماشتوں سے روبرو ہوتے ہیں ، جنہیں سیف کے بقول پیغمبر خدا (ص) نے قضاہ میں مأمور فرمایا تھا :

۷۔ عمرو بن حکم ، قضاہی

۸۔ امرؤ القیس بن اصبح

ہم نے دیکھا کہ ابن اسحاق نے پیغمبر خدا (ص) کے ان تمام گماشتوں اور کارندوں کا نام لیا ہے جو آنحضرت (ص) کی رحلت کے سال تک، مأموریت پر تھے اور اسی طرح خلیفہ بن خیاط نے ان تمام افراد کا نام لیا ہے جو پیغمبر خدا (ص) کی پوری زندگی میں آنحضرت (ص) کی طرف سے مدینہ منورہ میں کسی نہ کسی قسم کی مأموریت انجام دی چکے ہیں ۔ لیکن ان مذکورہ لمبی چوڑی فہرستوں میں سیف کے خلق کئے گئے گماشتوں اور کارندوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا ۔ کیونکہ یہ صرف سیف بن عمر نے ان کارندوں اور قبائل قضاہ کے مرتد ہونے کا افسانہ گڑھ لیا ہے ۔

یہ سیف بن عمر ہے جو کہتا ہے کہ خلیفہ ابوبکر (رض) نے ابتدا میں مرتدوں سے سیاسی طور پر برتاؤ کیا تا کہ ان کی سرکشی کو مسالمت آمیز طریقے سے خاتمہ بخشے لیکن جب اس طرح کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلا تو مجبور ہو کر ان کی بغاوت اور سرکشی کو کچلنے کیلئے اسامہ اور اس کے لشکر کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کے بغیر ان کی خوب گوشمالی کرے ۔ نتیجہ کے طور پر اسامہ نے تابڑتو حملوں کے ذریعہ قضاہ کے مرتدوں کا ” حمقتین “ تک پیچھا کیا اور انہیں بھگا کر علاقہ کو ان کے وجود سے پاک کردیا!

آخر میں یہی مکتب خلفاء کے پیرو علماء ہیں جنہوں نے سیف کی روایات اور افسانوں سے استفادہ کرکے اس کے خیالی کرداروں کو حقیقت کا لبادہ پہنایا ہے اور ان کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے انہیں اپنی معتبر کتابوں میں درج کیا ہے ۔ اس کے علاوہ سیف کے جعل کردہ مقامات جیسے ” حمقتین “ کی بھی تشریح کرکے انہیں اپنی جغرافیہ کی کتابوں میں درج کیا ہے ۔

سیف کی انہی روایتوں سے یہ افواہ پھیلی ہے کہ اسلام تلوار اور خون کی بولی کھیل کر پھیلا ہے نہ کہ فطری طور پر اور اپنی خصوصیت کی وجہ سے !! ہم نے اس موضوع کو اپنی کتاب ”عبد اللہ بن سبا“ کی دوسری جلد میں ثابت کیا ہے ۔

سر انجام سیف کے تمام جھوٹ سے زیادہ تکلیف دہ وہ جھوٹ ہے جسے اس نے آخر میں خلق کر کے یہ کہا ہے کہ پیغمبر خدا (ص) کی وفات کے بعد آنحضرت (ص) کے بعض گماشتے اور کارندے اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہو گئے اور باقی بچے ثابت قدم لوگوں نے ان سے جنگ کی ہے !

اس بات سے پتا چلتا ہے کہ اسلام نے اس کے پیروں کے دلوں پر ہی نہیں بلکہ پیغمبر خدا (ص) کے کارندوں اور خصوصی گماشتوں کے دلوں پر بھی اثر نہیں کیا تھا جیہی انہوں نے پیغمبر خدا (ص) کی رحلت کے بعد دین سے منحرف ہو کر ارتداد کا راستہ اختیار کیا کر لیا تھا، اس طرح سیف نے ثابت کیا ہے کہ اسلام تلوار کی ضرب سے پھیلا ہے نہ کہ کسی اور طریقے سے۔

اس افسانہ کی اشاعت کرنے والے علمائے گرام قدر کتابوں میں ان کی اشاعت کی ہے :

- ۱۔ امام المؤرخین ”محمد بن جریر طبری“ نے اپنی تاریخ کبیر میں ، مآخذ کے ذکر کے ساتھ
 - ۲۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ، سند کے ساتھ۔
 - ۳۔ ابو عمر ابن عبد البر نے استیعاب میں سند کے بغیر ۔
 - ۴۔ یاقوت حموی نے ”شرح بر حمقتین“ کے عنوان سے کتاب ”معجم البلدان“ میں سند کے ساتھ۔
 - ۵۔ ابن اثیر نے اپنی کتاب ”کامل“ میں طبری سے نقل کر کے ۔
 - ۶۔ ابن اثیر نے اپنی کتاب ”اسد الغابہ“ میں عبد البر کی استیعاب سے ۔
 - ۷۔ کتاب ”الجمع بین الاستیعاب“ و ”معرفة الصحابة“ کے مصنف نے عبد البر کی استیعاب سے۔
 - ۸۔ ذہبی نے کتاب ”تجرید“ میں ابن اثیر کی اسد الغابہ سے نقل کر کے ۔
 - ۹۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ”اصابہ“ میں کتاب فتوح سے نقل کر کے۔
- یہ سب سیف بن عمر تمیمی کی جھوٹی اور جعلی روایتوں کی برکت سے ہے جو زندیقی ہونے کا ملزم بھی ٹھہرایا گیا ہے ۔

مصادر و مآخذ

قضاعہ کے نسب کے بارے میں مادہ ”القضاعی“ و القینی“ کتاب اللباب (۲/ ۲۶۵) اور (۳/ ۱۸)

ملاحظہ ہو۔

عمرو بن حکم قضائی کی داستان :

۱۔ تاریخ طبری (۱/ ۱۸۷۲)

۲۔ تاریخ ابن عساکر (۱/ ۴۳۲)

- ۳۔ ابن عبد البر کی استیعاب طبع حیدر آباد دکن (۲ / ۴۴۳) نمبر : ۱۹۳۳
- ۴۔ الجمع بن الاستیعاب و معرفة الصحابة فلمی نسخہ ، کتابخانہ ظاہریہ ص ۱۹ نئے سطرے
- سکینہ بنت امام حسین (ع) کے جد کی داستان
- ۱۔ ”اغانی“ اصفہانی (۱۴ / ۱۵۷)
- ۲۔ کتاب ” شذرات الذہب “ (۱ / ۱۵۴)
- رسول خدا کے گماشتوں اور کارندوں کے نام اور ان کا تعارف
- ۱۔ خلیفہ بن خیاط کی تاریخ (۱ / ۶۱ - ۶۲)
- سیف کے خیالی اماکن حموی کی ” معجم البلدان “ میں لفظ ” حمقتین “ اور آبل کے تحت ۔



ترجمہ تحریک
Translation Movement

چھٹا حصہ

ہم نام اصحاب

- خزیمہ بن ثابت انصاری (ذو الشہادتین کے علاوہ)
- سماک بن خرشہ انصاری (ابو دجانہ کے علاوہ)



سینتالیسواں جعلی صحابی

خزیمہ بن ثابت ، غیر ذی شہادتین

اپنے افسانوں میں کلیدی رول ادا کرنے والوں کو خلق کرنے میں سیف کا ایک خاص طریقہ یہ ہے کہ اپنے خلق کردہ بعض اصحاب کو ایسے صحابیوں کے ہم نام خلق کرتا ہے جو حقیقت میں وجود رکھتے تھے اور صاحب شہرت بھی تھے اس کے بعد وہ اپنے خلق کئے ہوئے ایسے اصحاب کیلئے افسانے اور کارنامے گڑھ لیتا ہے اور تاریخ اسلام میں ان کے کاندھے پر ایسی ذمہ داریاں ڈالتا ہے ، جس سے مؤرخین و محققین اور پریشانیوں سے دوچار ہوتے ہیں ۔

یہاں ایک حقیقی تاریخی شخصیت جو سیف کا مورد توجہ قرار پایا ہے اور جس کا اس نے ہم نام خلق کیا ہے ، ” خزیمہ بن ثابت انصاری “ ہے۔

پیغمبر خدا (ص) کے اصحاب میں انصار میں سے قبیلہ ” اوس “ میں ” خزیمہ بن ثابت “ نام کا ایک شخص تھا جس نے رسول خدا (ص) کے ساتھ جنگ بدر اور اس کے بعد کی جنگوں میں یا جنگ احد اور اس کے بعد کی جنگوں میں شرکت کی ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے ۔

خزیمہ کو رسول خدا (ص) کی طرف سے ” ذی الشہادتین “ کا لقب ملا تھا اور وہ اسی نام سے مشہور ہوئے تھا۔ اس افتخار کو پانے کی داستان ، جسے تمام تاریخ نویسوں نے درج کیا ہے حسب ذیل ہے :

ذو الشہادتین ، ایک قابل افتخار لقب

ایک دن رسول خدا (ص) نے سواء بن قیس محاربى نام کے ایک بدو عرب سے ایک گھوڑا خریدا ۔ چونکہ آنحضرت (ص) کے پاس زیادہ پیسے نہیں تھے ، اس لئے اعرابی سے فرمایا کہ پیسے وصول کرنے کیلئے آپ (ص) کے ساتھ ساتھ آئے ۔ پیغمبر خدا (ص) تیزی سے قدم بڑھارہے تھے ، اسلئے اعرابی پیچھے رہ گیا، اسی اثناء میں چندا فراد - ----- جو اس اعرابی کے رسول خدا(ص) کے ساتھ کئے گئے معاملہ سے آگاہ نہ تھے۔۔۔۔۔ اعرابی کے پاس پہنچ کر گھوڑے کی قیمت کے بارے میں مول تول کرنے لگے ۔ آخر ان میں سے ایک شخص نے زیادہ پیسے دینے کی تجویز دی ، رسول خدا (ص) اس اعرابی سے کچھ آگے بڑھ چکے تھے ۔ اسی لئے اس ماجرا سے بے خبر تھے ۔ اس کے بعد اعرابی نے رسول خدا (ص) سے مخاطب ہوکر فریاد بلند کی :

اگر اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہو تو خرید لو ، ورنہ میں اسے پیچ دوں گا رسول خدا(ص) رکے اور فرمایا : کیا میں نے اسے تجھ سے نہیں خریدا ہے ؟

سواء نے جواب دیا : نہیں ، خدا کی قسم میں نے اسے آپ (ص) کو فروخت نہیں کیا ہے ! پیغمبر خدا(ص) نے جواب میں فرمایا : میں نے اسے تجھ سے خرید لیا ہے اور معاملہ طے پاچکا ہے لوگ رسول خدا (ص) اور اس بدو عرب کے ارد گرد جمع ہوئے اور ان کی باتوں کو سن رہے تھے۔ اسی اثناء سواء نے پیغمبر خدا (ص) سے مخاطب ہوکر کہا : گواہ لائیں کہ میں نے اس گھوڑے کو آپ (ص) کے ہاتھ بیچا ہے !

جو بھی مسلمان وہاں سے گزر رہا تھا اور اس موضوع سے آگاہ ہوتا تھا ، اس اعرابی سے کہتا تھا کہ لعنت ہو تم پر! پیغمبر خدا (ص) کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ اسی اثناء میں ’ ’ خزیمہ بن ثابت ’ ’ وہاں پہنچے اور اعرابی کے رسول خدا (ص) کے ساتھ اختلاف سے آگاہ ہوئے ، اور اس نے سناکہ سواء پیغمبر خدا (ص) سے گواہ طلب کر رہا ہے اور کہتا ہے : گواہ لائیں کہ میں نے اس گھوڑے کو آپ کے ہاتھ بیچا ہے :

خزیمہ نے فوراً کہا : میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اس گھوڑے کو بیچ دیا ہے ! رسول خدا (ص) نے خزیمہ سے مخاطب ہوکر فرمایا : جس معاملے میں حاضر نہ تھے اس کی گواہی کیوں دی؟

خزیمہ نے جواب دیا : جس دین کو آپ (ص) لائے ہیں میں نے اسے قبول کر کے آپ (ص) کو سچ بولنے والا جانا ہے اور جانتا ہوں کہ آپ(ص) سچ کے بغیر کوئی بات نہیں کرتے !

ایک اور روایت میں خزیمہ کا جواب یوں بیان ہوا ہے: میں نے آپ (ص) کی بات آسمانوں کے بارے میں ----- جو تمام بشریت کی دست رس سے دور ہے ---- سنی اور اسے قبول کیا ہے، تو کیا اس موضوع کے بارے میں آپ(ص) کی تصدیق نہ کروں اور اس کے صحیح اور سچ ہونے کی گواہی نہ دوں؟ رسول خدا (ص) نے فرمایا: ” آج کے بعد ہر مسئلہ میں خزیمہ کی گواہ دو گواہی کے برابر ہے ” یہی امر سبب بنا کہ اس تاریخ کے بعد خزیمہ ” ذی الشہادتین“ کے نام سے معروف و مشہور ہوئے اور وہ تنہا شخص تھے جن کی گواہی دو مردوں کے برابر شمار ہوتی تھی۔

یہ سلسلہ تب تک جاری رہا کہ خلیفہ عمر (رض) نے قرآن مجید کو اکٹھا کرنے کا کام شروع کیا ، جو تب تک پراکندہ اوراق ، تختیوں اور کھجور کے درختوں کی چھال پر لکھا ہوا تھا ، اور حکم دیا کہ اصحاب میں سے جس کسی نے بھی جتنی مقدار میں قرآن مجید کو پیغمبر خدا (ص) سے سن کر حفظ کیا ہو اسے لے آئے اور اس سلسلے میں احتیاط کی جاتی تھی اور خلیفہ کسی آیت کو تب تک قبول نہیں کرتے تھے جب تک دوسرا اس کے صحیح ہونے کی شہادت نہ دیتے اس موقع پر خزیمہ بن ثابت آیہ

< وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ رَجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِمْ >

لے کر آئے، اور خلیفہ نے اس کی گواہی پر اکتفا کر کے کہا: تیرے علاوہ کسی اور کی گواہی نہیں چاہتا ہوں۔

خزیمہ کی " ذو الشہادتین " کے نام سے شہرت قبیلہ " اوس " کیلئے فخر و مباہات کا سبب بنی، حتیٰ جب قبیلہ " اوس " و " خزرج " اپنے اپنے افتخارات گننے پر آتے تھے تو " اوس " سر بلندی سے ادعا کرتے تھے کہ " اور خزیمہ ہم میں سے ہے جس کی گواہی کو رسول خدا (ص) نے اس کی دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا ہے "

خزیمہ " ذو الشہادتین " نے ۳۷ ھ ء میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے پرچم تلے صفین کی جنگ میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہوئے ۔ تاریخ نویسوں نے ان کی شہادت کے بارے میں یوں بیان کیا ہے:

خزیمہ نے علی (ع) کے ہمراہ جمل اور صفین کی جنگوں میں مسلح ہوکر شرکت کی اور صفین کی جنگ میں کہتے تھے: میں عمار کے قتل ہونے تک نہیں لڑوں گا۔ میں منتظر دیکھ رہا ہوں کہ عمار کو کون قتل کرتا ہے، کیونکہ میں نے خود رسول خدا (ص) سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: ---عمار کو باغی اور سرکشوں کا ایک گروہ قتل کر ڈالے گا۔

اور جب عمار اسی جنگ صفین میں معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تو خزیمہ نے کہا: میں نے گمراہوں کو مکمل طور سے پہچان لیا۔ اس کے بعد میدان جنگ میں قدم رکھ کر تب تک امام کی صف میں لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

خزیمہ " غیر ذی الشہادتین " کو خلق کرنے میں سیف کا مقصد

" خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین " کے معاویہ کا سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہونا خاندان بنی امیہ کیلئے دو جہت سے بری اور معنوی شکست تھی ۔ ایک تو یہ کہ انہیں اس حالت میں قتل کیا گیا کہ وہ رسول خدا (ص) کی طرف سے " ذو الشہادتین " کا لقب پاچکے تھے اور یہ ان کے لئے ایک بڑا افتخار تھا اور وہ پیغمبر اسلام (ص) کے مشہور اصحاب میں سے تھے اور قبیلہ " اوس " کیلئے فخر و مباہات کا سبب تھے، دوسری جانب آنحضرت (ص) کی یہ گواہی کہ عمار ایک دین سے منحرف اور سرکش گروہ کے ہاتھوں قتل کئے جائیں گے، خود خزیمہ کی طرف سے ایک اور گواہی تھی کہ معاویہ اور اس کے حامی دین اسلام سے منحرف ہوکر سرکش و گمراہ ہوئے تھے اور حق امیر المؤمنین علی (ص) کے ساتھ تھا۔

سیف جو کہ خاندان بنی امیہ کی طرفداری میں عمار جیسوں کو رسوا و بدنام کرنے کی سر توڑ کوشش کرتا ہے ان کے خلاف جھوٹ کے پلندے گڑھتا ہے، تو کیا وہ عمار کی اس فضیلت و منقبت کے مقابلے میں آرام سے بیٹھ سکتا ہے؟

وہ کیسے اس دوبری معنوی شکست رسوائی کے مقابلے میں خاموش بیٹھ سکتا ہے؟

جو معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں عمار یاسر کے قتل ہونے اور خزیمہ بن ثابت کی گواہی کی وجہ سے خاندان بنی امیہ کو اٹھانی پڑی ہے جبکہ اس نے ہر قیمت پر بنی امیہ کا دفاع کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی کاروائی انجام دینے سے گریز نہیں کرتا؟!

سیف، جس نے بنی امیہ کی قصیدہ خوانی اور مداحی کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے، ہر گز خاندان بنی امیہ کیلئے ایسے نازک اور رسوا کن موقع پر خاموش نہیں بیٹھ سکتا ہے۔ لہذا وہ مجبور ہوکر اس مسئلہ کے معالجہ کیلئے قدم اٹھاتا ہے اور تاریخ میں دخل و تصرف کر کے ایک اور صحابی خلق کرتا

ہے ، اور موضوع کی اصل حقیقت کو بدل دیتا ہے اس طرح اپنے خیال میں بنی امیہ کے دامن میں لگے ننگ و رسوائی کے داغ کو پاک کرتا ہے ۔

وہ اس سلسلے میں ایک صحابی کو خلق کر کے اس کا نام خزیمہ بن ثابت رکھتا ہے تا کہ اسے اصلی خزیمہ ذو الشہادتین کی جگہ پر قرار دے اور اسے صفین کی جنگ کے دوران بنی امیہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہوتے دکھا کر اصلی خزیمہ کی شہادت اور معاویہ اور اس کے حامیوں کی سرکشی کے بارے میں کوئی گواہ باقی نہ رکھے۔

اس بناوٹی خزیمہ کی داستان کو امام المؤرخین طبری نے سیف بن عمر سے ، اس نے محمد سے اور اس نے طلحہ سے نقل کر کے یوں درج کیا ہے :

۱۔ امیر المؤمنین علی (ع) نے جب اپنے بارے میں مدینہ کے باشندوں کے عدم میلان کا احساس کیا تو آپ (ع) نے ان کے سرداروں اور معروف شخصیتوں کو بلایا اور ایک تقریر کے دوران ان سے مدد کرنے کو کہا۔

سیف کہتا ہے : حضار میں سے دو معروف شخصیتیں " ابو الہیثم بن تیہان " بدری ---- جنگ بدر میں شرکت کرنے والا صحابی --- اور " خزیمہ بن ثابت " اپنی جگہ سے اور امام (ع) کی حمایت اور مدد کا اعلان کیا ۔

سیف بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے :
یہ خزیمہ ، " خزیمہ ذو الشہادتین " کے علاوہ ہے کیونکہ " ذو الشہادتین " عثمان کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہو چکا تھا !!

۲۔ اس کے بعد طبری نے ایک دوسری روایت میں سیف سے ، اس نے محمد سے نقل کیا ہے کہ -- کہا جاتا ہے کہ اس کا لقب " عرزمی " تھا --- اس نے عبید اللہ سے اس نے حکم بن عتیہ سے نقل کر کے یوں لکھا ہے :

حکم بن عتیہ سے پوچھا گیا : کیا خزیمہ ذو الشہادتین نے جمل کی جنگ میں شرکت کی ہے؟ حکم نے جواب دیا: نہیں ، جس نے جنگ جمل میں شرکت کی ہے وہ ذو الشہادتین نہیں تھا بلکہ انصار میں سے ایک اور خزیمہ تھا چونکہ ذو الشہادتین عثمان کی خلافت کے دوران فوت ہو چکا تھا !! سیف ان دو روایتوں کو " شعبی " کی دو دوسری جعلی روایتوں سے تقویت بخشتا ہے تا کہ بہر صورت اپنی اس بات کو ثابت کرے کہ خزیمہ ذو الشہادتین خلافت عثمان کے زمانہ میں فوت ہو چکے تھے ۔ توجہ فرمائیے:

۳۔ سیف بن عمر نے مجالد کے اس قول سے لکھا کہ شعبی نے کہا:
قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے ، جمل کی جنگ میں صرف چھ یا سات افراد ایسے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی۔

۴۔ سیف ، دوسری روایت میں عمرو بن محمد سے نقل کر کے کہتا ہے کہ شعبی نے کہا ہے کہ :
قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے ، جنگ جمل میں اصحاب بدر میں سے صرف چھ افراد نے شرکت کی ہے۔

میں --- سیف بن عمر --- نے عمرو سے کہا : جمل کی جنگ میں اصحاب بدر کی شرکت کرنے والوں کی تعداد کے بارے میں تمہاری اور "مجادلہ " کی بات میں اختلاف ہے ؟ عمرو نے جواب میں کہا: نہیں ، ایسا نہیں ہے ، ہمارا آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے ، مگر یہ کہ خود شعبی اس امر شک کرتا تھا کہ ابو ایوب انصاری نے اس جنگ میں شرکت کی ہے یا نہیں اس نے شک کیا ہے کہ کیا جب امر

سلمہ نے اسے جنگ صفین کے بعد امام کی خدمت میں بھیجا ، تو ابو ایوب انصاری امام کی خدمت میں پہنچا ہے یا نہیں، کیونکہ جب ابو ایوب انصاری امام کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت امام نے نہروان میں قدم رکھا تھا ۔

آخر میں سیف پانچویں روایت کے مطابق ، معاویہ سے جنگ کرنے میں لوگوں کے میلان کے سلسلے میں اپنے جعلی صحابی زیاد بن حنظلہ کے افسانے میں اپنی گزشتہ بات کی تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے :

۵۔ جب زیاد نے معاویہ سے جنگ کے بارے میں لوگوں کے عدم میلان کا مشاہد کیا تو امام کو بے یار و یاور دیکھ کر ، آپ (ع) کی خدمت میں پہنچ کر کہا: اگر لوگ آپ کی مدد کرنے کامیلان نہیں رکھتے ، ہم خوشیکے ساتھ آپ کی مدد کریں گے اور آپ کے سامنے دشمنوں سے جنگ کریں گے ۔ افسانہ کے مآخذ اور راوی

سیف نے اپنی پہلی روایت کو محمد اور طلحہ سے نقل کیا ہے ۔ سیف کے ان دونوں راویوں ---- محمد و طلحہ ---- نے کیسے اور کہاں پر ایک ساتھ بیٹھ کر بات کی ہے ، یہ خود ایک الگ موضوع ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کہا ہے کہ سیف نے اس محمد کو " محمد بن عبد اللہ بن سواد نویرہ " خلق کیا ہے جبکہ طلحہ ، طلحہ بن اعلم حنفی ہے او روہ ایک حقیقی شخصیت ہے ، جو " بے " کے " حبان " نامی گاؤں کا رہنے والا تھا اور ایک مشہور و معروف راوی تھا ۔ سیف عراق کے شہر کوفہ میں زندگی بسر کرتا تھا ، معلوم نہیں اس نے " حبان " میں رہنے والے طلحہ سے کیسے ملاقات کی یا پھر اسے دیکھے بغیر اپنی روایت اس کی زبانی گڑھ لی ہے؟!

دوسری روایت کو سیف نے محمد بن عبید اللہ بن ابی سلیمان ، معروف بہ عزمی سے ، اس نے اپنے باپ سے اس نے حکم بن عتیہ سے نقل کیا ۔

عزمی کو علم حدیث کے علماء اور دانشوروں نے ضعیف جانا ہے اور اس کی روایتوں کو قبول نہیں کرتے۔ کیا معلوم شاید اسے ضعیف جاننے اور اس پر اعتماد نہ کرنے کا سبب یہ ہو کہ سیف نے اپنے جھوٹ اس سے نقل کئے ہیں !

لیکن حکم ، علماء، حکم نام کے دو اشخاص کو جانتے ہیں ۔ ان میں سے ایک کوفہ کا قاضی تھا اور دوسرا مشہور و معروف راوی تھا ۔ لیکن بات یہ ہے کہ کیا سیف نے انہیں دیکھا ہے۔ ان کی روایتیں سنی ہیں اور پھر ان کی زبانی جھوٹ کہلوا یا ہے ، یا یہ کہ بن دیکھے 'سنے ان کی زبان سے جھوٹ جاری کیا ہے؟!

بہر صورت ، سیف نے انہیں دیکھا ہو یا نہیں ، ان کی باتیں سنی ہوں یا نہیں ، موضوع کی مابیت پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ، کیونکہ ہم برگز سیف کے جھوٹ کے گناہوں کو ایسے راویوں کی گردن پر نہیں ڈالتے ، جبکہ سیف تنہا شخص ہے جس نے ایسی روایتیں ایسے اشخاص سے نقل کی ہیں ۔

سیف نے اپنی پانچویں روایت کو عبد اللہ بن سعید بن ثابت سے نقل کر کے " ایک شخص " کے بقول بیان کیا ہے جبکہ عبد اللہ بن سعید بن ثابت سیف کے مخلوق راویوں میں سے ہے اور ہم نے اس موضوع کی وضاحت گزشتہ بحثوں میں کی ہے ۔ لیکن وہ گمنام " مرد " کون ہے جس سے عبد اللہ نے روایت سنی ہے اور سیف نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے ؟ تا کہ ہم اس کو پہچانتے؟!

سیف کے افسانے اور تاریخی حقائق

سیف نے مذکورہ پنجانہ روایتوں میں یہ ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کی ہے کہ مدینہ کے باشندوں ، خاص کر مہاجر و انصار نے امام کی سپاہ میں شامل ہونے سے انکار اور حمل و صفین کی جنگوں میں امام کے پرچم تلے لڑنے سے بے دلی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں اپنے جھوٹ پر تکیہ کر کے قسم کھاتا ہے کہ بدر کے مجاہدوں میں سے چھ یا سات افراد سے زیادہ صفین و حمل کی جنگوں میں امام (ص) کی حمایت میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔

تعجب کی بات ہے کہ سیف ریا کاری اور مکروفریب سے اپنے جھوٹ کو چھپانے کیلئے امام علی (ع) کی جنگوں میں بدر کے مجاہدوں کی شرکت کو چھ یا سات افراد میں محدود کر دیتا ہے اور اپنی چوتھی جعلی روایت میں ابو ایوب انصاری کی داستان کو گڑھ کر اس اختلاف کی توجیہ کرتا ہے ! یہاں پر ہم حقائق کا انکشاف کرنے کیلئے سیف کی روایتوں اور اس کی داستانوں کو دوسروں کے بیان کردہ تاریخی وقائع اور جنگِ حمل و صفین میں امیر المؤمنین امام علی (ع) کے ساتھ رسول خدا (ع) کے صحابیوں کے حالات پر حسب ذیل بحث و تحقیق کرنے پر مجبور ہیں :

۱۔ بیعت کے موقع پر امام (ص) کے بارے میں خزیمہ اور دیگر اصحاب کا نظریہ اس سلسلے میں ” یعقوبی “ اپنی تاریخ میں یوں لکھتا ہے :

جب علی (ع) کی بیعت کی گئی ، انصار میں سے چند افراد نے اٹھ کر تقریریں کیں اس کے بعد خزیمہ بن ثابت انصاری ذو الشہادتین اٹھے اوروں بولے :

اے امیر المؤمنین ! آپ کے علاوہ کوئی ہم پر حکومت کی شائستگی نہیں رکھتا اور ہم آپ کے علاوہ کسی کی اطاعت نہیں کریں گے اگر ہمارے ضمیر آپ کے بارے میں انصاف پر مبنی فیصلہ سنادیں تو آپ (ع) سب سے پہلے ایمان لائے ہیں اور سب سے زیادہ خدا کا عرفان رکھنے والے ہیں اور تمام مؤمنین میں رسول خدا (ص) سے نزدیک تر ہیں ، جو کچھ سب لوگوں کے پاس ہے آپ اکیلے اس کے مالک ہیں اور جو کچھ آپ کے پاس ہے اس سے دوسرے محروم ہیں

۲۔ حمل کی جنگ میں خزیمہ اور مدینہ کے باشندوں کا نظریہ :

” ابن اعثم “ اپنی کتاب ” فتوح “ میں لکھتا ہے :

جب امام علی علیہ السلام عائشہ (رض) کے مکہ سے بصرہ کی طرف روانگی سے آگاہ ہوئے تو آپ (ع) نے اپنے دوست و احباب کو جمع کر کے ان سے یوں خطاب کیا :

اے لوگو! خدائے تبارک و تعالیٰ نے تمہارے درمیان ایک قرآن ناطق بھیجا ہے جو بھی قرآن مجید سے منہ موڑے اور اسے چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہو جائے گا ۔ بدعت اور مشتبہ چیزیں نابودی اور ہلاکت کے اسباب ہیں اور اس سے کوئی بچ نہیں سکتا مگر خدائے تعالیٰ اسے لغزشوں سے بچائے حکومت الہی کا دامن پکڑلو اور اس کے ماتحت رہو وہ تمہاری نجات و سربلندی کا سبب ہے اس لئے پر اس خدائی حکومت کی اطاعت کرو ۔ اپنے آپ کو اس گروہ سے لڑنے کیلئے آمادہ کرلو جو تمہاری یکجہتی و اتحاد پر نظر جمائے ہے اور تم لوگوں میں اختلاف و افتراق ڈالنا چاہتا ہے اپنے آپ کو آمادہ کرلوتا کہ خدائے تعالیٰ تمہارے ہاتھوں ان گمراہوں کی اصلاح فرمائے ۔ اور یہ جان لو کہ طلحہ و زبیر نے ایک دوسرے کی مدد کر کے ارادہ کیا ہے کہ میرے رشتہ داروں کو میرے خلاف اکسائیں اور لوگوں کو میری مخالفت پر مجبور کریں ۔ میں ان کی طرف روانہ ہوں تا کہ ان سے جنگ کروں یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے ۔

والسلام

لوگوں نے بھی اپنی آمادگی کا اعلان کیا

۳۔ خزیمہ جمل کی جنگ میں

”مسعودی“ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امیر المؤمنین نے جنگِ جمل میں پرچم اپنے بیٹے محمد کے ہاتھ میں دیا اور احکم دیا کہ حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔

محمد نے اپنے حملوں میں متوقع جرات و شجاعت نہیں دکھائی، اس لئے امام (ع) ان کے نزدیک تشریف لے گئے اور پرچم کو ان سے لے کر خود دشمن کے قلب پر حملہ کیا۔ اس کے بعد اضافہ کرتے ہوئے مسعودی لکھتا ہے:

خزیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین امام (ع) کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے اے امیر المؤمنین! محمد کی شرمندگی کا سبب نہ بنئے، پرچم کو اسے سونپئے۔ امام (ع) نے محمد کو بلا کر دوبارہ جنگ کا پرچم ان کے ہاتھ میں دیا۔

۴۔ جنگ جمل میں بدر کے مجاہدوں اور دوسرے اصحاب کی موجودگی:

”ذہبی“ نے ”سعید بن جبیر“ سے نقل کر کے لکھا ہے جنگ جمل میں آٹھ سو افراد انصار میں سے اور سات سو ایسے اصحاب امام (ع) کی خدمت میں سرگرمعمل تھے جنہوں نے بیعت رضوان کو درک کیا تھا۔

اور ”سدی“ سے نقل کر کے مزید لکھتا ہے:

جنگ جمل میں امیر المؤمنین کے ہمراہ ایک سو تیس بدریوں نے شرکت کی ہے۔

۵۔ صفین کی جنگ کے بارے میں اصحاب کا نظریہ:

”نصر بن مزاحم“ نے اپنی کتاب ”صفین“ میں لکھا ہے:

جب علی علیہ السلام شام کی طرف عازم ہوئے تا کہ وہاں کے لوگوں سے نبرد آزما ہوں، اپنے حامی مہاجر و انصار کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ (ع) نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثنا بجالانے کے بعد فرمایا:

آپ لوگ عقلمند، متواضع، سنجیدہ، حق گو اور صحیح کردار کے مالک ہیں اب جبکہ ہم اپنے مشترک دشمن پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، ہمیں اپنی آراء اور نظریات سے آگاہ کرئے۔

امام کی تقریر کے بعد ابو وقاص کا پوتا ”ہاشم بن عتبہ“ اپنی جگہ سے اٹھا اور بہترین صورت

میں حمد و ثنا الہی بجا لا کر بولا:

اما بعد، اے امیر المؤمنین! میں ان لوگوں کو اچھی طرح سے جانتا ہوں یہ آپ کے اور آپ کے حامیوں کے سخت دشمن ہیں اور مال و دنیا پرست ہیں وہ آپ (ع) سے جنگ کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے یہ ایسے دنیا پرست ہیں جو کسی بھی قیمت حاصل کی گئی چیزوں سے چشم پوشی نہیں کرتے اور اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہاتھ میں نہیں رکھتے۔ یہ لوگ نادانوں کو عثمان (رض) بن عفان کی خونخواہی کے عنوان سے فریب دیتے ہیں۔ یہ جھوٹ بولتے ہیں ان کے خون کا انتقام لینا نہیں چاہتے بلکہ اس بہانے سے طاقت و دولت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے ساتھ ان پر حملہ کیجئے۔ اگر حق کو قبول کیا تو اس صورت میں گمراہی سے نجات پائیں گے اور اگر اختلاف و افتراق کے علاوہ کسی اور راستہ کو اختیار نہ کیا کہ گمان ہے ایسا ہی کریں گے۔ اور خدا کی قسم میں یہ تصور نہیں کرتا کہ وہ آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ ان پر ایک ایسا شخص حکومت کرتا ہے جس کے ہر حکم کی وہ اطاعت کرتے ہیں اور ان کیلئے اس کی نافرمانی کرنا محال ہے!

باشم بن عتبہ کے بعد "عمار یاسر" اپنی جگہ سے اٹھ کر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالانے کے بعد بولے :

اے امیر المؤمنین ! اگر ہو سکے تو ایک دن بھی نہ ٹھہرئے اور اس کام کو انجام دیجئے ۔ اس سے پہلے کہ ان بد کرداروں کے فتنہ کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھیں اور وہ راستوں ، گزرگاہوں کو بند کر کے تفرقہ و اختلاف ڈالنے میں کامیاب ہوجائیں۔ ان پر حملہ کیجئے اور انہیں راہ حق کی طرف ہدایت فرمائیے اگر انہوں نے قبول کیا تو خوشبخت ہوجائیں گے اور اگر ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے علاوہ کسی اور راستہ کو اختیار نہ کیا تو ایسی صورت میں ، خدا کی قسم ان کا خون بہانا اور ان سے جنگ کرنا خدائے تعالیٰ کی خوشنودی اور تقرب حاصل کرنے کا سبب ہوگا جو پروردگار کا ہم پر لطف و کرم ہوگا۔

جب عمار یاسر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو پھر "قیس بن سعد بن عبادہ" اپنی جگہ سے اٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بجالانے کے بعد بولے :

اے امیر المؤمنین ! آمادہ ہوجائے اور ہمارے ساتھ مشترک دشمن پر حملہ کرنے کیلئے باہر آنے میں کوتاہی اور تاخیر نہ فرمائیے خدا کی قسم میں ان سے جنگ کرنے میں اس سے زیادہ مائل ہوں کہ راہ کی خدا میں ترکوں اور رومیوں سے جہاد کروں کیونکہ دین الہی کی نسبت ان کی گستاخی حد سے گزر چکی ہے اور انہوں نے خدا کے نیک بندوں اور مہاجر ، انصار اور صالح تابعین میں محمد (ص) کے ناصر و یاور کو ذلیل و خوار کر کے رکھ دیا ہے ۔

یہ جب کسی کو غصہ کر کے اسے پکڑ لیتے ہیں تو اسے جیل میں ڈال دیتے ہیں یا اسے کوڑے مارتے ہیں اور اس کا بائیکاٹ کرتے ہیں یا شہر و وطن سے جلا وطن کر دیتے ہیں ہمارے مال و منال کو اپنے لئے حلال جانتے ہیں اور ہمارے ساتھ اپنے غلاموں جیسا سلوک کرتے ہیں۔

اس کے بعد "نصر" لکھتا ہے :

جب "قیس" اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو انصار کے بزرگوں میں سے خزیمہ بن ثابت و ابو ایوب انصاری " اور دیگر لوگوں نے قیس کی ملامت کرتے ہوئے کہا:

تم نے کیوں انصار کے بڑے بوڑھوں کا احترام نہیں کیا اور ان سے پہلے بول اٹھے ؟

قیس نے جواب دیا ؛ مجھے آپ لوگوں کی برتری اور بزرگی کا اعتراف ہے لیکن میرے سینہ میں بھی وہی غصہ و نفرت موجزن ہے جو "احزاب" کی یاد کر کے آپ لوگوں کے سینہ میں موجزن ہوتی ہے اس لئے میں صبر نہ کرسکا ۔

یہاں پر انصار کے بزرگوں نے آپس میں طے کیا کہ ایک شخص اٹھے اور انصار کی جماعت کی طرف سے امیر المؤمنین کے جواب کے طور پر کچھ بولے۔ لہذا "سہل بن حنیف" کو انتخاب کیا گیا اور ان سے کہا گیا؛ اے سہل ! کھڑے ہوجاؤ اور ہماری طرف سے بات کرو ! سہل اٹھے اور خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں حمد و ثنا بجالانے کے بعد بولے:

اے امیر المؤمنین (ع) آپ جس کے ساتھ مہربانی کریں گے ، ہم بھی مہربانی کریں گے اور جس سے جنگ کریں گے ، ہم بھی اس سے لڑیں گے ۔ آپ (ع) جو فکر کریں گے ہماری فکر بھی وہی ہے کیونکہ ہم آپ (ع) کے دائیں بازو کے مانند آپ کے اختیار میں ہیں ۔

لیکن ہماری تجویز یہ ہے کہ کوفہ کے باشندوں کے سرداروں کو اس موضوع سے مطلع فرمائیے کیونکہ وہ اس دیار کے باشندے ہیں ۔ انہیں حکم دیجئے تا کہ وہ بھی دشمن کی طرف روانہ ہوں۔ ان کو فضل و رحمت خدا سے جو انہیں عنایت ہوئی ہے ، آگاہ فرمائیے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں اگر آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے تو آپ اپنے مقصد مقصد میں کامیاب ہوں گے ورنہ ہم لوگ تو آپ کے بارے میں کسی

قسم کا اختلاف نہیں رکھتے ، جب بھی ہمیں بلائیں گے جان ہتھیلی پر لے کر حاضر ہیں اور جو بھی حکم دیں گے سر آنکھوں پر لیں گے یعقوبی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ صفین کی جنگ میں امیر المؤمنین کے ہمراہ ستر افراد بدری ، شجرہ میں بیعت کرنے والوں میں سے سات سو افراد کے علاوہ چار سو دوسرے مہاجر و انصار بھی موجود تھے ۔

مسعودی نے بھی لکھا ہے کہ :

صفین کی جنگ میں عراق کے باشندوں میں سے پچیس ہزار افراد قتل ہوئے جن میں پچیس بدری بھی دکھائی دیتے تھے۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا وہ امیر المؤمنین (ع) کی جنگوں کے بارے میں اصحاب کے نظریات اور پالیسی کا ایک نمونہ تھا ۔ اب ہم ”خزیمہ بن ثابت انصاری ذو الشہادتین“ کے صفین کی جنگ میں قتل ہونے کی روداد بیان کرتے ہیں ۔

”ابن سعد“ اپنی کتاب ”طبقات“ میں ”ذو الشہادتین“ کی زندگی کے حالات کی تشریح میں لکھتا ہے : جس وقت عمار یاسر ---صفین کی جنگ میں ---قتل ہوئے ، خزیمہ بن ثابت اپنے خیمہ میں چلے گئے ، غسل کیا اور جنگی لباس زیب تن کیا، اس پر پانی چھڑکنے کے بعد باہر آئے اور میدان جنگ میں جاکر اس قدر جنگ کی کہ آخر شہید ہو گئے ۔

”خطیب بغدادی“ (۱) نے بھی اپنی کتاب ”موضح“ میں ”عبد الرحمان بن ابی لیلی“ سے نقل کرکے یوں لکھا ہے :

میں جنگ صفین میں حاضر تھا ۔ میدان کارزار میں میری ایک ایسے شخص کے ساتھ مڈ بھیڑ ہوئی جو اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھا ، اس کی داڑھی کے بال چہرے پر لگائے نقاب سے نیچے کی طرف باہر آئے تھے۔ وہ پوری طاقت کے ساتھ لڑتا تھا اور

۱- حافظ حدیث ، ابوبکر احمد بن علی ملقب بہ خطیب بغدادی (وفات ۴۶۳ھ) اس کی تالیفات میں سے ایک ”موضح اوہام الجمع و التفریق“ ہے کہ ہم نے اس کتاب کی جلد ’۴‘ صفحہ: ۲۷۷ طبع حیدر آباد دکن ۱۲۸۷ھ کی طرف رجوع کیا ہے۔

دائیں بائیں تلوار چلارہا تھا اور حملہ کر رہا تھا ۔ میں نے اپنے آپ کو اس کے نزدیک پہنچ کر کہا : اے بوڑھے آدمی ! تم جوانوں کے ساتھ اس طرح بلاخوف لڑ رہے ہو اور دائیں بائیں تلوار چلا رہے ہو ؟

اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا کر کہا ؛ میں ”خزیمہ بن ثابت انصاری“ ہوں ، میں نے خود رسول خدا (ع) سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے : علی (ع) کے ہمراہ لڑنا اور اس کے دشمنوں سے جنگ کرنا۔

”نصر بن مزاحم“ اپنی کتاب ”صفین“ میں اس جنگ کی رجز خوانیوں کے ضمن میں لکھتا ہے : ”خزیمہ بن ثابت“ صفین کی جنگ میں معاویہ کی سپاہ پر حملہ کرتے ہوئے یہ رجز پڑھ رہے تھے : جنگ شروع ہوئے دو دن گزر گئے ، یہ تیسرا دن ہے ، پیاس کی شدت سے جنگجوؤں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئی ہیں ۔

آج وہی دن ہے کہ جس دن تلاش و کوشش کرنے والے کو بخوبی معلوم ہوگا کہ امام (ع) کے ساتھ عہد و پیمان توڑنے والے کس قدر زندہ رہنے کی امید رکھتے ہیں ؟!

جبکہ یہ لوگ اپنے اسلاف کی میراث لینے والے اور آئندہ کیلئے وراثت چھوڑنے والے ہیں ، یہ علی (ع) ہیں جو بھی ان کی اطاعت نہ کرے ، ”ناکثین“ میں سے ہے اور پروردگار کے ہاں گناہگار ہے ۔

اس کے علاوہ جمعرات کے دن کی دلاوریوں اور رجز خوانیوں کے عنوان سے لکھتا ہے : اسی دن "خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین" قتل ہوئے ، اور خزیمہ کی بیٹی "ضبیعہ" اپنے باپ کی لاش پر یوں نوحہ خوانی کر رہی تھی:

اے میری آنکھوں! "احزاب" کے ہاتھوں مقتول اور فرات کے کنارے خاک پر پڑی ہوئی خزیمہ کی لاش 'پر آنسوؤں کے دریا بہاؤ:

انہوں نے ذو الشہادتین کو بے گناہ اور مظلوم قتل کیا ہے 'خدا ان سے اس کا انتقام لے۔ اسے جوانمردوں کے ایک گروہ کے ساتھ مارا گیا ، جو حق کی آواز پر لبیک کہہ کر آگے بڑھے تھے اور برگز آرام سے نہیں بیٹھے تھے۔

یہ لوگ اپنے کامیاب و فریاد رس مولا ---امام علی (ع) ---کی مدد میں اٹھے تھے اور موت کے لمحہ تک اپنے مولا(ع) کی مدد سے دست بردار نہیں ہوئے۔

خدائے تعالیٰ "خزیمہ" کے قاتلوں پر لعنت فرمائے اور دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کرے۔

نصر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے :

امام علی (ع) نے صفین کی جنگ سے واپسی پر اپنے ایک خطبہ میں کوفیوں کی معاویہ سے جنگ میں شرکت پر تحلیل کرتے ہوئے بے انتہا حزن و ملال کے ساتھ خزیمہ ذو الشہادتین کو یاد کرتے ہوئے فرمایا:

میرے بھائی ، جن کا خون صفین کے میدان میں زمین پر جاری ہوا ، چونکہ آج وہ زندہ نہیں ہیں جو غم و اندوہ کے عالم کا مشاہدہ کرتے ! ان کو کیا نقصان پہنچا ؟ خدا کی قسم انہوں نے اس خدا کا دیدار کیا جس نے انہیں جزا دی ہے اور انہیں تمام خوف و براس سے آزاد کر کے امن کی جگہ پر قرار دیا ہے۔

کہاں ہیں میرے وہ بھائی جنہوں نے حق کی راہ میں قدم رکھا اور حق کے راستے کا انتخاب کیا؟

کہاں ہے عمار ، کہاں ہے ابن تیہان (۱) اور کہاں ہے ذو الشہادتین؟!

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا وہ امام علی (ع) کی جنگوں کے بارے میں مہاجرین و انصار

خاص کر خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین نقطہ نظر کا اظہار تھا (۲)

ان حقائق کے باوجود سیف آخر میں تحریف کرتا ہے او وقائع میں دخل و تصرف کے ذریعہ افسانوی کردار خلق کرتا ہے اور اس طرح تاریخ اسلام کو مشکوک کر کے اس کے اعتبار 'استحکام اور قدر و منزلت کو گرا دیتا ہے۔

خزیمہ کے افسانہ پر ایک بحث

گزشتہ پانچوں روایتوں میں سیف نے تاریخی حقائق میں تحریف کر کے علماء اور محققین کو

۱۔ ابن تیہان ، ابو الہیثم ، مالک بن تیہان انصاری قبیلہ 'اوس میں سے ہیں۔ ابن تیہان نے بیعت عقبہ کو درک کیا ہے اور جنگ بدر کے علاوہ پیغمبر (ص) کی دوسری جنگوں میں بھی شرکت کی ہے۔ ابن تیہان صفین کی جنگ میں امام علی (ع) کی حمایت میں لڑے اور اس میں شہید ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۵ / ۲۱۸) ، خطبہ نمبر ۱۸۳ ، نوف بکالی کی روایت کے مطابق اور ' ' شرح نہج البلاغہ " ابن ابی الحدید معتزلی (۱۰ / ۹۹)۔

۲۔ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ فضائل و مناقب امام علی (ع) بیان کرنے میں ہماری دلچسپی کا مقصد یہ ہے کہ ہم انصار کے نظریات اور امام (ع) کے بارے میں ان کی پالیسی کو بیان کر کے بحث کو طولانی بنارے ہیں۔ حقیقت میں ہم مجبور تھے تا کہ سیف کی شیطنتوں ، فضائل امام کو پوشیدہ رکھنے ، امام کے ساتھ اس کی دشمنی کی بنا پر وقائع میں تحریف کرنے اور بنی امیہ کے ساتھ اس کی ہمدردیوں

سے پردہ اٹھائیں۔ اسی طرح ہم نے بعد میں ذکر ہونے والے صحابی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مشہور صحابی جیسے ”ابو دجانہ“ کے امام کی جنگوں میں شرکت کرنے کے مسئلہ کو جس کا سیف مدعی ہے قبول نہیں کیا ہے اور اسے رد کیا ہے۔

گمراہی اور پریشانی سے دوچار کیا ہے۔ اس نے تاریخ میں تصرف کر کے ’خزیمہ بن ثابت‘ ”ذو الشہادتین“ کے علاوہ افسانہ کا اس میں اضافہ کیا ہے اور اس طرح آئندہ نسلوں کے تاریخی حقائق سے منحرف ہونے کے اسباب مہیا کئے ہیں۔

سیف بن عمر تمیمی کے بعد اسلام کے علماء و محققین کی باری آتی ہے۔ اس سلسلہ میں مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے کمر ہمت باندھ کر سیف کی افسانوی داستانوں جھوٹ کے پلندوں اور تخلیقات کو مسلم اور ناقابل انکار حقائق کے عنوان سے حدیث، تاریخ، ادب اور صحابہ کی تشریح میں لکھی گئی اپنی معتبر اور گراں قدر کتابوں میں نقل کیا ہے اور اپنے اس عمل سے سیف کے افسانوں کو حقیقت کا لبادہ اوڑھا کر معتبر مصادر و مآخذ میں داخل کیا ہے اس سلسلے میں خطیب بغدادی جیسے دانشور کی بات قابل غور ہے۔

خطیب بغدادی اپنی کتاب ”موضح“ میں ”خزیمہ بن ثابت انصاری“ ”غیر ذو الشہادتین“ کے بارے میں لکھتا ہے :

علماء نے اس خزیمہ کا نام سیف کی احادیث سے استفادہ کر کے لکھا ہے منجملہ یہ کہ یہاں پر سیف کی پہلی اور دوسری روایت کو نقل کرنے کے بعد اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :

بے شک اس سلسلے میں سیف کی روایت غلط اور بے موقع ہے کیونکہ ”خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین“ نے امام علی (ع) کے ساتھ صفین کی جنگ میں شرکت کی ہے اس مطلب کو سیرت لکھنے والے تمام محققین نے ذکر کیا ہے اور اس پر اتفاق نظر رکھتے ہیں جب سیف کی بات سبھی علماء کے نقطہ نظر اور ان کے بیان کے خلاف ہے تو یہ حجت اور اعتبار سے بھی خالی ہے !

مذکورہ مطالب کو لکھنے کے بعد خطیب نے چند ایسی روایات نقل کی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ”خزیمہ“ ذو الشہادتین نے صفین کی جنگ میں امام علیہ السلام کی ہمرابی میں شرکت کی ہے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے ہیں اس کے بعد لکھتا ہے :

اصحاب میں اس ”ذو الشہادتین“ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا جس کا نام ”خزیمہ“ ہو اور اس کے باپ کا نام ”ثابت“ ہو اور خدا بہتر جانتا ہے۔

ابن حجر جیسے عالم نے ”خزیمہ بن ثابت“ کے سلسلے میں مد و شرحیں لکھی ہیں ان میں سے ایک ”خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین“ کے عنوان سے جو ایک مشہور و معروف صحابی تھے۔ اور دوسری سیف کے جعلی خزیمہ کے عنوان سے۔ ابن حجر سیف کے اس جعلی خزیمہ کے بارے میں لکھتا ہے :

اور دوسرا خزیمہ بن ثابت انصاری ہے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ”حکم بن عتیہ“ سے نقل کر کے لکھا ہے (دوسری روایت کے آخر تک)

اس کے بعد ابن حجر اضافہ کر کے لکھتا ہے :
اس روایت کو سیف بن عمر نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں لکھا ہے لیکن خطیب بغدادی نے اسے مردود جانا ہے اور کہتا ہے

اور خطیب بغدادی کے بیانات خلاصہ بیان کرنے کے بعد اپنے نقطہ نظر کو یوں بیان کرتا ہے :

میں ----ابن حجر ----- کہتا ہوں کہ سیف کا کوئی گناہ نہیں ہے ، بلکہ یہ غلط بیانی اور آفت اس کے راوی "عززمی" کی ہے جس نے اس قسم کی جھوٹی اور ناحق روایت بیان کی ہے ! جی ہاں سیف نے "جمل" کی داستان میں لکھا ہے کہ علی (ع) نے مدینہ میں تقریر کی اور کہا (گزشتہ پہلی روایت کے آخر تک)

ابن ابی الحدید معتزلی نے اسی سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا ہے ہم یہاں پر اسے نقل کرتے ہیں ، وہ لکھتا ہے :

"ابو حیان توحیدی" (۱) نے اپنی کتاب "بصائر" میں لکھا ہے کہ خزیمہ بن ثابت جس نے امام علی علیہ السلام کے ہمراہ صفین کی جنگ میں شرکت تھی اور اسی جنگ میں شہید ہوا تھا ، حقیقت میں خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین نہیں تھا بلکہ انصار میں سے کوئی اور تھا ، جس کا نام بھی خزیمہ بن ثابت تھا ' جبکہ یہ دعویٰ مکمل طور پر غلط اور خطا ہے ، کیونکہ حدیث و انساب کی تمام کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ اصحاب ، انصار، اور غیر انصار میں "ذو الشہادتین" کے علاوہ کسی اور کا نام "خزیمہ بن ثابت" نہیں تھا ۔ در حقیقت ہوا و بوس کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے ! یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ تاریخ کبیر کے مصنف طبری نے ابو حیان سے پہلے یہی مطالب لکھے ہیں اور ابو حیان نے اپنی غلط بات کو طبری کی کتاب سے نقل کیا ہے ! جبکہ وہ تمام کتابیں جو اصحاب کے ناموں کے بارے میں لکھی گئی طبری اور ابو حیان کی باتوں کے خلاف ثابت کرتی ہیں

۱۔ ابو حیان توحیدی ، اس کا نام علی بن محمد توحیدی ہے جس نے چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں وفات پائی ہے۔ اس کی تالیفات میں سے ایک کتاب "بصائر القدمات و بشائر الحکما" ہے ۔ اس کے علاوہ کیا ضرورت ہے کہ "خزیمہ ، ابن تیہان عمار ' جیسوں کے ہوتے ہوئے ۔ امیرالمؤمنین (ع) کے حامیوں کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کریں ، کیونکہ اگر لوگ امام (ع) کے سلسلہ میں انصاف سے کام لیں اور تعصب کی عینک کو اپنی آنکھوں سے اتار کر صحیح معنوں میں امام کے بارے میں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اگر پوری دنیا بھی آپ (ع) کی مخالفت کرکے دشمنی پر اتر آئے اور آپ (ع) کے خلاف تلوار کھینچ لے اور امام (ع) تنہا ہوں ، تو بھی حق علی (ع) کے ساتھ ہوگا اور یہ سب لوگ باطل اور ظالم ہوں گے (ابن ابی الحدید کی بات کا خاتمہ)

ابن ابی الحدید اس امر میں حق پر ہے ۔ وہ "خزیمہ" غیر ذو الشہادتین " کو خلق کرنے کے سبب کے بارے میں کہتا ہے :

"بواوبوس کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے "

لیکن جو وہ ایک بار ابو حیان کو اور دوسری بار "طبری" کو ملزم ٹھہراتا ہے تو ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے۔

اسی طرح ہم ابن حجر کی اس بات سے بھی اتفاق نظر نہیں رکھتے ہیں جو وہ کہتا ہے کہ یہ تمام مشکلات اور آفتیں "عززمی" سے پیدا ہوئی ہیں ۔ جبکہ "عززمی" کا کوئی قصور و گناہ نہیں ہے اور ان تمام آفتوں کا سرچشمہ سیف بن عمر تمیمی ہے یہ وہی ہے جس نے "خزیمہ غیر ذو الشہادتین" کے بارے میں دو روایتیں گڑھی ہیں اور انہیں "حکم" "عززمی" ، "محمد" اور "طلحہ" سے نسبت دی ہے !

سیف تنہا شخص ہے جس نے خزیمہ "غیر ذو الشہادتین" کے چہرے کا خا کہ کھینچا ہے اور اسے ایک رول سونپا ہے ۔

سیف تنها شخص ہے جس نے خزیمہ کا افسانہ اور دیگر افسانے خلق کئے ہیں اور بڑی مہارت سے انہیں تاریخ اسلام کے صفحات میں درج کرایا ہے اور اس طرح علماء اور محققوں کو حیرت اور پریشانی سے دوچار کیا ہے ورنہ سیف کے جھوٹ سے بے خبر بے چارے مشہور راویوں کا کیا قصور اور گناہ ہے؟!

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہم نے سیف کی اس جعلی مخلوق کو آسانی سے دریافت نہیں کیا بلکہ اس سلسلے میں بحث و تحقیق میں کافی وقت لگا ہے اور اس پر ہماری ایک عمر صرف ہوئی ہے اور انتھک اور بے وقفہ تلاش اور کوشش کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کی اس قسم کی تخلیق ایسی نہیں ہے کہ مثال کے طور پر سیف نے ایک نام کا انتخاب کیا اور اس نام کیلئے ایک افسانہ گڑھ کر اسے اپنے دوسرے افسانوں کی طرح تاریخ اسلام میں درج کرایا ہو اور اس طرح اس کے افسانوں سے حقائق کو آسانی کے ساتھ سمجھنا ممکن ہو۔ بلکہ اس کے برعکس سیف نے اس قسم کی اپنی تخلیقات اور اپنے افسانوں میں کردار اور رول ادا کرنے والوں کو ایسے چہروں کے ہم نام خلق کیا ہے جو تاریخ میں حقیقتاً موجود تھے اور اتفاق سے مقام و منزلت اور عمومی احترام کے بھی مالک تھے اور یہی امر سبب بنا کہ بعض اوقات ہم دورائے پر کھڑے ہو کر حیرت اور پریشانی سے دوچار ہوتے رہے ہیں ایسی صورت میں ہم موضوع کی حقیقت تک پہنچنے کیلئے مجبور ہوتے تھے کہ اپنی تمام توانائیوں کو بروئے کار لائیں اور مقصد حاصل ہونے تک آرام سے نہیں بیٹھتے تھے۔

بحث کا نتیجہ

سیف نے خزیمہ بن ثابت انصاری غیر ذو الشہادتین کو خلق کر کے اس کا نام دو روایتوں میں لیا ہے اور ان دونوں روایتوں میں سے ہر ایک کیلئے بعض راوی بھی پیش کئے ہیں جس کسی نے بھی ، جیسے طبری ، ابن عساکر اور ابن حجر خزیمہؑ غیر ذو الشہادتین کی داستان نقل کی ہے یا اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے روایت کوسیف بن عمر سے نقل کیا ہے نہ کہ کسی اور سے اور اس کے بعد دوسرے علماء جیسے ” توحیدی ، ابن اثیر ، ان کنیر اور ابن خلدون وغیرہ ” نے خزیمہ غیر ذو الشہادتین کا نام لیتے وقت بلا واسطہ یا با واسطہ روایت کو طبری سے نقل کیا ہے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب آفتیں صرف و صرف سیف کی وجہ سے ہیں!! ”

سیف نے اپنی تمام افسانوی شخصیتوں کو دوسری صدی ہجری میں اپنے خاندانی تعصبات ، قدرت اور دولتمندوں کی حمایت ، خاندان بنی امیہ و مضر (اس کے اپنے خاندان) کی نوکری اور مداحی و ستائش کی بنیاد پر خلق کیا ہے تا کہ اس طرح اپنے رقیب اور دیرینہ دشمن قبائل جیسے یمانی اور قحطانیوں پر کیچڑ اچھال کر اپنے دل کی بھڑاس نکال سکے۔ ابھی یہ سکھ کا ایک ہی رخ ہے !

سیف کا پیغمبر خدا (ع) کے اصحاب کے نام پر اپنے بیروں کی تخلیق اور ایسے افسانے گڑھنے میں اس کا مذہبی تعصب یعنی زندیقی ہونا بھی کارفرما تھا تاکہ اسلام سے عناد و دشمنی ---- جیسا کہ بعض نے اسے اس کا ملزم ٹھہرایا ہے --- کی بناء پر اسلامی عقائد میں شک و شبہ ایجاد کرے اور علماء کو حقائق سے منحرف کرے ، ان کی تحقیق کی راہ میں رکاوٹیں ڈالے اور اس طرح اسلام کا چہرہ مکمل طور پر مسخ کر کے دنیا والوں کے سامنے پیش کرے۔

سیف نے اس سلسلہ میں اپنے افسانوں کو ایسی مہارت اور چابکدستی سے اسلام کی تاریخ میں داخل کیا ہے اور انہیں حقیقی روپ بخشا ہے کہ انسان ابتدا میں تصور کرتا ہے کہ حقیقت میں یہ تاریخ کے واقعی چہرے تھے اور ان میں سے ہر ایک اہم رول ادا کرتا تھا !! یہی امر سبب بنا ہے کہ جعلی سورماؤں کے نام قابل احترام کتابوں اور رجال اور رسول خدا (ص) کے صحابیوں کے حالات پر مشتمل

کتابوں میں حقیقی وجود کے طور پر پیغمبر خدا (ع) کے دوسرے اصحاب کی فہرست میں قرار پاگئے !! لیکن آج جب کہ علم و تحقیق کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہے ، ان افسانوں کے تاریخ اسلام میں داخل ہونے کے بارہ صدیوں کے بعد جب ہم نے چاہا کہ ان تمام فریب کاریوں اور جھوٹ سے پردہ اٹھائیں اور تاریخ اسلام کے حقائق کو واقعی صورت میں اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کریں تو ہمارے بعض عزیزوں نے ہم سے منہ موڑ کر ہم پر ناک بھوں چڑھانا شروع کیا، بعض بزرگوں نے ہماری نسبت غصہ و نفرت کا اظہار کیا، حتیٰ یہی رد عمل سبب بنا کہ اس کتاب کا ایک حصہ شائع کرنے پر پابندی لگادی گئی خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم اس حصہ کو شائع کرنے میں کب کامیاب ہوجاں گے (۱)

۱۔ اس سلسلہ میں مجلہ "الازہر" قاہرہ جلد ۳۲ (شمارہ ۱۰، صفحہ نمبر ۱۱۵۰ ، اور جلد ۳۳ شمارہ ۶ صفحات ۷۶۰ - ۷۶۱) ملاحظہ کرسکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ مجلہ راہنمائے کتاب طبع تہران سال چہارم شمارہ ۷ ص ۶۹۶ و شمارہ ۸ ، ص ۸۰۰ و شمارہ ۹ ص ۸۹۴ ملاحظہ کرسکتے ہیں ۔

مصادر و مآخذ

خزیمہ ذوالشہادتین کا نسب:

- ۱۔ ابن حزم کی "جمہرہ" ص ۳۳۴۔
 - ۲۔ ابن درید کی "اشتقاق" ص ۴۴۷۔
 - ۳۔ طبری کی "ذیل المذیل" (۳/ ۲۴۰۰)۔
 - ۴۔ "معرفة الصحابة" مستدرک حاکم تیسری جلد۔
- گھوڑا خریدنے اور خزیمہ کو ذوالشہادتین کا لقب ملنے کی داستان
- ۱۔ "مسند" احمد بن حنبل (۵/ ۲۱۵)۔
 - ۲۔ ابن سعد کی "طبقات" (۴/ ۳۷۸ - ۳۷۹)۔
 - ۳۔ "اسد الغابہ" ابن اثیر ، خزیمہ کے حالات (۲/ ۱۱۴) سواء یا سواد کے حالات (۲/ ۳۷۳ - ۳۷۴)۔
 - ۴۔ ابن عساکر کی "تہذیب" خزیمہ کے حالات (۵/ ۱۳۳)۔

خلیفہ عمر (رض) کا قرآن مجید کو جمع کرنا اور قبیلہ اوس کا خزیمہ پر افتخار کرنا۔

- ۱۔ "تاریخ ابن عساکر" اور اس کی "تہذیب" (۵/ ۱۳۳)۔
 - ۲۔ احمد بن حنبل کی "مسند" (۵/ ۱۸۹)۔
 - ۳۔ ابن حجر کی "اصابہ" (۱/ ۴۲۵)۔
 - ۴۔ صحیح بخاری باب جمع القرآن (۳/ ۱۵۰ و ۳/ ۱۱۷) تفسیر سورہ احزاب
 - ۵۔ خطیب بغدادی کی "موضح" (۱/ ۲۷۶)۔
- امام کی جنگوں میں خزیمہ کی شرکت
- ۱۔ ابن سعد کی "طبقات" عمار کے حالات (۲/ ۳۵۹)۔

۲. بلاذری کی " انساب الاشراف " (۱ / ۱۷۰)
 ۳. ابن عبد اللہ لریب کی " استیعاب " (۱ / ۱۵۷)
 ۴. ابن اثیر کی " اسد الغابہ " میں خزیمہ کے حالات (۲ / ۱۱۴) اسی طرح ابن عساکر کی تاریخ
 ۵. احمد بن حنبل کی " مسند " (۵ / ۲۱۴)
 ۶. طبری کی " ذیل المذیل " عمار یاسر کے حالات (۳ / ۳۱۶)
 ۷. خطیب بغدادی کی " موضح " (۱ / ۲۷۷)
- عمار یاسر کے بارے میں سیف کے جھوٹ:
۱. خلیفہ عمر (رض) کی طرف سے عمار یاسر کے کوفہ میں گورنر کی حیثیت سے منصوب کئے جانے کے سلسلے میں واقعی کی روایت اور تاریخ طبری (۱ / ۲۶۴۵) میں سیف کے ذریعہ عمار یاسر کے معزول کئے جانے سے متعلق روایت کا موازنہ کیجئے۔
 ۲. تاریخ طبری (۱ / ۲۶۷۲ - ۲۶۷۸)
- زیاد بن حنظلہ ، امام علی علیہ السلام اور سیف کی پانچ روایتیں
۱. تاریخ طبری (۱ / ۳۰۹۵ - ۳۰۹۶) میں پانچوں روایتیں یکے بعد دیگرے درج ہوئی ہیں ۔
 ۲. خطیب بغدادی کی " موضح " (۱ / ۲۷۵ - ۲۷۶) اس نے پہلی دو روایتوں کو درج کیا ہیں۔
 ۳. ابن عساکر نے اپنی " تاریخ " جس کا قلمی نسخہ دمشق کی " ظاہرہ لائبریری میں موجود ہے ۔ نمبر : ۳۳۷۰ جلد ۵ ص ۳۰۲ و ۳۰۳ اس نے دوسری روایت کو سیف سے نقل کر کے ذکر کیا ہے ۔
- سیف کی روایتوں کی پڑتال
۱. تاریخ طبری (۱ / ۲۲۰۸ و ۲۱۱۱)
 ۲. " الجرح و التعديل " ۲ / ق (۱ / ۴۸۲)
 ۳. ابن عساکر کی " تهذيب " (۹ / ۳۳۲)
 ۴. " میزان الاعتدال " (۱ / ۵۷۷)
- امام کے بارے میں خزیمہ اور دوسرے اصحاب کا نقطہ نظر
۱. تاریخ یعقوبی (۲ / ۱۷۸ - ۱۷۹)
 ۲. اعثم کی " فتوح " (۲ / ۲۸۹)
 ۳. مسعودی کی " مروج الذهب " (۲ / ۳۶۶ - ۳۶۷)
- امام کی جنگوں میں مجاہدین بدر اور دوسرے اصحاب کی موجودگی
۱. ذہبی کی " تاریخ اسلام " (۲ / ۱۷۱)
 ۲. خلیفہ بن خیاط کی " تاریخ " (۱ / ۱۶۴)
 ۳. نصر بن مزاحم کی کتاب " صفین " (۹۲ - ۹۴)
 ۴. تاریخ یعقوبی (۲ / ۱۸۸)
 ۵. مسعودی کی " مروج الذهب " (۲ / ۳۹۴)
- خزیمہ ذو الشہادتین کا قتل ہونا :
۱. ابن سعد کی " طبقات " عمار یاسر کے حالات
 ۲. خطیب بغدادی کی موضح (۱ / ۲۷۷)
 ۳. نصر بن مزاحم کی کتاب " صفین " ص ۳۵۸ ، ۳۶۳ - ۳۶۶
- خزیمہ کے افسانہ پر ایک بحث

- ۱۔ خطیب بغدادی کی " موضح " (۱ / ۲۷۵ - ۲۷۸)
- ۲۔ ابن حجر کی " اصاہ " (۱ / ۴۲۵) ذو الشہادتین کے حالات نمبر : ۲۲۵۱ اور " خزیمہ غیر ذو الشہادتین " نمبر ۲۲۵۲۔
- ۳۔ شرح نہج البلاغہ ، تحقیق ابو الفضل (۱۰ / ۱۰۹ - ۱۱۰)
- ۴۔ ابن اثیر کی " تاریخ کامل " (۳ / ۸۴)
- ۵۔ تاریخ ابن کثیر (۷ / ۲۳۳)
- ۶۔ " تاریخ ابن خلدون " (۲ / ۴۰۷ - ۴۱۳) اور اسی صفحہ پر تعلیق امیر شکیب ارسلان
- ۷۔ " عبد اللہ ابن سبا " طبع آفسٹ تہران - ۱۳۹۳ھ سیف بن عمر کے حالات



ترجمہ تحریک
Translation Movement

سماک بن خرشہ انصاری

ابودجانہ

کتاب کے اس حصہ میں ہم ان تین چہروں کے بارے میں بحث کریں گے جن میں سے ہر ایک کا نام ”سماک بن خرشہ“ تھا۔

ابودجانہ اور رسول خدا (ص) کی تلوار

ابودجانہ ، سماک بن خرشہ ، انصاری یا ”سماک بن اوس بن خرشہ ، ابودجانہ ، انصاری ساعدی“ ایک شجاع ، دلیر اور ایک مشہور جنگجو شخص تھا ۔

ابو دجانہ نے رسول خدا (ص) کے ہمراہ بدر کی جنگ میں سرگرم طور پر شرکت کی ہے اور شرک و نفاق کے خلاف اسلام کی دوسری جنگوں میں بھی اس نے تلوار چلائی ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ پیغمبر خدا (ص) نے احد کی جنگ میں ایک تلوار ہاتھ میں لے کر مجاہدین اسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟“

زبیر نے کہا کہ ؛ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا، اے رسول خدا (ص) : میں ہوں ۔ لیکن پیغمبر خدا نے میری بات پر توجہ نہ فرمائی (۱) اور بدستور اپنی پہلی بات کو دہراتے رہے ۔

”کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟“

اب کی بار ”ابودجانہ سماک بن خرشہ“ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولے :

میں اس کا حق ادا کروں گا ، اس کا حق کیا ہے ؟

رسول خدا (ص) نے فرمایا:

اس کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرو گے اور کفار سے جنگ میں پیچھے نہ ہٹو گے ۔

زبیر کہتا ہے :

رسول خدا(ص) نے تلوار کو ابو دجانہ کے ہاتھ میں دیا۔

طبری نے اسی داستان کو ”ابن اسحاق“ سے نقل کر کے یوں لکھا ہے :

رسول خدا (ص) احد کی جنگ میں ایک تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے اصحاب کے درمیان پھراتے ہوئے فرما رہے تھے:

”کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟“

کچھ لوگ اپنی جگہ سے اٹھے اور اس کا حق ادا کرنے کی آمادگی کا اعلان کیا ، لیکن پیغمبر

خدا (ص) نے ان کی طرف اعتنا نہ کیا جب ابودجانہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پوچھا :

اے رسول خدا (ص) ! تلوار کا حق کیا ہے ؟

۱۔ گویا زبیر کی تجویز کے بارے میں رسول خدا (ص) کی بے اعتنائی کا سرچشمہ یہ تھا کہ آنحضرت (ص) جانتے تھے کہ وہ اپنی شرط پر وفا نہیں کرے گا اور جمل کی جنگ میں بصرہ میں ”سبابجہ“ کے بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کرے گا۔ ”نقش عائشہ در تاریخ اسلام“ جلد ۲ کی طرف رجوع کیا جائے ۔

آنحضرت (ص) نے جواب میں فرمایا:

اسا حق یہ ہے کہ اس سے دشمنوں پر اتنا وار کیا جائے کہ یہ ٹیڑھی بوجائے (۱)
ابو دجانہ نے کہا :

میں اس تلوار کا حق ادا کرتا ہوں

اس وقت پیغمبر خدا (ص) نے تلوار کو ابو دجانہ کے ہاتھ میں دیا۔

ابو دجانہ ایک دلیر ، شجاع اور تجربہ کار جنگجو شخص تھے ۔ میدان کارزار میں خودنمائی اور خود ستائی کرتے تھے ۔ سرخ رنگ کا عمامہ سر پر باندھتے تھے ، یہ عمامہ ان کی پہچان تھا ۔ جب بھی ابو دجانہ یہ عمامہ سر پر رکھے ہوتے تو لوگ سمجھتے تھے کہ ابو دجانہ جنگ کر رہے ہیں اور جنگ کا حق ادا کر رہے ہیں۔

ابو دجانہ رسول خدا (ص) سے تلوار حاصل کرنے کے بعد، دو فوجوں کے درمیان خود ستائی اور خود نمائی کرنے لگے اور اپنے اوپر ناز کرنے لگے ، متکبرانہ قدم اٹھا رہے تھے ۔ جب رسول خدا (ص) نے ابو دجانہ کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا:

خدائے تعالیٰ اس طرح راہ چلنے پر نفرت کرتا ہے ، سوائے اس مقام کے۔

زبیر کہتا ہے :

اس جنگ میں کوئی پہلوان ابو دجانہ کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں کرتا تھا ، جو بھی آگے بڑھتا تھا ابو دجانہ کے وار سے ڈھیر بوجاتا تھا وہ دشمن کی صفوں کو تھس تھس

۱۔ ایسا لگتا ہے کہ جس صحابی کے ہاتھ میں رسول خدا (ص) نے تلوار نہیں دی ہے ، اس کا نام احترام میں نہیں لیا گیا ہے اور آنحضرت (ص) کی کسی مسلمان کو اس سے قتل نہ کرنے کی شرط میں تحریف کر کے اس کی جگہ یہ کہا ہے کہ دشمنوں پر اتنا وار کیا جائے کہ یہ ٹیڑھی بوجائے سیرہ ابن ہشام ، خصوصاً اس کے مقدمہ کی طرف رجوع کیا جائے تا کہ حقیقت مکمل طور پر واضح بوجائے ۔

کرتے تھے اور آگے بڑھتے ہوئے راستے کی ہر رکاوٹ کو تلوار کی ضرب سے دور کرتے تھے حتیٰ ایک پہاڑ کے دامن قریش کی چند خواتین سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی جو دف بجاتے ہوئے قریش کے جنگجوؤں کیلئے یوں گارہی تھیں۔

ہم زبرہ ، یعنی صبح کے تارے کی بیٹیاں ہیں ، اگر میدان کارزار میں پیشروی کرو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہم آغوش بوجائیں گے۔

ہم تمہارے لئے نرم بستر بچھائیں گے و

ابو دجانہ نے ان پر حملہ کیا اور تلوار کھینچی تا کہ ان پر ضرب لگائیں اچانک ہاتھ کو روک کر وہاں سے واپس لوٹے ۔ زبیر نے اس کی اس حرکت کے بارے میں ان سے سوال کیا ۔ ابو دجانہ نے جواب میں کہا:۔

میں رسول خدا (ص) کی تلوار کو اس سے بلند تر سمجھتا ہوں کہ اس سے ایک عورت کو قتل کروں۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد یمامہ کی جنگ پیش آئی ۔ اسلامی فوج کے دباؤ کی وجہ سے مسیلمہ اور اس کے حامی مجبور ہو کر ایک باغ میں داخل ہوئے اور وہاں پناہ لے کر اور وہیں سے مسلمانوں کی فوج سے لڑتے تھے ۔

مسلمان، مسیلمہ کے سپاہیوں کے دفاعی حملوں کے سبب باغ میں داخل نہیں ہوسکتے تھے ۔ یہاں تک کہ ابو دجانہ تنہا آگے بڑھے اور دروازے سے باغ کے اندر داخل ہونے لگے جس کے نتیجہ میں ان کا پاؤں ٹوٹ گیا ۔ لیکن اسی حالت میں باغ کے دروازہ پر استقامت کے ساتھ لڑتے رہے اور کفار کو قتل

کرتے رہے جب اسلامی فوج پہنچ گئی تو انہوں نے باغ کے اندر حملہ کر کے مسیلمہ اور اس کے جھوٹے دعوؤں کا خاتمہ کیا لیکن ابودجانہ اس گیرودار میں شہید ہو گئے ۔

ابو عمرو ، ابن عبدالبر اور اس کی پیروی کرنے والے دیگر علماء یہاں پر غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں لکھتے ہیں :

کہا جاتا ہے کہ ابودجانہ اس جنگ میں قتل نہیں ہوئے بلکہ زندہ بچ نکلے اور صفین کی جنگ میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے ہمراہ معاویہ سے جنگ میں شرکت کی ہے !

جب کہ صفین کی جنگ میں علی علیہ السلام کے ہمراہ شرکت کرنے والے ابودجانہ سماک بن خرشہ انصاری نہیں تھے بلکہ اس کا ہم نام ایک دوسرا صحابی تھا ۔

اب ہم اس کی تفصیلات بیان کرتے ہیں ۔



سماک بن خرشہؓ جعفری تابعی

نصر بن مزاحم اپنی کتاب ” صفین “ میں لکھتا ہے :

سماک بن خرشہ جو صفین کی جنگ میں علی علیہ السلام کے ایک سوار فوجی کے عنوان سے لڑ رہا تھا، حسب ذیل رجز خوانی کرتا ہے :

غسانی فیصلہ کرتے وقت اچھی طرح جانتے تھے کہ ہم میدان کارزار میں اور دشمنوں سے لڑتے وقت آگ کے بھڑکتے شعلوں کے مانند ہیں ۔

اور جواں مردی و عفو و بخشش کے وقت سب میں نمایاں بہادروں اور جنگجوؤں کے سردار ہیں۔

اس بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ ” سماک بن خرشہؓ جعفری “ انصار میں سے نہیں تھا ۔ کیونکہ انصار

دو قبیلہ ”اوس“ و ” خزرج“ زید بن کھلان بن سبا کی نسل سے ہیں ۔ ان لوگوں نے رسول خدا (ص) کی

مکہ سے مدینہ ہجرت سے برسوں پہلے مدینہ منورہ میں آکر وہاں پر سکونت اختیار کی تھی ۔

اس لحاظ سے ، جس سماک بن خرشہ نے صفین کی جنگ میں امام علی علیہ السلام کے

ہمراہ شرکت کی ہے جعفری جو ” عریب بن زید کھلان “ کی نسل سے ” سعد العشیرہ “ کا بیٹا ہے اس

کے اجداد یمن کی ایک آبادی کے رہنے والے تھے اور وہاں پر معروف تھے اس آبادی سے صنعا تقریباً

بیالیس فرسخ دور ہے ۔

اس قبیلہ کایمن میں اسی قدر رہنا اس امر کا سبب بنا ہے کہ ” ابن قدامہ “ (وفات ۶۲۰ھ) نے ان کا

شجرہ نسب کتاب ” استبصار “ میں درج نہیں کیا ہے ۔ استبصار انصار کے شجرہ نسب سے مربوط

مخصوص کتاب ہے ۔



اڑتالیسواں جعلی صحابی
سماک بن خرشہ، انصاری
(غیر از ابودجانہ)

بیوقحطانی عورتوں کا مقدر

طبری نے قادسیہ (۱) کی جنگ کے بعد رونما ہونے والے حوادث اور واقعات کے ضمن میں سیف بن عمر تمیمی سے نقل کر کے کچھ مطالب لکھے ہیں۔ جن کا ایک حصہ خلاصہ کے طور پر حسب ذیل ہے :

قادسیہ کی جنگ کے نتائج میں سے ایک یہ تھا کہ اس میں قبیلہ ” نخع “ کے سات سو جنگجو اور قبیلہ ” بجلہ “ قحطانی یمانی کے ایک ہزار سپاہی کام آئے اور ان کی بیویاں بیوہ ہو گئیں۔

عرب کے مردوں کی غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ یہ ایک ہزار سات سو یمانی عورتیں بیوہ اور بے سرپرست رہیں اور ان کا مستقبل تاریک و مبہم رہے۔ لہذا جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹھے اور انہیں اپنی شرعی اور قانونی بیویاں بنا کر اپنے گھر لے گئے۔ ان میں سے صرف

۱۔ قادسیہ کوفہ سے پانچ فرسخ کی دوری پر واقع ہے۔ خلافتِ عمر (رض) کے زمانے میں ایرانی فوج رستم فرخزاد کی کمانڈ میں اور اعراب، سعد وقاص کی کمانڈ میں، اس جگہ پر نبرد آزما ہوئے۔ یہ خونین جنگ مسلمانوں کی فتح پر ختم ہوئی۔

ایک عورت ” اروی “ بنت عامر نخعی رہ گئی !!

” اروی “ کا مسئلہ اس لئے پیش آیا کہ عرب کے تین معروف سردار، ” سماک بن خرشہ انصاری “ (مشہور ابودجانہ کے علاوہ)، ” عتبہ بن فرقہ لیثی “ اور ” بکیر بن عبد اللہ “ نے ایک ساتھ خواستگاری کی تھی۔ اور ” اروی “ ان نامور عربوں -----جن میں ہر ایک خاص کمالات و فضائل کا مالک تھا ---میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے میں حیران رہ گئی تھی۔ بالآخر مجبور ہو کر اپنی بہن ’ ’ بنیدہ “ کے ذریعہ اس کے شوہر عرب کے معروف پہلوان اور صحابی بزرگوار ” قعقاع بن عمر تمیمی “ سے اس سلسلے میں

مشورہ چاہتی ہے کہ وہ اپنا نظریہ پیش کرے۔ قعقاع نے بھی فراخدلی سے ایک رباعی کے ذریعہ اپنا نقطہ نظر اپنی بیوی کی بہن سے مندرجہ ذیل مضمون میں بیان کیا :

اگر مال و منال اور دینار و درہم چاہتی ہو تو سماک انصاری یا فرقد لیٹی کا انتخاب کرنا
اگر ایک شجاع مرد ، نیزہ باز ، شہسوار اور ایک بے باک دلاور چاہتی ہو تو بکیر کا انتخاب کرنا ۔
یہ ان کی حالت ہے ۔ اب تم خود سمجھو ! (۱)

سماک بن خرمہ سپہ سالار کے عہدے پر :

طبری ، سیف سے نقل کر کے ہمدان اور آذر بائیجان کے بارے میں لکھتا ہے :

ہمدان کو ۱۸ھ میں نعیم بن مقرن نے فتح کیا ۔ ”دستی“ کی فوجی چھاؤنیوں کی

۱۔ اسی کتاب کی ج ۱ ص ۱۹۵ - ۱۹۶) فارسی ملاحظہ ہو۔

کمانڈ کوفہ کے بعض معروف سرداروں منجملہ ”سماک بن عبید عیسی“ ، ”سماک بن مخرمہ اسدی“ اور ”سماک بن خرمہ انصاری“ کو سونپی ، دستی فوجی چھاؤنیاں ایک وسیع علاقے میں پھیلی تھیں اس میں بہت سے گاؤں اور قصبات شامل تھے اور یہ علاقہ ہمدان تاری کے درمیان واقع تھا ۔

یہ پہلے سردار تھے جنہوں نے دستی کی فتح کے بعد وہاں کی فوجی چھاؤنیوں کی کمانڈ سنبھالی اور اس کے بعد دیلمیان سے نبرد آزما ہوئے ۔

طبری اس مطلب کے ضمن لکھتا ہے :

دیلمیان ، رے اور آذربائیجان کے باشندے ایک دوسرے سے رابطہ برقرار کر کے مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے متحد ہوئے اور اعراب سے لڑنے کیلئے ایک بڑی فوج تشکیل دی۔

نعیم نے ایرانی سپاہیوں پر ایک بے رحمانہ حملہ کیا اور ان پر تلوار کھینچی اور ان کے کشتوں کے ایسے پشتے لگادئے کہ اس جنگ میں مرنے والوں کی تعداد گنتی کی حد سے گزر گئی ۔ نعیم نے اس کامیابی کے بعد فتح کی نوید ایک خط کے ذریعہ خلیفہ عمر (رض) کو دی۔ اس خط کو ”عروہ“ کے ہاتھ خلیفہ کے پاس بھیجا ۔ عروہ ، فوراً مدینہ پہنچ کر خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا ۔

خلیفہ کی نظر جب عروہ پر پڑی تو اس سے پوچھا :

کیا تم بشیر (۱) ہو

۱۔ بشیر یعنی خوشخبری دینے والا۔

عروہ نے تصور کیا کہ شاید خلیفہ عمر (رض) نے غلطی سے اس کے نام کو عروہ کے بجائے بشیر خیال کیا ہے ، اس لئے فوراً بولا۔

نہیں ، میرا نام ”عروہ“ ہے !

عمر (رض) نے دوبارہ تکرار کی :

کیا تم بشیر ہو؟

چونکہ اس دفعہ عروہ عمر (رض) کے مقصد کو سمجھ گیا تھا ، لہذا اطمینان کا سانس لے کر بولا :

جی ہاں ، جی ہاں ، بشیر ہوں ۔

عمر (رض) نے پوچھا :

کیا نعیم کی طرف سے آئے ہو؟

عروہ نے جواب دیا :

جی ہاں ، میں نعیم کا ایلچی ہوں ، اس کے بعد فتح کی نوید پر مشتمل خط عمر(رض) کے ہاتھ میں دیدیا اور اسے روداد سے آگاہ کیا ۔

سیف کہتا ہے :

اسی وقت کوفہ کے لوگوں کے نمائندے جو غنائم جنگی کا پانچواں حصہ اپنے ساتھ لائے تھے انہوں نے وہ سب عمر (رض) کے حضور پیش کیا ۔ عمر (رض) نے ان میں سے ہر ایک کا نام پوچھا ، انہوں نے خلیفہ کی خدمت میں عرض کیا : ” سماک اور سماک اور سماک “ ، عمر نے ایک تبسم کے بعد فرمایا : خدا تمہاری تعداد بڑھادے ! کتنے سماک ہیں ! خداوندا ! ان کے ذریعہ اسلام کا سر بلند فرما!

اور انہیں بھی اسلام کی تائید فرما!

اس کے بعد خلیفہ نے نعیم کے نام ایک خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ ” سماک بن خرمہ “ انصاری (غیر از ابودجانہ) کو بکیر بن عبد اللہ کی مدد کیلئے مامور کرے ۔ نعیم نے اطاعت کی اور سماک بکیر کی مدد کیلئے آذربائیجان روانہ ہو گیا۔

سیف کہتا ہے :

سماک بن خرمہ (غیر از ابودجانہ) اور عتبہ بن فرقہ لیثی عربوں میں دولتمند شمار ہوتے تھے ۔

سماک، عراق کا گورنر

طبری نے سیف کے افسانہ کا یہ حصہ اپنی تاریخ میں یوں بیان کیا ہے : بکیر نے اپنے عہدے سے استعفا دیا۔ جس کے نتیجہ میں اس کی حکومت کے علاقہ ” سماک بن خرمہ انصاری “ اور ”عتبہ بن فرقہ لیثی “ میں تقسیم ہوا ۔ عتبہ نے آذربائیجان کے باشندوں سے صلح کی اور عہد نامہ لکھا اور ”سماک بن خرمہ“ انصاری “ نے اس کی تائید کی ہے اور اس پر دستخط کئے ہیں ۔

آخر میں جہاں سیف خلیفہ عثمان(رض) کے گماشتوں اور کارندوں کی تعداد اور نام بیان کرتا ہے وہاں سماک بن خرمہ انصاری اور ایک دوسرے شخص کا عثمان(رض) کی وفات کے سال عراق کے شہروں کے حکام کے طور پر نام لیا ہے ۔

سماک انصاری (غیر از ابودجانہ) کی داستان جو طبری کی روایتوں میں بیان ہوئی ہے یہی تھی جسے ہم نے نقل کیا۔ ابن اثیر ، ابن کثیر اور ابن خلدون نے بھی اسی کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخوں میں درج کیا ہے ۔

افسانہ سماک کے راوی

گزشتہ روایتوں میں سیف ، سماک بن خرمہ انصاری (غیر از ابودجانہ) کے بارے میں اپنے راویوں کا یوں تعارف کرتا ہے :

۱۔ محمد ، کہ اس کے خیال میں یہ محمد بن عبد اللہ بن سواد نویرہ ہے اور یہ سیف کی اپنی

تخلیق ہے ۔

۲۔ مہلب ، اسے مہلب بن عقبہ اسدی کہتے ہیں یہ بھی سیف کے خیالات کی تخلیق ہے ۔

۳۔ لیکن ، ’ طلحہ ‘ ، ” عمرو “ ، ” سعید “ اور ” عطیہ “ چونکہ یہ بے نام و نشان تھے ، ان کے باپ کا نام یا لقب ذکر نہیں کیا گیا ہے جس سے ان کی پہچان کی جاسکے ، مثلاً یہ ” طلحہ “ کون ہے ؟ کیا اس سے مراد ”طلحہ بن عبد الرحمان “ ہے یا طلحہ بن اعلم ؟

پہلا تو اس کے جعلی راویوں میں سے ہے اور دوسرا ایک معروف راوی ہے ، اگرچہ بعض اوقات سیف اس کی زبان جھوٹ نقل کرتا ہے اور ہم بھی سیف کے جھوٹ کے گناہوں کو ایسے راویوں کی گردن پر نہیں ڈالتے ۔

یہ عمرو بھی کیا وہی ہے جو کوفہ و بصرہ کے نحویوں کے ہاتھوں گرفتار ہوتا ہے اور وہ اس کی زید سے پٹائی کراتے ہیں یا کوئی اور ہے ؟
 سعید اور عطیہ کون ہیں ؟ ان میں سے کسی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہے جو ہم ان کے بارے میں تحقیق کرسکیں ۔
 تاریخی حقائق اور سیف کے افسانے

سیف بن عمر تنہا شخص ہے جس نے ایک ہزار سات سو " نخعی اور بجلہ " یمانی قحطانی عورتوں کے اچانک بیوہ ہونے کی خبر دی ہے اور اسے ایک اہم مسئلہ کے طو پر پیش کیا ہے اور اس مشکل کے حل کیلئے جزیرہ نمائے عرب کے شمالی علاقوں کے غیر متمدن عرب جوان مردانہ آگے بڑھتے ہیں اور ان بے سرپرست اور بیوہ عورتوں کو -- --جن کے قحطانی مرد (جنگ میں کام آئے تھے) اپنی حمایت میں لے کر ان سے شادیاں کر لیتے ہیں اور عنایت و بزرگواری دکھاتے ہی !!
 وہ تنہا شخص ہے جس نے عامر بلالیہ کی بیٹیوں " اروی " اور " بنیدہ " کا مسئلہ اور اروی کیلئے شوہر کے انتخاب میں " " قعقاع " کے اشعار خلق کئے ہیں ۔

بمدان اور دستی کی فتح کیلئے عروہ کی مأموریت
 اور ، بمدان ، دستی ، رے اور آذربائیجان کی فتح کے موضوع کے بارے میں جو کچھ دوسروں نے بیان کیا ہے وہ سب سیف کے قصوں اور افسانوں کے برعکس ہے ، مثلاً بلاذری اپنی کتاب " فتوح البلدان " میں لکھتا ہے :

نہاوند کی جنگ کے دو مہینہ بعد، وقت کے خلیفہ عمر بن خطاب (رض) نے عمار یاسر کے نام کوفہ ایک خط بھیجا اور ا س میں حکم دیا کہ "عروہ بن زید خیل طائی " کو آٹھ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ " رے " اور " دستی " کے شہروں کو تسخیر کرنے کیلئے مأمور کرے۔
 عروہ نے اطاعت کی اور سپاہیوں کے ہمراہ اپنی مأموریت کی طرف روانہ ہوا " رے " اور دیلمان " کے باشندے بھی آپس میں متحد ہو کر عرب سپاہیوں کا مقابلہ کرنے لئے مسلح ہوکر پوری طرح آمادہ ہوئے ، لیکن دونوں فوجوں کے درمیان ایک گھمسان کی جنگ کے بعد سر انجام عروہ نے فتح حاصل کی اور ان میں سے ایک گروہ کو تہ تیغ کرکے رکھ دیا ان کے مال و منال پر قبضہ کر لیا اور پوری طاقت کے ساتھ علاقہ پر مسلط ہو گیا۔
 عروہ خلیفہ کی خدمت میں

علاقہ پر مکمل تسلط جمانے کے بعد عروہ اپنے بھائی " حنظلہ بن زید " کو اپنا جانشین مقرر کرکے عمار یاسر کی خدمت میں پہنچ گیا ور ان سے اجازت چاہی کہ اس فتح کی نوید لیکر وہ خود خلیفہ عمر (رض) کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے ۔

عروہ نے ماضی قریب میں جنگ " جسر " میں مسلمانوں کی درد ناک اور خفت بار شکست کی خبر خلیفہ کے خدمت میں پہنچائی تھی لہذا چاہتا تھا کہ " دیلم " اور " رے " کی مستحکم اور قدرتمند فوج پر اپنی فتح و کامیابی کی نوید خلیفہ عمر (رض) کی خدمت میں پہنچا کر اس کی تلافی کرے۔
 عمار نے عروہ کی درخواست منظور کی عروہ بڑی تیزی سے مدینہ پہنچا اور خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

جوں ہی خلیفہ کی نظر عروہ پر پڑی تو ایک دم گزشتہ تلخ یادیں ، جسر کی جنگ میں شکست ، اس میں نامور عرب پہلوانوں کا قتل ہونا اس کے ذہن میں تازہ ہو گیا اور عروہ کی پہنچنے کو فال بد تصور کرکے بے اختیار بولے :

انا للہ وانا الیہ راجعون

عروہ نے مسئلہ کو سجمہ کر فوراً کہا:

نہیں نہیں اب کی بار خدا کا شکر بجالائیے کہ اس نے ہمیں دشمنوں پر فتح و کامیابی عنایت فرمائی اس کے بعد ایک ایک کر کے کامیابیوں کو گنے لگا۔ جب عمر (رض) کو اس طرف سے اطمینان حاصل ہوا تو عروہ سے پوچھا۔

کیوں خود وہاں نہ رہے؟ کیوں کسی دوسری کو میرے پاس نہیں بھیجا؟

عروہ نے جواب دیا:

میں نے اپنے بھائی کو اپنی جگہ پر رکھا ہے اور اس نوید کو خود آپ کی خدمت میں پہنچانا چاہتا تھا۔ عمر(رض) خوشحال ہوئے اور اسے ”بشیر“ خطاب کیا۔

بلاذری اس میں اضافہ کر کے لکھتا ہے:

عروہ کی فتح، دیلمیان کی قطعی شکست کا سبب بنی، کیونکہ جب عروہ خلیفہ کی خدمت سے پلٹا تو اس نے ”سلمہ بن عمرو“ اور ”ضرار بن ضبی“ کو سپہ سالار کا عہدہ دیا۔ ضرار نے ”دستی“ اور ”رے“ کے باشندوں کے ساتھ صلح کی۔

فتح ہمدان کو خلیفہ بن خیاط نے خلاصہ کے طور پر لیکن بلاذری نے اسے مفصل ذکر کیا ہے ہم اس کے ایک حصہ کو یہاں پر ذکر کرتے ہیں:

بلاذری لکھتا ہے:

۲۳ھ کے اواخر میں ”مغیرہ بن شعبہ“ نے جریر بن عبد اللہ بجلي کو ہمدان کی فتح پر مامور کیا۔ جریر نے ”صلح نہاوند“ کے مانند ہمدان پر صلح کے ذریعہ قبضہ جمایا اور اس علاقہ کی زمینوں پر زبردستی قبضہ کر لیا۔

طبری نے ابو معشر اور واقدی سے نقل کر کے آذربائیجان کی فتح کے بارے میں یوں لکھا ہے:

آذربائیجان ۲۳ھ میں فتح ہوا اور ”مغیرہ بن شعبہ“ وہاں کا حاکم بنا۔

بلاذری نے بھی اسی مطلب کو اپنی کتاب ”فتوح البلدان“ میں ایک دوسری روایت کے مطابق

لکھا ہے:

آذربائیجان کو ”حذیفہ بن یمان“ نے اس زمانے میں فتح کیا ہے جب کوفہ پر مغیرہ حکومت کرتا تھا۔ یاقوت حموی نے بھی انہی مطالب کو اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں لفظ ”ہمدان“، ”رے“ اور ”دستی“ کے تحت لکھا ہے اور خلیفہ بن خیاط نے بھی انہی مطالب کا انتخاب کیا ہے۔

بلاذری نے ”رے“، ”قزوین“ اور ”دستی“ کے بارے میں لکھا ہے:

مغیرہ بن شعبہ نے ”کثیر بن شہاب“ نامی ایک صحابی کو ”رے“، ”قزوین“ اور ”دستی“ کے علاقوں پر حاکم مقرر کیا اور ہمدان کی مسوئیت بھی سونپی لیکن اسی دوران ”رے“ کے باشندوں نے اس کی اطاعت کرنے سے انکار کیا۔ نتیجہ کے طور میں کثیر ان سے نبرد آزما ہوا اور اس قدر جنگ کی کہ وہ مجبور ہو کر دوبارہ اطاعت کرنے پر آمادہ ہوئے۔

جب سعد بن ابی وقاص دوسری بار کوفہ کا حاکم مقرر ہوا تو اس نے بنی عامر بن لوی سے ”علاء بن وہب“ کو ہمدان کا گورنر مقرر کیا اور اس کی حکمرانی کا فرمان جاری کیا۔ لیکن ہمدان کے لوگوں نے ایک مناسب فرصت میں علاء کے خلاف بغاوت کر کے اسے حکومت سے ہٹا دیا علاء نے بھی ان سے جنگ کی اور ان پر اتنا دباؤ ڈالا کہ وہ پھر سر تسلیم خم کر کے اس کی اطاعت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

تحقیق کا نتیجہ

۱۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ سیف بن عمر کے علاوہ دوسرے تاریخ نویسوں نے ان فتوحات کا زمانہ ۲۲ھ سے ۲۴ھ تک ذکر کیا ہے ۔

۲۔ پہلا عرب سردار جس نے دیلمیوں سے جنگ کی اور انہیں شکست دی ، عروہ بن زید خیل طائی تھا ۔ اس نے خود خلیفہ عمر (رض) کی خدمت میں پہنچ کر اس جنگ میں اپنی فتחיابی کی نوید انہیں پہنچادی ہے۔

۳۔ جس سردار نے ”رے“ اور ”دستبی“ کے باشندوں سے صلح کی ، وہ ضرار بن ضبی تھا۔
۴۔ کوفہ پر ”مغیرہ بن شعبہ“ کی حکومت کے دوران ”رے“ اور ”بمدان“ کے شہر دوبارہ فتح کئے گئے اور جریر بن عبد اللہ بمدان کو دوبارہ فتح کرنے کیلئے مغیرہ کی طرف سے مقرر ہوا اس نے بمدان کو فتح کرنے کے بعد اس علاقے کی زمینوں پر زبردستی قبضہ جمالیا۔

۵۔ پھر مغیرہ کی کوفہ پر حکومت کے دوران ”کثیر بن شہاب“ اس کی طرف سے ”رے“ ، ”بمدان“ اور ”دستبی“ کا گورنر مقرر ہوا اور اس نے ”رے“ کے باشندوں کی بغاوت اپنے بے رحمانہ قتل عام کے ذریعہ کچل کر رکھ دی۔

۶۔ آذربائیجان بھی کوفہ پر مغیرہ کی حکومت کے دوران ”حذیفہ بن یمان“ کے ہاتھوں فتح ہوا ہے ۔ لیکن ان تمام مسلم تاریخی حقائق کے مقابلے میں سیف بن عمر تمیمی ان سارے فتوحات کا واقعہ ہونا ۱۸ھ میں بیان کرتا ہے اور ”رے“ ، بمدان اور دستبی کی فتح کو ”نعیم بن مقرن“ کے ذریعہ بتاتا ہے ۔

سیف کہتا ہے جو نمائندے نعیم بن مقرن کی طرف سے جنگی غنائم کے پانچویں حصہ کو لے کر خلیفہ عمر (رض) کے پاس گئے تھے وہ ”سماک اور سماک اور سماک“ تھے اور اسکے بعد عمر (رض) کی ان کے ساتھ گفتگو کو بھی درج کیا ہے ۔

سیف نے ”عروہ بن زید خیل طائی“ کی خبر کو تحریف کیارے عروہ خود سپہ سالار کی حیثیت سے دیلمیوں کے ساتھ جنگ میں اپنی فتح کی نوید کو عمر (رض) کے پاس لے گیا تھا۔ لیکن سیف اس میں تحریف کرکے اس خبر کو ایک معمولی قاصد کے ذریعہ بھیجتا ہے اور عمر (رض) کے ساتھ اس کی گفتگو کو اپنی پسند کے مطابق تغیر دیتا ہے ۔

سیف نے آذربائیجان کی فتح کو بھی ۱۸ھ میں لکھا ہے اور اس مأموریت کے سپہ سالار ”بکیر بن عبد اللہ“ کے بعد ”عتبہ بن فرقہ لیثی“ کو یہ ذمہ داری سونپی ہے اور اس کے صلح نامہ پر سماک بن خرشہ سے گواہ کے طور پر دستخط کرائے ہیں ۔

سیف بن عمر تنہا شخص ہے جس نے اس قسم کی خبروں کی روایت کی ہے یہ وہی ہے جس نے تاریخی واقعات میں تحریف کی ہے اور یہ وہی ہے جس نے اصحاب اور غیر اصحاب میں سے اپنے افسانوی اداکار خلق کرکے علماء کیلئے پریشانی اور تاریخی حقائق سے انحراف کا سبب فراہم کیا ہے ۔ اسلامی مصادر میں سیف کے افسانے

ابن حجر نے سیف کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے اور ان سے استفادہ کرکے سیف کے خلق کردہ سماک بن خرشہ کیلئے اپنی معتبر کتاب میں خصوصی جگہ معین کرکے اس کی تشریح میں لکھتا ہے :
اور ایک دوسرا سماک بن خرشہ انصاری ہے جو ابو دجانہ کے علاوہ ہے سیف نے اپنی کتاب فتوح میں لکھا ہے کہ سماک بن مخرمہ اسدی ، سماک بن عبید عیسیٰ اور سماک بن خرشہ انصاری غیراز ابودجانہ پہلے افراد تھے جنہوں نے دستبی کی فوجی چھاونیوں کی کمانڈ سنبھالی تھی جنگی غنائم کے پانچویں حصہ کو لے کر خلیفہ عمر (رض) کی خدمت میں مدینہ آنے والے نمائندوں کے ہمراہ یہ تین

اشخاص بھی تھے اور انہوں نے خلیفہ کے ہاتھ پہنچ کر اپنا تعارف کرایا۔ عمر (رض) نے ان کے حق میں دعا کی اور کہا خداوند! انہیں برکت عطا کر اور اسلام کو ان کے ذریعہ سر بلند فرما!

اسی طرح سیف نے لکھا ہے کہ سماک بن خرشہ نے قادیسیہ کی جنگ میں شرکت کی ہے ابن فتحون بھی لکھا ہے : کہ

ابن عبد البر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابو دجانہ نے صفین کی جنگ میں شرکت کی ہے جبکہ ابودجانہ صفین کی جنگ میں موجود ہی نہیں تھا ممکن ہے ابن عبد البر نے اس کا نام اس سماک کے بجائے غلطی سے لے لیا ہو !!

میں ---- ابن حجر----- نے اس لئے ان کا نام اپنی کتاب کے اس حصہ میں لکھا ہے اور اس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وہ فتوح (وہ جنگیں جو رسول خدا (ص) کے بعد ان(ص) کے اصحاب کی حیات میں واقع ہوئی ہیں) میں صحابی کے علاوہ ہرگز کسی کو سپہ سالاری کا عہدہ نہیں سونپتے تھے۔

ابن مسکویہ نے بھی کہا ہے کہ سماک بن خرشہ غیر از ابودجانہ کا نام شہر رے کی فتح میں لیا گیا ہے (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اسی طرح ابن حجر نے سیف کی انہی روایتوں پر اعتماد کرتے ہوئے سماک بن عبید عیسیٰ کو اصحاب رسول خدا (ص) میں شمار کیا ہے اور اس کے حالات پر الگ سے شرح لکھی ہے وہ اس کے ضمن میں لکھتا ہے :

اس کا نام گزشتہ شرح میں آیا ہے ہمدان کی فتح میں بھی اس کا تذکرہ کیا گیا ہے سماک بن مخرمہ بھی اس فیض و برکت سے محروم نہیں رہا ہے ابن حجر اور دوسروں نے سیف کی روایتوں پر اسی گزشتہ اعتماد کی بناء پر سماک بن مخرمہ کو بھی رسول خدا (ص) کے اصحاب میں سے قبول کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اس کیلئے الگ سے شرح لکھی ہے ۔

اس طرح ابن حجر نے ان تین افراد کو سیف کے کہنے کے مطابق کہ سپہ سالار تھے اسی وجہ سے ، اپنی کتاب کے پہلے حصہ میں درج کیا ہے اور خصوصی طور پر اس دلیل کی صراحت کی ہے ۔ ملاحظہ فرمائیے لکھتا ہے :

میں نے اس لئے ان کو اپنی کتاب کے اس حصہ میں درج کیا ہے کہ اس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وہ ” جنگوں ” میں صحابی کے علاوہ کسی کو کسی صورت میں سپہ سالار کے عہدہ پر مقرر نہیں کرتے تھے ۔

اس لحاظ سے ، ابن حجر کی نظر میں سیف کے ان تین جعلی صحابیوں کے اصحاب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے ، کیونکہ وہ سپہ سالاری کے عہدہ دار تھے !!

ابن حجر ، سیف کی مخلوق سماک کے بارے میں اپنی بات کو حرف ” ز ” پر خاتمہ بخشتا ہے تا کہ یہ دکھائے کہ اس نے اس صحابی کے حالات کی تشریح میں دیگر تذکرہ نویسوں کی نسبت اضافہ کیا ہے۔

ابن عبد البر نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور ” سماک بن مخرمہ ” اسدی کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے :

سیف بن عمر نے نقل کیا ہے کہ ” سماک بن مخرمہ ” اسدی ” ، ” سماک بن عبید عیسیٰ ” اور ” سماک بن خرشہ ” انصاری ” (غیر از ابو دجانہ) وہ پہلے عرب سردار تھے جنہوں نے ” دستی ” کی فوجی چھاؤنیوں کی کمانڈ سنبھالی ہے ۔

ابن اثیر نے کتاب 'اسد الغابہ' میں اور ذہبی نے اپنی "تجرید" میں ان مطالب کو نقل کرنے میں ابن عبد البر کی تقلید کی ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ کتاب "اصابہ" میں ابن حجر کے کہنے کے مطابق "ابن مسکویہ" نے بھی تینوں سماک کے بارے میں یہی مطالب لکھے ہیں۔
ابن ماکولا اپنی کتاب "اکمال" میں لکھتا ہے :

سیف بن عمر نے نقل کیا ہے کہ سماک بن خرشہ انصاری غیر از ابودجانہ ، سماک بن مخرمہؑ اسدی اور سماک بن عبید عیسیٰ ، عمر (رض) کی خدمت میں پہنچے ہیں۔ یہ وہ پہلے عرب سردار ہیں جنہوں نے دیلمیوں سے جنگ کی ہے۔

طبری نے بھی مذکورہ روایت کو سیف سے نقل کرکے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے ، اور ابن اثیر ، ابن کثیر اور ابن خلدون اور دوسرے تاریخ نویسوں نے بھی طبری کی تقلید کرتے ہوئے سیف کے انہیں مطالب کو اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

انہی روایتوں کی وجہ سے ابن فتحون غلط فہمی کا شکار ہوا ہے اور ایسا خیال کیا ہے کہ جس سماک نے امیر المؤمنین علی (ع) کے ہمراہ جنگ صفین میں شرکت کی ہے وہ وہی سیف کا جعل کردہ سماک ہے جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ صفین کی جنگ میں شرکت کرنے والا سماک "جعفی" جو اور انصار میں سے نہیں تھا۔

تاریخی حوادث کے سالوں میں تبدیلی ، وقائع و رودادوں میں تحریف ، کرداروں کی تخلیق ، قصے اور افسانے گڑھنا اور انہیں تاریخ کی اہم اور فیصلہ کن رودادوں کی جگہ پیش کرنا سب کے سب سیف اور اس کی روایات کی خصوصیات ہیں تا کہ مسلمانوں کیلئے تشویش اور پریشانی فراہم کرکے انہیں تاریخی حقائق تک پہنچنے سے روکے۔ افسوس کا مقام ہے کہ سیف اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوا ہے۔ گزشتہ بارہ صدیوں سے زیادہ زمانہ گزر چکا ہے اور اس پورے زمانے میں اس کے تمام افسانے اور جعل کئے گئے مطالب معتبر اسلامی مصادر و مآخذ میں درج ہوچکے ہیں جس کے نتیجہ میں آج عالم اسلام کے علماء و محققین تشویش اور پریشانی سے دوچار ہیں۔

سیف کے ہم نام اصحاب کا ایک گروہ
اس بحث میں ہم سیف کے دو جعلی اصحاب کے حالات کی تشریح کریں گے جن کے نام رسول خدا (ص) کے حقیقی دو اصحاب کے مشابہ ہیں۔ سیف نے ان دو ناموں کا انتخاب کرکے ان کیلئے داستان گڑھ کر اسلام کی تاریخ میں درج کرائی ہے ہم ان کے بارے میں حسب ذیل وضاحت کرتے ہیں :

۱۔ خزیمہ بن ثابت انصاری (غیر از ذو الشہادتین) سیف نے "خزیمہ بن ثابت انصاری ذو الشہادتین" کے ہم نام جعل کیا ہے اور اس کے لئے الگ سے ایک داستان گڑھ لی ہے۔

۲۔ سماک بن خرشہؑ انصاری (غیر از ابودجانہ) کہ سیف نے اسے "سماک بن خرشہؑ انصاری ابودجانہ کے ہم نام جعل کیا ہے۔ گزشتہ شرح کے مطابق اس کیلئے بھی الگ سے ایک داستان گڑھی ہے۔

سیف نے صرف ان دو اصحاب کو رسول خدا (ص) کے واقعی اصحاب کے ہم نام خلق کرنے پر اکتفاء نہیں کی ہے بلکہ ہم نے دیکھا اور مزید دیکھیں گے کہ اس نے اصحاب اور معروف شخصیتوں کے ہم نام حسب ذیل کردار بھی خلق کئے ہیں :

۳۔ زر بن عبد اللہ بن کلیب فقیمی کو "زر بن عبد اللہ کلیب فقیمی شاعر" کے ہم نام خلق کیا ہے کہ جو جاہلیت کے زمانے سے تعلق رکھتا تھا۔

۴۔ جریر بن عبد اللہ حمیری کو " جریر بن عبد اللہ بجلي " کے ہم نام خلق کیا ہے اور جریر بن عبد اللہ بجلي کے بعض کارناموں کو بھی اس سے نسبت دی ہے ۔

۵۔ وبرة بن یحس خزاعی کو " وبر بن یحس کلبی " کے ہم نام خلق کیا ہے ۔

۶۔ حارث بن یزید عامری کو بنی لوئی کے " حارث بن یزید عامری قرشی " کے ہم نام خلق کیا

ہے ۔

۷۔ حارث بن مرہ جہنی کو " حارث بن مرہ عبدی یا فقعی " کے ہم نام خلق کیا ہے ۔

۸۔ بشیر بن کعب حمیری کو " بشیر بن کعب عدوی " کے ہم نام خلق کیا ہے ۔

جب کہ ہم نے مشاہدہ کیا کہ سیف نے صرف کردار ادا کرنے والے ، انسان اور صحابیوں کے نام پر ہی افراد خلق کرنے پر اکتفا نہیں کیے ہیں بلکہ اس نے ایسے مقامات بھی خلق کی جو کرہ ارض پر موجود دوسری جگہوں کے ہم نام ہیں ، جیسے " جعرانہ " و نعمان " جو حجاز میں واقع تھے اور سیف نے ان کے ہم نام اپنی جعلی روایتوں اور اخبار کے ذریعہ انہیں عراق میں خلق کیا ہے ۔ یاقوت حموی نے سیف کی باتوں پر اعتماد کر کے ان مقامات کا نام اور ان کی تشریح اپنی کتاب " معجم البلدان " میں درج کی ہے۔

افسانہ سماک کو نقل کرنے والے راوی اور علماء

سیف نے اپنے سماک بن خرشم کے افسانہ کو درج ذیل روایوں سے نقل کیا ہے ۔

۱۔ ۲۔ محمد اور مہلب جو اس کے جعلی راوی ہیں ۔

۳ تا ۶۔ طلحہ ، عمرو ، سعید و عطیہ کو ذکر کیا ہے جو مجہول ہیں اور ہمیں معلوم نہ ہو سکا یہ کون ہیں تا کہ ان کی پہچان کرتے۔

جن علماء نے اپنی معتبر کتابوں میں اس کے افسانوں کو نقل کر کے " افسانہ سماک " کی اشاعت میں مدد کی ہے ، حسب ذیل ہیں :

۱۔ امام المؤرخین محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ۔

۲۔ ابو عمر ابن عبد البر نے اپنی کتاب " استیعاب " میں سماک بن مخرمہ کے حالات کی تشریح

میں۔

۳۔ ابن اثیر نے اپنی کتاب " اسد الغابہ " میں " سماک بن مخرمہ " کے حالات کی تشریح میں ۔

۴۔ ابن عبد البر نے اپنی کتاب " استیعاب " میں سماک بن خرشم کے حالات کی تشریح میں ۔

۵۔ ابن فتحون نے استیعاب کے حاشیہ پر لکھا ہے ۔

۶۔ ابن مسکویہ نے ابن حجر کی " اصابہ " کے مطابق ۔

۷۔ اب ماکولا نے اپنی کتاب " اکمال " میں

۸۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں ۔

۹۔ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں

۱۰۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں ۔

۱۱۔ امیر شکیب نے ابن خلدون کی تاریخ پر لکھی گئی تعلیق میں جسے گزشتہ علماء سے نقل

کیا ہے ۔

۱۲۔ سید شرف الدین نے اپنی کتاب فصول المہمہ میں شیعوں کے نام کے ذکر میں حرف سین

کے ذیل میں لکھا ہے :

" اور سماک بن خرشم بظاہر ابودجانہ کے علاوہ ہے ۔

مصادر و مآخذ

ابودجانه انصاری کا شجرہ نسب :

۱۔ ابن حزم کی " جمہرہ " ص ۳۶۶۔

۲۔ استبصار ص ۱۰۱

ابو دجانه کے حالات میں پیغمبر خدا (ص) کی اصلی شرط:

۱۔ استیعاب ، طبع حیدر آباد (۵۶۶ / ۲) نمبر : ۲۴۵۱ اور (۶۴۳ / ۲) نمبر : ۱۱۰

۲۔ ذہبی کی تاریخ اسلام (۳۷۱ / ۱) پیغمبر خدا (ص) کا زیور کو تلوار دینے میں پرہیز کرنا ان دو

مصادر میں آیا ہے ۔

۳۔ تاریخ طبری (۱۳۹۷ / ۱) زیور کی روایت ، ابن اسحاق کی روایت کو اس کے بعد ذکر کیا ہے۔

۴۔ اس کے علاوہ " سیرہ ابن ہشام " (۱۱۰ / ۳)

سماک بن خرشہ جعفی

۱۔ نصر مزاحم کی " کتاب صفین " طبع اول مصر (۴۲۶)

۲۔ ابن حزم کی جمہرہ ص ۲۳۳ - ۳۶۶ ، انصار کے نسب کے بارے میں جعفی کا نسب اسی

ماخذ ۴۰۹ ، ۴۱۰ میں

۳۔ حموی کی " معجم البلدان " مادہ " جعفی " میں

۴۔ ابن درید کی " استقاق " (ص ۲۰۶)

۵۔ ابن اثیر کی لسان العرب (۲۷ / ۹)

سیف کا سماک بن خرشہ غیر از ابودجانه

۱۔ " تاریخ طبری " جنگ قادسیہ کے بعد واقع ہونے والے حوادث (۱ / ۲۳۶۳ ، ۲۳۶۴)

۲۔ تاریخ طبری ، ہمدان اور آذربائیجان کی فتح (۱ / ۲۶۵۰ - ۲۶۶۳)

۳۔ تاریخ طبری ، سماک کی عراق پر حکومت (۱ / ۳۰۵۸)

۴۔ تاریخ ابن اثیر (۳ / ۱۰ - ۱۱ و ۷۲)

۵۔ تاریخ ابن کثیر (۷ / ۱۲۱ - ۱۲۲)

۶۔ تاریخ ابن خلدون (۲ / ۳۵۴ ، و ۴۰۲)

۷۔ تاریخ ابن خلدون پر امیر شکیب کی تعلیق (۲ / ۲۵۴)

۸۔ ابن ماکولا کی کتاب " اکمال " (۴ / ۲۵۰)

۹۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۲ / ۷۵) نمبر : ۳۴۶۵ سماک بن خرشہ غیر از ابودجانه کے حالات کی

شرح میں ۔

۱۰۔ سید شرف الدین کی فصول المہمہ ۱۸۲۔

ہمدان اور آذربائیجان کی فتح کی خبر ، سیف کے علاوہ دوسروں کی روایت میں ۔

۱۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط (۲ / ۱۲۴) ۲۲ھ کے حوادث کے ضمن میں ۔

۲۔ تاریخ طبری ۲۲ھ کے حوادث (۱ / ۲۶۴۷)

۳۔ بلاذری کی " فتوح البلدان " ص ۴۰۰۔

داستان عروہ ، فتح رے اور اس کے حکام :

۱۔ بلاذری کی " فتوح البلدان " ص ۳۸۹ - ۳۹۳ اور کثیر بن شہاب کی خبر اسی کے ص ۳۷۸ پر

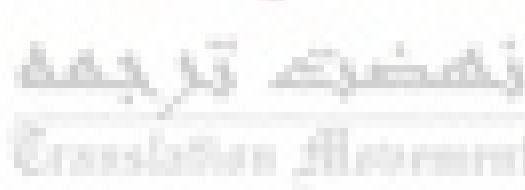
سماک بن عبید کے حالات

- ۱۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۷۶ / ۲) نمبر : ۳۴۶۷
- ۲۔ تاریخ طبری اس کے بارے میں سیف کی روایت (۱ / ۲۶۳۱) یاقوت حموی نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے ۔
- ۳۔ تاریخ طبری (۱ / ۲۶۵۰ - ۲۶۵۱ و ۲۶۶۰) سیف کے علاوہ دوسروں کی روایات (۲ / ۳۹ - ۴۲ ، ۴۵ و ۵۷)

سماک بن مخرمہ کے حالات

- ۱۔ " استیعاب " طبع حیدرآباد (۲ / ۵۶۷) نمبر : ۲۴۵۳
 - ۲۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۲ / ۳۵۳)
 - ۳۔ ذہبی کی تجرید (۱ / ۲۴۶) نمبر : ۲۴۰۳۔
 - ۴۔ " اغانی " طبع ساسی ۸۰ / ۱۰ سماک مخرمہ کے اخبار
 - ۵۔ یاقوت حموی کی معجم البلدان لفظ " مسجد سماک " میں ۔
 - ۶۔ تاریخ طبری (۱ / ۲۶۵۰ - ۲۶۵۱ ، ۲۶۵۳ ، ۲۶۵۶ و ۲۶۵۹ - ۲۶۶۰) سماک بن مخرمہ کے بارے میں سیف کی روایات ۔
- ساتواں حصہ

گروہ انصار میں سے چند اصحاب



- ابوبصیرہ
- حاجب بن زید
- سہل بن مالک
- اسعد بن یربوع
- ام زمل ، سلمی بنت حذیفہ

انچاسواں جعلی صحابی

ابو بصیرہ انصاری

ابن عبد البر اپنی کتاب "استیعاب" میں ابو بصیرہ کے تعارف میں لکھتا ہے :

سیف بن عمر نے جنگ یمامہ --مسيلم كذاب سے جنگ -- میں شرکت کرنے والے انصار کے ایک گروہ کے نام کے ضمن میں ابو بصیرہ کا نام لیا ہے اور کہا ہے خدا سے رحمت نازل کرے اس کے علاوہ اس کے بارے میں ایک داستان بھی نقل کی ہے ۔

دوسرے علماء جیسے ، ابن اثیر نے کتاب اسد الغابہ میں ، ابن حجر نے " اصابہ" میں اور ذہبی نے کتاب " تجرید" میں ابو بصیرہ کے بارے میں ابن عبد البر کی عین عبارت " استیعاب " سے نقل کی ہے اور اس میں کس قسم کا اضافہ نہیں کیا ہے ۔

مقدسی نے بھی ابو بصیرہ کے حالات کی تشریح میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کی ہے کہ سیف نے اس کا نام یمامہ کی جنگ میں شرکت کرنے والوں میں ذکر کیا ہے ۔

" ابن ماکولا نے بھی ابو بصیرہ کے حالات کی تشریح میں لکھا ہے کہ سیف بن عمر کہتا ہے کہ اس نے بنی حنیفہ کی جنگ (وہی جنگ یمامہ) میں شرکت کی ہے ۔

لیکن جس خبر کی طرف ابن عبد البر نے اشارہ کیا تھا ۔ امام المؤرخین طبری نے اپنی تاریخ میں سیف بن عمر سے اس نے " ضحاک بن یزوع " سے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے جس کا خلاصہ ہم پیش کرتے ہیں :

سر انجام مسيلم کے حامی مقابلہ کی تاب نہ لا کر اسلام کے سپاہیوں کے ہاتھوں شکست کھائی۔ اور مسيلم مارا گیا اور اس کے حامی تتر بتر ہو گئے اس طرح ان کے بلوہ اور فتنہ کا خاتمہ ہوا۔

ان میں بنی عامر سے ایک شخص موجود تھا ، جسے " اغلب " کہتے تھے (۱) " اغلب " وقت کا غنڈہ ترین شخص شمار کیا جاتا تھا ۔ بٹا کٹا دکھائی دیتا تھا۔

جب مسيلم کی فوج تھس تھس ہو گئی اور اس کے حامی بھاگ کھڑے ہوئے تو، " اغلب" جان بچانے کے مارے اپنے آپ کو مردہ جیسا بنا کر لاشوں میں گرادیا ۔ اس فتح کے بعد مسلمان دشمن کی لاشوں کا مشاہدہ کر رہے تھے ، اسی اثناء ان کی نظر ایک موٹے انسان اور غنڈہ " اغلب " پر پڑی ۔ لوگوں نے ابو بصیرہ سے مخاطب ہو کر کہا :

تم مدعی ہو کہ تمہاری تلوار بہت تیز ہے اگر واقعاً ایسا ہے تو یہ " اغلب " کا مردہ جو زمین پر پڑا ہے، اس کی گردن کاٹ کر دکھاؤ!

ابو بصیر نے تلوار میان سے کھینچ لی اور آگے بڑھا تا کہ اپنے بازوؤں کی قدرت اور تلوار کی
۱۔ سیف نے اس "اغلب" کو قبیلہ "بکر بن وائل کے بنی عامر بن حنیفہ سے خلق کیا ہے اور اس کے
بارے میں دکھایا گیا اس کا تعصب واضح ہے ، کتاب "قبائل العرب" کی طرف رجوع کیا جائے ۔
تیزی کا مظاہرہ کرے جب "اغلب" نے موت کے سائے اپنے سر پر منڈلاتے دیکھے تو اچانک اٹھ کر ابو
بصیر پر جھپٹ پڑا اس کے بعد جان چھڑا کر تیزی سے بھاگ نکلا۔

ابو بصیرہ جو ایک لمحہ کے لئے چونک گیا تھا ، اغلب کے پیچھے دوڑتے غیر ارادی طور پر فریاد بلند
کر رہا تھا: "میں ابو بصیرہ انصاری ہوں" لیکن اغلب جو کافی آگے بڑھ چکا تھا ، ابو بصیرہ کے جواب میں
جیختے ہوئے بولا : اپنے کافر بھائی کے دوڑنے کو کیسا پایا ؟ اور اسی حالت میں نظروں سے اوجھل ہو گیا

- افسانہ "ابو بصیرہ کے مآخذ

سیف بن عمر نے اس افسانہ کے راوی کے طور پر "ضحاک بن یربوع" کو اپنے باپ سے نقل
کرتے ہوئے پیش کیا ہے ۔

طبری نے سیف کے ذریعہ اسی ضحاک سے چار روایتیں اور ابن حجر نے "افرع" کے حالات کی
تشریح میں سیف سے نقل کر کے اس سے صرف ایک روایت نقل کی ہے ۔

ہم نے اس ضحاک کا کسی اسلامی مآخذ یا مصدر میں کوئی نام و نشان نہیں دیکھا صرف "
میزان الاعتدال" اور "لسان المیزان" میں ضحاک کے حالات کی تشریح میں لکھا گیا ہے : کہ "اس کی
حدیث صحیح نہیں ہے"۔ ازدی کی بات سے ایسا لگتا ہے کہ وہ اس بات سے غافل تھا کہ ان تمام فتنوں
کا سرچشمہ سیف بن عمر ہے جس نے اس قسم کی جھوٹی روایت کو بیچارہ "ضحاک" کی زبان پر
جاری کیا ہے ورنہ "ضحاک بن یربوع" نام کے کسی شخص کے بالفرض وجود کی صورت میں بھی وہ
قصوروار نہیں ہے۔

چونکہ ہمیں معتبر منابع میں "ضحاک" نام کے کسی راوی کا نام نہیں ملا، اس لئے ہم اسے
راویوں کی فہرست سے حذف کرتے ہوئے سیف کا خلق کردہ صحابی جانتے ہیں ۔

افسانہ "ابو بصیرہ کا نتیجہ

۱۔ انصار میں سے ایک صحابی کی تخلیق جس نے یمامہ کی جنگ میں شرکت کی ہے ۔
۲۔ یمانی قحطانیوں کی رسوائی ، سیف ان کو اتنا بے لیاقت دکھاتا ہے کہ ایک عدنانی شخص
جس نے ڈر کے مارے اپنے آپ کو مردہ جیسا بنا دیا تھا اور ان کے جنگل میں ہونے کے باوجود ، ان کی
بے لیاقتی کی وجہ سے بھاگنے میں کامیاب ہوتا ہے ۔

۳۔ ابو بصیرہ قحطانی کی ناتوانی دکھلانا جو مکرر کہہ رہا تھا ، "میں ابو بصیرہ انصاری ہوں" اور وہ
عدنانی جواب دیتا تھا "اپنے کافر بھائی کے دوڑنے کو کیسا پارے ہو؟!!

۴۔ ضحاک بن یربوع اور یربوع جیسے راوی خلق کرنا۔

مصادر و مآخذ

ابو بصیرہ کے حالات

۱۔ ابن عبد البر کی " استیعاب " (۲ / ۶۳۰) نمبر : ۵۰

۲۔ ابن اثیر کی " اسد الغابہ " (۵ / ۱۵۰)

۳۔ ذہبی کی " تجرید " (۲ / ۱۶۳)

۴۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۴ / ۲۲) نمبر : ۱۴۳

۵۔ تاریخ طبری (۱ / ۱۹۵۰)

۶۔ مقدسی کی کتاب " استبصار " (ص ۳۳۸)

۷۔ ابن ماکولا کی کتاب " اکمال " (۱ / ۳۲۸)

ضحاک بن یربوع کے حالات

۱۔ میزان الاعتدال (۲ / ۳۲۷)

۲۔ ابن حجر کی " لسان المیزان " (۳ / ۲۰۱)

مراجع :

۱۔ رضا کحالمہ کی قبائل العرب (۲ / ۷۰۶)

پچاسواں جعلی صحابی

حاجب بن زید یا یزید انصاری اشہلی

ابن عبد البر کی کتاب " استیعاب " میں حاجب کا یوں تعارف کیا گیا ہے :

حاجب " بنی عبد الاشہل " میں سے تھا ۔ اس کے علاوہ کہا گیا ہے کہ وہ " بنی زعواراء بن چشم " کی

نسل سے عبدا لاشہل چشم کا بھائی اور " اوسی " تھا جو یمامہ کی جنگ میں قتل ہوا ہے ۔

حاجب قبیلہ " آزد " کے " شَنَوَّہ " کا ہم پیمان تھا ۔ " خدا اس سے راضی ہو " (عبد البر کی بات کا

خاتمہ)

بالکل انہی باتوں کو ابن اثیر جیسے عالم نے کتاب " اسد الغابہ " میں اور ذہبی نے " تجرید " میں

کسی کمی و بیشی کے بغیر درج کیا ہے ۔

ابن حجر نے بھی ایسا ہی ظاہر کیا ہے ، لیکن آخر میں حسب ذیل اضافہ کیا ہے :

سیف نے طائفہ " بنی الاشہل " کے جنگ یمامہ میں قتل ہوئے افراد کی فہرست میں " حاجب "

کا نام بھی لیا ہے ۔ یہ افراد ہیں اور حاجب بن زید ۔ اس کے علاوہ اس میں کسی اور چیز کا اضافہ

نہیں کیا ہے ۔

ہم نے اس نام کو تلاش کرنے کیلئے موجود تمام تاریخ اور انساب کے معتبر مصادر میں زبردست

جستجو و تلاش کی لیکن تاریخ طبری کے علاوہ کہیں اور اس کا سراغ نہ مل سکا۔

لیکن طبری قادسیہ کی جنگ کے اخبار کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے : قادسیہ

کی جنگ میں قتل ہونے والوں میں سے ایک اور شخص حاجب بن زید تھا

ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ قادسیہ کی جنگ میں خاک و خون میں غلطاں ہونے والے اس

حاجب بن زید سے سیف کی مراد وہی حاجب ہے جو یمامہ کی جنگ میں مارا گیا ہے ، یا یہ کہ اسے

دو شخص شمار کیا ہے۔

دوسرے الفاظ میں ، وہ بھول گیا ہے کہ اس حاجب کو اس نے دس سال پہلے یمامہ کی جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ، یا یہ کہ اس نے دو اشخاص کو ہم نام خلق کیا ہے ان میں سے ایک ”حاجب بن زید“ ہے جسے یمامہ کی جنگ میں مروا دیا ہے اور دوسرا ”حاجب بن زید“ وہ ہے سچے قادسیہ کی جنگ میں قتل کروایا ہے !!؟

بہر حال خواہ سیف نے فراموش کیا ہو یا نہ کیا ہو، ہمارے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہم نے اس حاجب بن زید کو سیف بن عمر اور اس کی روایات کی اشاعت کرنے والے علماء کے علاوہ تاریخ ، ادب ، انساب اور حدیث کے کسی منبع اور مصدر میں نہیں پایا ۔ اس لحاظ سے اس کو سیف کے خیالات کی مخلوق سمجھتے ہیں ۔

ضمناً سیف نے جو داستان اس حاجب کے لئے گڑھی ہے اس میں اس کا وہی مقصد ہے یمانی قحطانی ان چیزوں سے موصوف ہوں ، کیونکہ سیف کے نقطہ نظر میں جنگی کمالات کامیابیاں ، میدان کارزار سے صحیح و سالم نکلنا اور دیگر افتخارات غرض جو بھی برتری و سربلندی کا باعث ہو وہ تمیم ، مضر اور قبیلہ عدنان کے افراد سے مخصوص ہے کسی دوسرے کو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ کسی یمانی قحطانی کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ اس قسم کے افتخارات اور کامیابیوں کے مالک ہوں ، مگر یہ کہ خاندان مضر کے سرداروں کے زیر فرمان خاک و خون میں غلطان ہوں اور یہ لیاقت پائیں کہ ان کے رکاب میں شہید ہونے والے شمار ہوجائیں !!!

لیکن، سیف نے اس حاجب کیلئے جو نسب گڑھا ہے وہ ”بنی اشہل“ ہے اور ”بنی اشہل“ و ”جشم“ اوس سے حارث بن خزرج کے بیٹے ہیں ، اور ”ازدشنوہ“ یعنی قبائل ”ازد“ کے وہ افراد جو ”شنوہ“ میں ساکن تھے۔ یہ ازد میں سے ایک قبیلہ ہے سکونت کے لحاظ سے وہ ”شنوہ“ کے باشندے تھے (جو یمن کے اطراف میں واقع ہے ۔) یہ لوگ اس جگہ سے منسوب ہوئے ہیں اور تینوں قبیلے یمانی قحطانی ہیں ۔

ترجمہ
Translation Movement

مصادر و مآخذ

حاجب بن زید کے بارے میں درج ذیل مصادر و مآخذ کی طرف رجوع کیا جائے :

۱۔ ابن عبد البر کی ”استیعاب“ (۱ / ۱۳۸) نمبر : ۵۷۳

۲۔ ابن اثیر کی ”اسد الغابہ“ (۱ / ۳۱۵)

۳۔ ذہبی کی ”تجرید“ (۱ / ۱۰۱)

۴۔ ابن حجر کی ”اصابہ“ (۱ / ۲۷۲) نمبر : ۱۳۶۰

۵۔ تاریخ طبری (۱ / ۲۳۱۷) اور (۱ / ۲۳۱۹)

۶۔ تاریخ ابن اثیر (۲ / ۳۷۰)

۷۔ ابن حزم کی ”جمہرہ انساب العرب“ (۳۱۹ - ۳۲۰)

۸۔ قبائل العرب (۱ / ۱۵۵) اور ۲ / ۲۷۴ (اور ۲ / ۷۲۲)

اکاونواں جعلی صحابی

سہل بن مالک انصاری

سہل ، کعب بن مالک کا ایک بھائی

اس جعلی صحابی کے حالات کی تشریح میں ابن حجر کی کتاب ”اصابہ“ میں یوں آیا ہے :
” سہل بن مالک بن ابی کعب (۱) بن قین ” انصاری رسول خدا (ص) کے معروف شاعر ” کعب بن مالک کا بھائی ہے ۔

ابن حبان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سہل کو رسول خدا (ص) کی مصاحبت کا شرف حاصل ہوا ہے اور آنحضرت (ص) کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے ۔

سیف بن عمر نے ابو ہمام سہل بن یوسف بن سہل (۲) بن مالک سے نقل کیا ہے اور اس نے اپنے باپ سے اور اپنے جد سے روایت کی ہے:

رسول خدا (ص) نے حجة الوداع سے مدینہ واپس آنے کے بعد منبر پر تشریف لے جا کر فرمایا:

اے لوگو! ابوبکر نے کبھی بھی میرا دل نہیں دکھایا ہے اور

۱۔ ابو کعب کا نام عمرو تھا ۔

۲۔ سہل بن مالک کا نام ہمارے پاس موجود اصابہ کے نسخہ میں نہیں آیا ہے لیکن ابن حجر کی ” لسان المیزان “ میں درج کی گئی روایت کی سند میں ذکر ہوا ہے ۔

ابن حجر نے علم رجال میں لکھی گئی اپنی کتاب ” لسان المیزان “ میں لکھا ہے کعب بن مالک کے بھائی ، سہل بن یوسف بن سہل بن مالک نے اپنے باپ سے اس سے اپنے جد سے یوں روایت کی ہے۔

جب رسول خدا (ص) حجة الوداع سے واپس مدینہ لوٹے تو منبر پر تشریف لے جا کر بارگاہ الہی

میں حمد و ثناء فرمایا:

اے لوگو! میں ابوبکر (رض) عمر (رض) اور عثمان (رض) سے راضی ہوں اے لوگو! اپنی زبانیں مسلمان کو برا بھلا کہنے سے روک لو ، جب ان میں سے کوئی اس دنیا سے چلا جائے تو اس کے بارے میں خوبی کے سوا کچھ نہ کہنا ! ابن حجر نے مذکورہ بالا مطالب بیان کرنے کے بعد لکھا ہے :

سیف بن عمر نے اس حدیث کو اسی صورت میں سہل بن یوسف سے نقل کر کے اپنی کتاب ” فتوح “ میں لکھا ہے ۔

سہل اور اس کے نسب پر ایک بحث

سیف نے اس روایت کو ایک ایسے راوی کی زبانی نقل کیا ہے جس کا نام اس نے ” ابوہمام

سہل “ رکھا ہے اس نے اپنے باپ یوسف سے اور اس نے اپنے جد سہل بن مالک سے روایت کی ہے اور

سہل کا تعارف رسول خدا (ص) کے شاعر کعب بن مالک کے بھائی کے عنوان سے کہا ہے۔ یعنی سیف نے کعب بن مالک انصاری کے نام پر ایک معروف صحابی اور حقیقت میں وجود رکھنے والے پیغمبر خدا (ص) کے شاعر کیلئے ایک بھائی خلق کیا ہے اور اس نام "سہل بن مالک" رکھا ہے اس طرح اس نے بالکل وہی کام انجام دیا ہے جو اس سے پہلے "طاهر، حارث اور زبیر" ابو ہالہ (۱) کو خلق کرنے میں انجام دیا تھا اور تینوں کو ابو ہالہ اور ام المؤمنین خدیجہ (ع) کے بیٹے، رسول خدا (ص) کے منہ بولے بیٹے اور پروردہ کی حیثیت سے خلق کیا تھا یا مشہور ایرانی سردار برمزان کیلئے "قماذبان" (۲) نام کا ایک بیٹا خلق کیا تھا وغیرہ وغیرہ

لیکن بات یہ ہے کہ "کعب بن مالک" کا حقیقت میں سہل بن مالک انصاری نام کا نہ کوئی بھائی تھا، نہ "یوسف" نام کا اس کا کوئی بھتیجا تھا اور نہ اس کے بھائی کا سہل نام کا کوئی پوتا تھا! سہل بن یوسف، سیف کا ایک راوی

جو کچھ ہم نے بیان کیا، اس کے علاوہ طبری نے سیف سے نقل کرکے سہل بن یوسف کی انتالیس یا چالیس روایتیں اپنی تاریخ کبیر میں درج کی ہیں جن میں سے چار روایتیں سہل کے باپ یعنی "یوسف" سے نقل ہوئی ہیں کہ ان میں سے ایک میں سہل کا نسب یوں ذکر ہوا ہے: "سہل بن یوسف سلمیٰ"۔

دوسرے مصنفین اور علماء جنہوں نے اصحاب کے حالات پر روشنی ڈالی ہے، "عبید بن صخر، اور معاذ بن جبل" کیلئے لکھے گئے حالات کی تشریح میں سیف بن عمر سے نقل کرکے سہل بن یوسف بن سہل کی چھ روایتیں عبید بن صخر سے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔

۱۔ اسی کتاب کی دوسری جلد ملاحظہ ہو۔

۲۔ کتاب عبد اللہ بن سبا جلد ۱/ ملاحظہ ہو۔

آخر کی روایتوں میں سے ایک روایت میں سہل بن یوسف کا تعارف یوں کیا گیا ہے: "سہل بن یوسف بن سہل انصاری"

اس تحقیق کا نتیجہ

مجموعی طور پر جو کچھ گزرا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیف نے سہل کے خاندان کو اپنے خیال میں یوں خلق کیا ہے: "ابوبہام، سہل بن یوسف بن سہل بن مالک انصاری سلمیٰ" اور "دادا" سہل کو رسول خدا (ص) کے شاعر صحابی کعب بن مالک انصاری کے بھائی کی حیثیت سے خلق کیا ہے یہی سبب بنائے کہ کتاب "اصابہ" کے مصنف ابن حجر نے سہل کو خاندان کعب کے نسب سے منسلک کرکے لکھا ہے: "سہل بن مالک بن ابی کعب بن قین"، ابن حجر نے اس نسبت کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے جب کہ سہل کے خالق سیف بن عمر نے ایسا دعویٰ نہیں کیا اور اپنی مخلوق کو "قین" سے منسلک نہیں کیا ہے!! (۱)

قلمی سرقہ

سیف نے مذکورہ روایت کو اپنی کتاب "فتوح" --- جو دوسری صدی کی پہلی چوتھائی میں تالیف ہوئی ہے --- میں بڑی آب و تاب کے ساتھ درج کیا ہے اور اپنے خاندانی تعصب و قبیلہ مضر خاص طور سے وقت کے حکام و دلتمندوں کے بارے میں منقبت و مداحی کی ایسی روایت درج کرکے ثابت کیا ہے۔ ۱۔ جہاں تک سیف کی روایتوں سے استفادہ ہوتا ہے۔

زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ تیسری صدی ہجری کا " خالد بن عمرو اموی کوفی " آہنچا اور ایک ادبی اور قلمی چوری کا مرتکب ہوتا ہے وہ سیف کی عین روایت کو اس کی کتاب سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کرتا ہے اور اس میں سیف اور اس کی کتاب کا کہیں نام نہیں لیتا گویا اس نے کسی واسطہ کے بغیر خود اس روایت کو سنا ہے ۔

خالد کا یہ کام اس بات کا سبب بنا کہ اس کے بعد آنے والے علماء نے اسی روایت کو خالد کی کتاب سے لے کر کے گمان کیا ہے کہ خالد تنہا شخص ہے جس نے ایسی روایت اپنی کتاب میں نقل کی ہے اس مطلب کی طرف توجہ نہیں کی ہے کہ خالد سے تقریباً ایک صدی پہلے یہی روایت سیف بن عمر نام کے شخص کے ذہن میں پیدا ہو چکی ہے اور اس نے اسے اپنی کتاب فتوح میں درج کیا ہے (۱) سہل کے افسانہ کی اشاعت کرنے والے علمائ

خالد کا یہ کام اس امر کا سبب بنا کہ مندرجہ ذیل علماء نے یہ گمان کیا ہے کہ خالد بن عمرو اس روایت کو نقل کرنے والا وہ تنہا شخص ہے :

۱۔ دار قطنی (وفات ۳۸۵ھ) جو یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے میں خالد اکیلا ہے ۔

۲۔ ابن مندہ (وفات ۳۹۹ھ) نے کتاب " اسماء الصحابہ " میں لکھا ہے کہ :
یہ ایک تعجب خیز روایت ہے جسے میں نے اس راوی کے علاوہ کہیں نہیں پایا ہے ۔
۱۔ کتاب " روات مختلفون " سلسلہ " روات کی بحث میں " سہل بن یوسف بن سہل " کے نام میں ملاحظہ ہو۔

یعنی خالد بن عمرو کے علاوہ کسی دوسرے نے یہ روایت بیان نہیں کی ہے
۳۔ ابن عبد البر (وفات ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب " استیعاب " میں لکھا ہے :
اس --- سہل بن مالک ---- کی روایت کو صرف خالد بن عمرو نے نقل کیا ہے (۱)
بعض علماء نے بھی مذکورہ روایت کو خالد کی کتاب سے نقل کیا ہے لیکن یہ نہیں کہا ہے کہ خالد اس روایت کو نقل کرنے والا تنہا شخص ہے ، جیسے :

۱۔ ابنوسی " (وفات ۵۰۵ھ) نے اپنی کتاب فوائد میں (۲)
ان میں سے بعض کی کتابوں میں کچھ راویوں کے نام لکھنے سے رہ گئے ہیں ، جیسے :
۱۔ طبرانی (وفات ۳۶۰ھ) نے کتاب " المعجم الکبیر عن الصحابہ الکرام " میں ۔
بعض نے مذکورہ روایت کو ارسال مرسل کی صورت میں یعنی راویوں اور واسطوں کا نام ذکر کئے بغیر درج کیا ہے ، جیسے :

۱۔ " ابن شہین " (وفات ۳۸۵ھ)
۲۔ ابو نعیم " (وفات ۴۳۰ھ) کتاب " معرفة الصحابہ " میں ۔
بعض نے اپنے سے پہلے علماء ---- جن کا ذکر اوپر آیا ---- سے نقل کیا ہے ۔ جیسے :
۱۔ ضیاء مقدسی (وفات ۶۴۳ھ) نے کتاب المختارہ میں طبرانی کی بات کو قبول کیا ہے اور اس سے متاثر ہوا ہے۔

۱۔ سہل بن مالک کے حالات کی تشریح کتاب " اصابہ " اور " کنز العمال " باب سوم ، کتاب فضائل فصل دوم کے آخر میں (۱۵۵ / ۱۲) اور تیسری فصل سوم کے آخر میں (۲۳۹ / ۱۲) ملاحظہ ہو۔
۲۔ سہل بن مالک (دادا) کے حالات کی تشریح میں کتاب " استیعاب " ملاحظہ ہو ۔

۲۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ ھ) نے " ابن مندہ " "ابو نعیم " اور " ابن عبد البر " کے مطالب کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب " اسد الغابہ " میں بیان کیا۔

۳۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ ھ) نے اسد الغابہ سے نقل کر کے اس کا خلاصہ اپنی کتاب " تجرید " میں درج کیا ہے ۔

۴۔ ابن کثیر (وفات ۷۷۴ ھ) نے اس مطلب کو معجم طبرانی سے نقل کیا ہے لیکن بعض علماء نے اس روایت کے صحیح ہونے میں اور اس کے مآخذ پر شک کیا ہے ، جیسے :

۱۔ عقیلی (وفات ۳۲۲ ھ) نے کتاب " الضعفاء " میں ۔

۲۔ ابن عبد البر (وفات ۴۶۳ ھ) نے اپنی کتاب " استیعاب " میں اس روایت کے جھوٹ ہونے اس کے راوی --سہل بن یوسف بن سہل بن مالک --- کے صحیح نہ ہونے اور ایسے راویوں کے موجود نہ ہونے کی تاکید کی ہے ۔

لیکن اس نے گمان کیا ہے کہ یہ سب آفتیں " خالد بن عمرو " کی وجہ سے واقع ہوئی ہیں اور مکتب خلفاء کے علماء کے اندر خالد کی شہرت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے کرتے نتیجہ نکالا ہے کہ یہ روایت جھوٹی اور جعلی ہے ۔

برسوں گزرنے کے بعد نویں صدی ہجری میں "ابن حجر " (وفات ۸۵۲ ھ) آتا ہے اور سہل بن مالک (جد) کے حالات کی تشریح کتاب " اصابہ " میں رسول خدا (ص) کے صحابی کی حیثیت سے اور سہل بن یوسف (پوتا) کے بارے میں اپنی دوسری کتاب " لسان المیزان " میں یوں لکھتا ہے :

اس روایت کی صرف خالد بن عمرو نے روایت نہیں کی ہے بلکہ خالد سے برسوں پہلے ، اسی متن و سند کے ساتھ سیف بن عمر تمیمی نے اپنی کتاب فتوح میں درج کیا ہے (۱)

لیکن ابن حجر نے اس مطلب کی طرف توجہ نہیں کی ہے کہ درست اور صحیح نہیں جو خالد ایک صدی سیف کے بعد آیا ہے اس نے بلاواسطہ کسی سے روایت نقل کی اس سے سیف نے ایک صدی پہلے روایت نقل کی ہے بلکہ اسے کہنا چاہئے تھا کہ: اس مطلب کو متأخر شخص نے مقدم سے لیا ہے مگر خالد جو کہ متأخر ہے اس نے مقدم کا نہ نام لیا اور نہ ہی منبع بیان کیا ہے۔

یہ مسئلہ اور اس جیسے سیکڑوں مسائل کے علاوہ سیف کے تعجب خیز تخلیقات آج تک علماء کی نظروں سے اوجھل رہی ہیں اور تاریخ اسلام کے سلسلے میں سیف کی اس قدر جنایتوں سے پردہ نہیں اٹھایا گیا تا کہ ابن حجر کو معلوم ہوجاتا کہ اس روایت اور ایسی سیکڑوں روایتوں اور راویوں کو گڑھنے اور خلق کرنے والا اصلی مجرم سیف بن عمر تمیمی ہے نہ کہ اور کوئی۔

اسی طرح تقریباً یقین کی حد تک کہا جاسکتا ہے کہ ابن حجر ان دو راویوں (بیٹا اور جد) " سہل بن یوسف " اور "یوسف بن سہل " کے دوسری روایتوں میں داخل ہونے کے سلسلے میں متوجہ نہیں ہوا ہے تا کہ کتاب " اصابہ " میں سہل بن مالک (جد) اور کتاب " لسان المیزان " میں " سہل بن یوسف " (پوتہ) کے حالات پر روشنی ڈالتے وقت ان کے راویوں کے سلسلہ کے بارے میں سنجیدہ

۱۔ اس کے برسوں گزرنے کے بعد " سیوطی " مذکورہ روایت کو اپنی کتاب جمع الجوامع میں سیف کی فتوح ، ابن مندہ ، طبرانی ، ابو نعیم ، خطیب بغدادی اور ابن عساکر سے نقل کرتا ہے متقی ہندی نے بھی انہیں مطالب کو سیوطی سے نقل کر کے اپنی کتاب " کنز العمال " میں ثبت کیا ہے (کنز العمال ۱۲/۱۰۰ ، اور ج ۱۲ / ۲۳۹)

طور پر بحث و تحقیق کرتا ! یعنی وہ کام انجام دیتا جو ہم نے جعلی راویوں کے سلسلہ میں انجام دیا ہے ۔

مآخذ کی تحقیق

سیف کے جعلی صحابی ”سہل بن مالک انصاری“ کا نام ایک ایسی روایت میں آیا ہے جسے سیف کے جعلی (بیٹے) ”سہل بن یوسف“ نے اپنے جعلی اور جھوٹے باپ ”یوسف بن سہل“ سے نقل کیا ہے۔ یعنی خیالی پوتے نے جعلی باپ سے اور اس نے اپنے افسانوی جد سے روایت کی ہے!!

بہر صورت ”سہل بن مالک انصاری“ کا نام اس کے خیالی بیٹے اور پوتے کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے ذکر نہیں ہوا ہے اس حدیث ساز خاندان کا نام ان معتبر منابع اور مصادر میں نہیں ملتا جنہوں نے سیف سے روایت نقل نہیں کی ہے۔

ہم نے ان راویوں پر مشتمل خاندان اور ان کی روایتوں کے بارے میں اپنی کتاب ”روایات مختلفون“ (جعلی راوی) میں مفصل بحث کی ہے۔ یہاں پر تکرار کی گنجائش نہیں ہے۔

خلاصہ

سیف بن عمر نے اپنے جعلی صحابی ”سہل بن مالک“، رسول خدا (ص) کے مشہور شاعر کعب بن مالک انصاری کے بھائی کو بنی سلمہ خزرجی سے خلق کیا ہے اور اس کا نام ایک حدیث کے ذریعہ ”سہل بن یوسف“ نامی اس کے پوتے کی زبان پر جاری کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ اس قسم کے اشخاص کا نام دوسرے ایسے مصادر میں کہیں نہیں پایا جاتا جنہوں نے سیف بن عمر سے روایت نقل نہیں کی ہے۔

مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے اس ”سہل بن مالک“ کو جعلی پوتے کی حدیث پر اعتماد کرکے اصحاب رسول خدا (ص) میں سے شمار کیا ہے اور سیف سے نقل کرکے لکھا ہے کہ اس نے مہاجرین کے سرداروں کے فضائل خود رسول خدا (ص) سے سنے ہیں، جبکہ آنحضرت (ص) نے یمانی انصار کا ذکر تک نہیں فرمایا ہے!

ہم خود جانتے ہیں کہ یہ روش اور طریقہ سیف کا ہے جو ایک حدیث جعل کرتا ہے اور ایک افسانہ گڑھ کر اپنے ضمیر کی ندا کا مثبت جواب دیتا ہے اور اپنے خاندان مضر کی طرفداری میں انکی تعریف و تمجید میں داد سخن دیتا ہے اور یمانی انصار کے بارے میں طعنہ زنی اور دشنام سے کام لیتا ہے اور ان پر کیچڑ اچھالتا ہے خواہ وہ صحابی ہوں یا تابعی!!

مزید ہم نے کہا ہے کہ چونکہ سیف نے حدیث کے مآخذ میں ”سہل بن مالک“ کو کعب بن مالک کے بھائی کے طور پر پیش کیا ہے اس لئے علماء نے بھی اسی سے استناد کرکے سہل بن مالک کے نسب کو کعب بن مالک کے نسب سے جوڑ دیا ہے جبکہ خود اس کے خالق سیف نے اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کیا ہے!

سیف نے سہل بن مالک سے مربوط روایت کو دوسری صدی کے آغاز میں اپنی کتاب فتوح میں لکھا ہے اس کے ایک سو سال گزرنے کے بعد خالد بن عمرو اموی (وفات تیسری صدی ہجری) آتا ہے اور سیف کے مطالب کو اسی سہل کے بارے میں نقل کرتا ہے۔

خالد بن عمرو اس قلمی سرقت میں سیف اور اس کی کتاب کا نام لئے بغیر روایت کو براہ راست سہل بن یوسف سے نقل کرتا ہے یہی امر سبب بنا کہ بعض علماء نے تصور کیا ہے کہ خالد بن عمرو نے شخصاً اس حدیث کے راوی ----سہل بن یوسف --- کو دیکھا ہے اور مذکورہ روایت کو براہ راست اس سے سنا ہے۔ اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ خالد بن عمرو اس حدیث کا تنہا راوی ہے۔

اس طرح بعض علماء نے اس حدیث کے صحیح ہونے اور اس نسب کے راویوں (سہل بن یوسف بن سہل بن مالک) کے وجود پر شک کیا ہے ، کیونکہ قبیلہ خُزرج سے بنی سلمہ اور انصار سے غیر بنی سلمہ حتیٰ غیر انصار میں ان ناموں کا سراغ نہیں ملتا ہے ۔ # ۷۸۲

سر انجام ابن حجر آتا ہے اور اس روایت کے ، خالد سے برسوں پہلے ، سیف کی کتاب میں موجود ہونے کا انکشاف کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ابن "حبان" نے بھی اس مطلب کو سیف سے نقل کیا ہے لیکن خود ابن حجر نے اس بات کی طرف توجہ نہیں کی کہ اس روایت کو گڑھنے والا۔ "سہل بن مالک" اور اس کے راویوں کو جعل کرنے والا خود سیف بن عمر ہے ، جس نے سیکڑوں اصحاب اور تابعین کو خلق کیا ہے ، قصے اور افسانے گڑھ کر ان سے نسبت دی ہے ان کی زبان سے روایتیں اور احادیث جاری کی ہیں اور ان سب چیزوں کو بڑی مہارت کے ساتھ اسلام کی تاریخ میں داخل کیا ہے اور اس طرح علماء محققین کیلئے حقیقت تک پہنچنے میں مشکل کر کے انہیں پریشان کر رکھا ہے ۔

اسی طرح ابن حجر نے اس موضوع پر بھی غور نہیں کیا ہے کہ راویوں کے اس سلسلہ کے نام سیف کی دوسری روایتوں میں بھی ذکر ہوئے ہیں جن میں سے بعض کو طبری نے اپنی تاریخ میں اور بعض کو دوسرے علماء نے اصحاب کی زندگی پر روشنی ڈالتے وقت ذکر کیا ہے ان میں "عبید بن صخر" کے حالات پر روشنی ڈالنے والے مصنفوں کا نام لیا جا سکتا ہے ۔ اگر ابن حجر ان راویوں کے سیف کی دوسری روایتوں میں خود ارادی کے طور پر وجود سے آگاہ ہوجاتا تو "سہل بن مالک" کتاب "اصابہ" میں سہل بن مالک (جو) کے حالات پر نیز لسان المیزان میں سہل بن یوسف کی زندگی پر روشنی ڈالتے وقت ان کی طرف اشارہ ضرور کرتا ۔

اس افسانہ کا نتیجہ

سیف نے "سہل بن مالک انصاری" جیسے صحابی اور اس کے خاندان کو خلق کر کے درج ذیل مقاصد حاصل کئے ہیں:

۱۔ گروہ مہاجرین میں خاندان مضر کے سرداروں کیلئے ایک افتخار کسب کیا ہے اور رسول خدا (ص) سے ان کی تعریف و تمجید کرائی ہے ۔

۲۔ حدیث و اخبار کے تین راویوں کو خلق کر کے انہیں دوسرے حقیقی راویوں کی فہرست میں قرار دیا ہے ۔

۳۔ پیغمبر خدا (ص) کے شاعر کعب بن مالک انصاری کیلئے ایک بھائی خلق کر کے اس کا نام "سہل بن مالک" رکھا ہے اور اس کا رسول خدا (ص) کے صحابی کے طور پر تعارف کرایا ہے ۔

۴۔ مہاجر اصحاب کی منقبت میں ایک تعجب خیز روایت جعل کی ہے تا کہ حدیث حسبِ ذیل کتابوں میں منعکس ہوجائے اور مآخذ کے طور پر سالہا سال ان سے استفادہ کیا جا تا رہے :

۱۔ "ابن حبان" (وفات ۳۵۴ھ) نے اپنی کتاب "الاصحابہ" میں سیف کی کتاب "فتوح" سے نقل کر کے ۔

۲۔ طبرانی (وفات ۳۶۰ھ) نے اپنی کتاب "المعجم الکبیر ، عن الصحابة الکرام" میں ۔

۳۔ "دارقطنی" (وفات ۳۸۵ھ) نے کتاب "الافراد" میں یہ تصور کیا ہے کہ خالد اس روایت کو نقل

کرنے والا تنہا شخص ہے ۔

۴۔ "ابن شہابین" (وفات ۳۸۵ھ) نے مذکورہ حدیث کو بصورت مرسل نقل کیا ہے ۔

۵۔ "ابن مندہ" (وفات ۳۹۹ھ) اس بھی گمان کیا ہے کہ خالد تنہا شخص ہے جس نے اس روایت

کو نقل کیا ہے ۔

- ۶۔ "ابو نعیم" (وفات ۴۳۰ھ) نے کتاب "معرفة الصحابة" میں ۔
- ۷۔ "ابن عبد البر" (وفات ۴۶۳ھ) نے کتاب "استیعاب" میں اس نے بھی تصور کیا ہے کہ خالد اس حدیث کا تنہا راوی ہے ۔
- ۸۔ "ابنوسی" (وفات ۵۰۵ھ) نے کتاب "فوائد" میں ۔ اس نے اسے خالد سے نقل کیا ہے۔
- ۹۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے کتاب "اسد الغابہ" میں ۔ ابن مندہ ، ابو نعیم اور ابن عبد البر سے نقل کیا ہے ۔
- ۱۰۔ "ذہبی" (وفات ۷۴۸ھ) نے کتاب "التجريد" میں جو اسد الغابہ کا خلاصہ ہے ۔
- ۱۱۔ "مقدسی" (وفات ۶۴۳ھ) نے کتاب المختارہ "میں ۔ اس نے طبرانی پیروی کی ہے ۔
- ۱۲۔ "ابن حجر" (وفات ۸۵۲ھ) کتاب "اصابہ" میں حدیث کے متن سے پہلے اس کے بارے میں بحث کی ہے ۔
- ۱۳۔ سیوطی (وفات ۹۱۱ھ) نے کتاب "جمع الجوامع" میں ۔
- ۱۴۔ متقی (وفات ۹۷۵ھ) نے کتاب "کنز العمال" اور منتخب کنز العمال میں کتاب "جمع الجوامع" سے استفادہ کیا ہے ۔

مصادر و مآخذ

سہل بن مالک کے حالات

۱۔ ابن عبد البر کی "استیعاب"

۲۔ ذہبی کی "تجريد"

۳۔ ابن اثیر کی اسد الغابہ

۴۔ ابن حجر کی "اصابہ"

سہل بن یوسف کے حالات

۱۔ ابن حجر کی لسان المیزان

خالد بن عمرو کے حالات

۱۔ "رواة مختلفون" اسی کتاب کے مؤلف کی تالیف

۲۔ ابن عساکر کی معجم الشيوخ

سہل بن مالک کے حالات پر تشریح کے ضمن میں حدیث پر ایک بحث

۱۔ ابن حجر کی اصابہ

۲۔ متقی کی "کنز العمال" باب سوم ، کتاب فضائل ، فصل دوم کے آخر میں (۱۵۵ / ۱۲) ، اور

فصل سوم کے آخر میں (۲۳۹ / ۱۲)

۳۔ متقی کی "کنز العمال" میں سیوطی سے نقل کر کے مذکورہ دونوں باب میں درج کیا ہے ۔

سیف بن عمر نے اپنی کتاب فتوح میں ، اس کے علاوہ ابن قانع، ابن شابین ، ابن مندہ ، ابو نعیم

، ابن النجار اور ابن عساکر نے ذکر کیا ہے (گزشتہ حدیث کے آخر تک)

باونواں جعلی صحابی

اسعد بن یربوع انصاری خزرجی

ابن عبد البر نے کتاب "استیعاب" میں اس صحابی کی تشریح شرح حال لکھتے ہوئے مآخذ کا ذکر کئے بغیر لکھا ہے :

وہ یمامہ کی جنگ میں قتل ہوا ہے ۔

ابن اثیر نے ابن عبد البر کی روایت کو نقل کرنے کے بعد اپنی کتاب "اسد الغابہ" میں رمز (ب) کا اضافہ کرکے لکھا ہے :

البتہ یہ ابن عبد البر کا کہنا ہے ۔ اس نے بھی "اسید بن یربوع ساعدی" نام کے صحابی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ یمامہ کی جنگ میں مارا گیا ہے ۔ یہ دو آدمی یا ایک دوسرے کے بھائی ہیں یا یہ کہ ان دو ناموں میں سے ایک دوسرے کی تصحیف ہے ۔ کیونکہ سیف بن عمر نے اسی صحابی کو اپنی کتاب فتوح میں "اسعد" کے عنوان سے پہنچوایا ہے ۲۹۱۔

اور خدا بہتر جانتا ہے (ابن اثیر کی بات کا خاتمہ)

اس سے پہلے ہم نے کہا ہے کہ حرف "ب" ابن عبد البر کی کتاب "استیعاب" کی مختصر علامت ہے جسے ابن اثیر اور دیگر علماء نے اپنے درمیان رمز کے طور پر قرار دیا ہے ۔

ذہبی نے بھی اپنی کتاب "تجرید" میں لکھا ہے کہ "اسعد بن یربوع" "اسید" نام کے ایک مجہول شخص کا بھائی ہے جو یمامہ کی جنگ میں قتل ہوا ہے ۔

ابن حجر "استیعاب" کے مطالب نقل کرکے لکھتا ہے ۔

سیف نے کتاب "فتوح" میں اس کا نام لیا ہے اور ابو عمر، ابن عبد البر نے بھی روایت کو سیف سے نقل کیا ہے۔

کتاب "نسب الصحابة" کے مصنف نے بھی لکھا ہے کہ 'اسعد بن یربوع' یمامہ کی جنگ میں مارا گیا ہے ۔

کتاب "در السحابہ" میں بھی آیا ہے کہ "اسعد بن یربوع" یمامہ کی جنگ میں قتل ہونے والوں میں سے تھا ۔

خلاصہ یہ کہ علماء میں سے چھ افراد نے اس صحابی کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ان میں سے چار اشخاص نے کسی قسم کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا ہے ، جو حسب ذیل ہیں :

۱۔ ” ابن عبدالبر ”

۲۔ ذہبی

۳۔ کتاب ”نسب الصحابہ“ کے مصنف اور

۴۔ کتاب ”دار السحابہ“ کے مصنف

ذہبی نے بھی تاکید کی ہے کہ ” اسید “ مجہول شخص ہے ۔

دو افراد نے صرف سیف کا نام لیا ہے اور اسے اپنے مطالب کے مآخذ کے طور پر پہنچوایا ہے ۔ جو یہ دو افراد ہیں : ” ابن حجر “ اور ” ابن اثیر “

ہم نے حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں ، ” اسعد “ یا ” اسید بن یربوع ساعدی “ نامی انصاری صحابی کے بارے میں جستجو اور تلاش کی لیکن مذکورہ منابع میں سے کسی ایک میں ان کا سراغ نہ ملا اس لئے اسے سیف کی مخلوق میں شمار کیا ہے ۔

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ صرف دو دانشوروں نے اپنی روایت کے مآخذ کے طور پر سیف کا تعارف کرایا ہے اور دوسرے راویوں کا نام نہیں لیا ہے تا کہ ان کے بارے میں ہم بحث و تحقیق کرتے ۔ اسعد کے افسانہ کے نتائج

۱۔ ایک انصاری ساعدی قحطانی صحابی کو خلق کرنا اور اسے یمامہ کی جنگ میں قتل ہوتے دکھانا۔

۲۔ میدان کارزار میں یمانی مقتولین کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کرنا کہ یہ دکھائے کہ وہ لیاقت اور تجربہ سے عاری تھے اور اس طرح ان کی تذلیل کی جائے ۔ کیونکہ سیف کے نقطہ نظر کے مطابق لیاقت ، افتخار ، شجاعت اور بہادری کے مالک صرف مضری عدنانی ، خاص کر تمیم بنی سے اسید سے جو خود سیف بن عمر کے قبیلہ سے ہے ۔

ترجمہ
Translation Movement

مصادر و مآخذ

اسعد بن یربوع کے بارے میں درج ذیل منابع کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے ؛

۱۔ ابن عبد البر کی ” استیعاب “ (۱ / ۴۱) نمبر : ۷۱

۲۔ ابن اثیر کی ” اسد الغابہ “ (۱ / ۷۳)

۳۔ ذہبی کی ” تجرید “ (۱ / ۱۵) نمبر : ۱۱۲

۴۔ ابن حجر کی ” اصابہ “ (۱ / ۵۱) نمبر : ۱۱۶

۵۔ ” نسب الصحابہ من الانصار “ ص ۱۰۷

۶۔ در السحابہ فی بیان وفيات الصحابہ

کتاب ” در السحابہ “ کے مصنف ابو العباس رضی الدین ، حسن بن محمد بن حسن صنعانی (۵۵۵ھ) ہیں ، اس کتاب کا قلمی نسخہ مدینہ منورہ میں شیخ الاسلام لائبریری میں ہے او رمؤلف نے ویب پر اس سے استفادہ کیا ہے ۔

ترینواں جعلی صحابی

مالک کی بیٹی سلمیٰ

سلمیٰ اور حوٰب کے کتے

ابن حجر اپنی کتاب "اصابہ" میں مالک کی بیٹی سلمیٰ کا تعارف یوں کرتا ہے :
مالک بن حذیفہ بن بدر فزارہ کی بیٹی سلمیٰ معروف بہ "ام قرفہ" صغریٰ عیینہ بن حصن کی
چچیری بہن ہے ۔ اسے مقام اور اثر و رسوخ کی وجہ سے اس کی ماں ، "ام قرفہ کبریٰ" سے تشبیہ
دیتے تھے۔

"زید بن حارثہ" نے ایک لشکر کشی کے دوران "ام قرفہ" کو قتل کر کے اور بنی فزارہ کے کچھ
لوگوں کو قیدی بنا لیا تھا ، ان قیدیوں میں 'ام قرفہ' کی بیٹی سلمیٰ بھی موجود تھی جو مدینہ میں ام
المؤمنین عائشہ (رض) کی خدمت میں پہنچی اور انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔
ایک دن سلمیٰ عائشہ کی خدمت میں تھی اتنے میں رسول خدا (ص) دروازے سے داخل ہوئے
اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تم میں سے ایک حوٰب کے کتوں کو بھونکنے پر مجبور کرے گی۔
کہتے ہیں "ام قرفہ" کے گھر کی دیوار پر پچاس ایسی تلواریں لٹکائی گئی تھیں جو پچاس
ایسے شمشیر باز مردوں سے مربوط تھیں جو اس خاتون کے محرم تھے نہیں معلوم یہاں پر یہی 'ام
قرفہ' " ہے یا "ام قرفہ کبریٰ" (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)
ابن حجر کا یہ بیان خبر کے لحاظ سے دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ میں سلمیٰ کا نسب
ہے اور دوسرا حصہ درج ذیل خبروں پر مشتمل ہے ۔

۱۔ زید بن حارثہ کی لشکر کشی سے مربوط ہے کہ اس نے "ام قرفہ" کی سرکوبی کیلئے ماہ
رمضان ۶ھ میں شہر مدینہ سے سات میل کی دوری پر 'وادی القریٰ' کے علاقے پر فوج کشی کی
تھی ۔

۲۔ حوٰب کے کتوں کی داستان

ام قرفہ کی داستان کے چند حقائق

ابن سعد نے اس لشکر کشی کے بارے میں اپنی کتاب "طبقات" میں یوں لکھا ہے :
زید بن حارثہ اصحاب رسول خدا (ص) کی طرف سے کچھ اجناس لے کر تجارت کی غرض سے
مدینہ سے شام کی طرف روانہ ہوا 'وادی القریٰ' کے نزدیک قبیلہ "بنی بدر" سے تعلق رکھنے والے
فزارہ کے ایک گروہ سے اس کی مڈ بھیڑ ہوئی انہوں نے جب ان کے ساتھ اس قدر مال و منال دیکھا تو زید
پر حملہ کر کے تمام مال و منال لوٹ لے گئے ۔

کچھ مدت کے بعد جب زید کے زخم اچھے ہوئے تو وہ مدینہ واپس لوٹ کر رسول خدا (ص) کی
خدمت میں حاضر ہو اور تمام ماجرا رسول خدا (ص) کی خدمت میں بیان کیا ۔ رسول خدا (ص) نے اسے
مجاہدوں کے گروہ کی سرکردگی میں ان کی سرکوبی کیلئے مامور فرمایا۔

زید نے قبیلہ فزارہ کے کنٹرول والے علاقے میں پیش قدمی میں انتہائی احتیاط سے کام لیا۔ ان کو مخفی بوجاتے تھے اور رات کو پیش قدمی کرتے تھے اس دوران ”بنو بدر“ کے بعض افراد زید اور اس کی لشکر کی کاروائی سے آگاہ ہو کر ”فزارہ“ کے لوگوں کو اس خبر سے آگاہ کرتے ہیں کہ زید کی سرکردگی میں اسلامی فوج ان کی سرکوبی کیلئے آرہی ہے۔ ابھی فزارہ کے لوگ پوری طرح مطلع نہیں ہوئے تھے کہ ایک روز صبح سویرے زید اور اس کی فوج نے تکبیر کہتے ہوئے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ پوری بستی کو محاصرہ میں لے کر ان کے بھاگنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رکھی۔

فزارہ کے باشندوں نے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیے، لہذا زید نے ان سب کو قیدی بنا لیا ان قیدیوں میں ربعہ بن بدر کی بیٹی ”ام قرفہ فاطمہ“ اور اس کی بیٹی ”جاریہ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر“ بھی تھیں۔

”جاریہ“ کو ”سلمہ بن اکوع“ نے لے کر رسول خدا (ص) کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت (ص) نے بھی اسے ”حزن ابن ابی وب“ کو بخش دیا۔ ابن سعد اس داستان کے آخر لکھتا ہے کہ زید اور اس کے ساتھیوں نے ”ام قرفہ“ اور فزارہ کے چھ مردوں کو قتل کر ڈالا۔

یعقوبی نے بھی ”ام قرفہ“ کی داستان کو یوں نقل کیا ہے : ”ام قرفہ نے اپنے محارم میں سے چالیس جنگجو اور شمشیر باز مردوں کو حکم دیا کہ رسول خدا (ص) سے لڑنے کیلئے مدینہ پر حملہ کریں۔

پیغمبر خدا (ص) اس موضوع سے مطلع ہوئے اور زید بن حارثہ کو چند سواروں کے ہمراہ ان کے حملہ کو روکنے کیلئے بھیجا۔ دونوں گروہ ”وادی القری“ میں ایک دوسرے روبرو ہوئے اور جنگ چھڑ گئی۔ لیکن زید کے ساتھ مقابلہ کی تاب نہ لاسکے اور پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ زید زخمی حالت میں اپنے آپ کو مشکل سے میدان کا رزار سے باہر لاسکا۔ اس حالت میں اس نے قسم کھائی کہ اس وقت تک نہ نہائے گا اور نہ بدن پر تیل کی مالش کرے گا جب تک کہ ان سے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا انتقام نہ لے لے !

زید نے اس قسم کو پورا کرنے کیلئے آنحضرت (ص) سے دوبارہ جنگ کی اجازت طلب کی ، پیغمبر خدا (ص) نے بھی اسے فزارہ سے جنگ کرنے کیلئے دوبارہ مامور فرمایا اور ایک گروہ کی سرپرستی اور کمانڈ اسے سونپی (گزشتہ داستان کے آخر تک (۱))

ابن بشام ، یعقوبی ، طبری اور مقریزی نے لکھا ہے کہ اسی جنگ میں ”سلمہ بن عمر واکوع“ نے قرفہ کی بیٹی ”سلمیٰ“ کو قیدی بنا کر رسول خدا (ص) کی خدمت میں پیش کیا اور آنحضرت (ص) نے بھی اسے اپنے ماموں ”حزن بن ابی وب“ کو بخش دیا اور اس سے عبد الرحمان بن حزن پیدا ہوا۔ پہلی خبر کی حقیقت یہی تھی جو ہم نے نقل کی۔

۱۔ محمد بن حبیب کتاب ”محبّر“ کے ص ۴۹۰ میں لکھتا ہے ”ام قرفہ“ نے اپنے شوہر ”ابن حذیفہ“ سے تیرہ بیٹوں کو جنم دیا ہے جو شمشیر باز ، بلند ہمت اور بلند مقام والے تھے ”ام قرفہ“ بھی ایک بلند ہمت اور بانفوذ خاتون تھی۔ وہ لوگوں کو رسول خدا (ص) کے خلاف اکساتی تھی اور آنحضرت (ص) سے دشمنی رکھتی تھی کہتے ہیں ایک دن غطفان کے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا ”ام قرفہ“ نے اپنا دوپٹہ ان کے پاس بھیج دیا انہوں نے اسے نیزے پر بلند کیا۔ نتیجہ میں ان کے درمیان صلح و آشتی برقرار ہو گئی۔

”ام قرفہ“ کا افسانہ اور حوا“ ب کے کتب کی داستان

لیکن مذکورہ دوسری خبر کا سرچشمہ صرف سیف کے افکار اور ذہنی خیالات ہیں اس کے سوا کچھ نہیں ہے ، ملاحظہ فرمائیے :

طبری ۱۱ھ کے حوادث کے ضمن میں قبائل ”بوازن“ ، ”سلیم“ اور ”عامر“ کے ارتداد کے بارے میں سیف بن عمر سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں لکھتا ہے :

”بزاخہ“ کی جنگ سے فرار کرنے والے قبیلہ ”غطفان“ کے لوگ جو پیغمبری کے مدعی ”طلیحہ“ کی حمایت میں لڑ رہے تھے ، شکست کھا کر عقب نشینی کرنے کے بعد ”ظفر“ نامی ایک جگہ پر جمع ہو گئے۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں ”مالک بن حذیفہ بن بدر فزاریہ“ کی بیٹی ”ام زمل سلمیٰ“ کا کافی اثرو رسوخ تھا۔ وہ شوکت ، وجلال اور کلام کے نفوذ میبا پنی ماں ”ام قرفہ“ کی ہم پلہ تھی۔

”ام زمل“ نے مذکورہ فراریوں کی ملامت کی اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ سے فرار کرنے پر ان کی سخت سرزنش کی۔ اس کے بعد ان کی ہمت افزائی کر کے پھر سے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دینے لگی۔ خود ان کے بیچ میں جاکر ان کے ساتھ بیٹھ کر انہیں خالد کے ساتھ لڑنے کیلئے آمادہ کرتی تھی یہاں تک کہ قبائل ”غطفان“ ، ”بوازن“ ، ”سلیم“ ، ”اسد“ اور ”طی“ کے بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔

ام زمل ، سلمیٰ اس منظم گروہ کی مدد سے فزارہ کی گزشتہ شکست ، اس کی ماں کے قتل ہونے اور اپنی اسارت کی تلافی کیلئے خالد سے جنگ پر آمادہ ہوئی۔

سلمیٰ کا یہ تیز اقدام اس لئے تھا کہ برسوں پہلے ، اس کی ماں ”ام قرفہ“ کے قتل ہونے کے بعد وہ خود اسلام کے سپاہیوں کے ہاتھوں قیدی بن کر عائشہ کے گھر میں پہنچ گئی تھی۔ لیکن عائشہ (رض) کی طرف سے ام زمل کو آزاد کئے جانے کے باوجود وہ عائشہ (رض) کے گھر میں زندگی کرتی تھی۔ کچھ مدت کے بعد وہ اپنے وطن واپس چلی گئی اور اپنے رشتہ داروں سے جاملی۔

ایک دن جب ام زمل عائشہ (رض) کے گھر میں تھی ، رسول خدا (ص) گھر میں تشریف لائے جب ان دونوں کو دیکھا تو فرمایا:

تم میں سے ایک پر حوا ب کے کتے حملہ کر کے بھونکیں گے !

اور یہ ام زمل کہ اس کے اسلام سے منہ موڑنے اور مرتد ہونے کے بعد رسول خدا (ص) کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی ! کیونکہ جب ام زمل نے مخالفت پرچم بلند کیا اور فراری فوجیوں کو جمع کرنے کیلئے ”ظفر و حوا ب“ سے گزری تو حوا ب کے کتوں نے اس پر حملہ کیا اور بھونکنے لگے !!

بہر حال اس فزاری عورت کے تند اقدامات اور لشکر کشی کی خبر جب خالد بن ولید کو پہنچی تو وہ فوراً اس کی طرف روانہ ہوا اور دونوں فوجوں کے درمیان گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ ام زمل نے اپنی ماں کے اونٹ پر سوار ہو کر جنگ کی کمانڈ خود سنبھالی اور بالکل ماں کی طرح اسی قدرت اور طاقت کے ساتھ حکم دیتی رہی اور لوگوں کو استقامت اور ڈٹ کے مقابلہ کرنے کی ”ترغیب“ اور ہمت افزائی کرتی رہی۔

خالد نے جب یہ حالت دیکھی تو اعلان کیا کہ جو بھی اس عورت کے اونٹ کو موت کے گھاٹ اتارے گا اسے ایک سو اونٹ انعام کے طور پر ملیں گے !!! خالد کے سپاہیوں نے ام زمل کے اونٹ کا محاصرہ کیا اس کے سو سپاہیوں کو قتل کر کے اونٹ کو پے کہا اور بعد ام زمل کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس جنگ میں قبائل ”خاسی“ ، وبارہ اور غنم“ کے خاندان نابود ہو گئے اور قبیلہ کابل کو ناقابل حیران نقصان پہنچا آخر میں خالد بن ولید نے اس فتحیابی کی نوید مدینہ منورہ میں خلیفہ کی خدمت میں پہنچادی۔

افسانہ "ام زمل کے مآخذ کی پڑتال

سیف نے مالک حذیفہ کی بیٹی ام زمل سلمیٰ کے افسانہ کو "سہل" کی زبانی جسے وہ سہل بن یوسف بن سہل کہتا ہے بیان کیا ہے اس سے پہلے ہم نے اس کو سیف کے جعل کردہ راویوں کے طور پر پہچنایا ہے خاص کر اسی فصل میں "۵۱ ویں جعلی صحابی" کے عنوان کے تحت اس سلسلے میں تفصیل سے بحث کی ہے۔

ام زمل کے افسانہ کی اشاعت کرنے والے علمائ جن علماء نے "ام زمل" کے افسانے کو سیف سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں :

۱۔ "طبری" نے براہ راست سیف سے نقل کر کے اس کے مآخذ بھی ذکر کئے ہیں۔
۲۔ "حموی" نے اپنی کتاب "معجم البلدان" میں دو جگہ اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اس ترتیب سے کہ ایک جگہ لفظ "حواب" کے سلسلے میں حسب ذیل عبارت لکھی ہے :
سیف بن عمر نے اپنی کتاب "فتوح" میں لکھا ہے کہ جنگ بزاخہ سے فرار کرنے والے (داستان کے آخری تک)

اور دوسری جگہ لفظ "ظفر" کی تشریح میں یوں لکھتا ہے :
"ظفر" بصرہ و مدینہ کے درمیان ، "حواب" کے نزدیک ایک جگہ ہے وہاں پر بزاخہ کے فراری جمع ہوئے تھے۔

پھر بات کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے :
لیکن ، "نصر" نے لکھا ہے کہ "ظفر" مدینہ و شام کے درمیان "شمیط" کے کنارے پر واقع ہے اور یہ جگہ فرارہ کی زمینوں میں شمار ہوتی ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں پر "ربیعہ بن بدر کی بیٹی ، "ام قرفہ فاطمہ ، لوگوں کو پیغمبر خدا (ص) کے خلاف اکساتی تھی اور انہیں آنحضرت (ص) سے جنگ کرنے کی ترغیب دیتی تھی اور وہ وہیں پر قتل ہوئی ہے۔

ام قرفہ کے بارے بیٹے تھے جوجنگجو اور دلاور تھے اور بزاخہ کی جنگ میں رسول خدا (ص) کی دشمنی میں کافی سرگرم رہے ہیں۔

خالد نے "قرفہ" اور طلیحہ کے فراری حامی جو مسلمانوں سے لڑنے کیلئے اس کے گرد جمع ہوئے تھے کو سخت شکست دی۔ ام قرفہ کو قتل کر کے اس کے سر کو تن سے جدا کر کے خلیفہ ابو بکر (رض) کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ اور ابوبکر (رض) نے بھی حکم دیا کہ اس کے سر کو شہر کے دروازے پر لٹکادیا جائے۔ کہتے ہیں اس کا سر اسلام میں پہلا سر تھا جسے لٹکایا گیا ہے (۱) (حموی کی بات کا خاتمہ)

"حموی کے بیان کے مطابق "نصر" نے سیف کی دو خبروں کو آپس میں ملادیا ہے : پہلی خبر ام قرفہ کی سرکوبی کیلئے زید بن حارثہ کی لشکر کشی ہے ، سیرت لکھنے والوں نے یک زبان بوکر کہا ہے کہ وہ لوگوں کو پیغمبر خدا (ص) کے خلاف اکساتی تھی ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ زید نے اسے قتل کرنے کے بعد اس کا سر مدینہ بھیجا ہے۔

دوسری خبر کو سیف نے اس کی بیٹی "ام زمل سلمیٰ" کے بارے میں جعل کیا ہے اور اس کا نام "ام قرفہ صغریٰ" رکھا ہے اور کہا ہے کہ اس نے بزاخہ کی جنگ میں طلیحہ کے حامی فراری سپاہیوں کو اپنے گرد جمع کیا اور انہیں خالد بن ولید کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دی اور سر انجام خالد کے ہاتھوں ماری گئی۔

” نصر ” نے ان دونوں خبروں کو ” خبر ام قرفہ ” کے عنوان سے آپس میں مخلوط کر دیا ہے اور اس کے بعد ایک تیسری خبر بنائی ہے اور اس کے تحت ’ ظفر ’ کے موضوع کی تشریح کی ہے جو دراصل سیف کی تخلیق ہے ۔

شاید ” نصر ” نے ان دو خبروں کو اسلئے آپس میں ملایا ہے کہ سیف نے اپنی خیالی مخلوق پر سلمیٰ کا

۱۔ محمد بن حبیب نے کتاب ” محبر ” میں ابن کلبی اور طبری سے بقول اسحاق لکھا ہے کہ رسول خدا (ص) قریش سے فرماتے تھے کہ اگر ام قرفہ قتل ہوجائے تو کیا ایمان لاؤ گے ؟ اور وہ جواب میں وہی بات کہتے تھے جو وہ ناممکن کام کے بارے میں کہتے تھے ، یعنی ، مگر یہ ممکن ہے ؟ برسوں گزرنے کے بعد اور زید بن حارثہ کے ہاتھوں ام قرفہ کے قتل ہونے کے بعد آنحضرت (ص) نے حکم دیا کہ اس کا سر مدینہ کی گلیوں میں پھیرایا جائے تا کہ لوگ اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھ کر آنحضرت (ص) کی صحیح پیشین گوئی پر ایمان لائیں ۔

نام جوڑ کر اس کا ” ام قرفہ صغریٰ ” نام رکھا ہے ۔ لیکن نصر اس مسئلہ سے غافل تھا کہ زید بن حارثہ کے ہاتھوں قتل کی جانے والی ’ ام قرفہ ” اور سیف بن عمر کی مخلوق ’ ام قرفہ ” کے درمیان زمین و آسمان کا فرق

ہے اس کے باوجود نصر نے ان دونوں کو ایک ہی جان کر ایک ساتھ ذکر کیا ہے ۔

” ظفر ” کا محل وقوع بھی نصر اور حموی کو مکمل طور پر معلوم نہ ہوسکا ہے کیونکہ ایک کہتا ہے کہ ” ظفر ” شام کی راہ پر واقع ہے اور دوسرے مدعی ہے کہ بصرہ کے راستہ پر واقع ہے بالکل دو مخالف جہتوں میں ، ایک شمال کی طرف اور دوسرا جنوب کی طرف۔

اسی طرح حموی اور نصر نے اپنی خبر کا مآخذ مشخص نہیں کیا ہے صرف حموی نے ” حو اب ” کے سلسلے میں تشریح کرتے وقت اپنی روایت کے آغاز میں سیف بن عمر کا ذکر کیا ہے ۔

۳۔ ابن حجر نے سیف کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی کتاب ” اصابہ ” میں سلمیٰ کے حالات کی تشریح کیلئے خصوصی جگہ معین کرکے ” زنان رسول خدا (ص) ” کے عنوان سے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے لیکن روایت کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا ہے اور اس کے بارے میں صرف اتنا کہا ہے کہ :

سلمیٰ ، عیینہ بن حصن بن حذیفہ کی چچیری بہن تھی ۔

ابن حجر کے اس تعارف کا سرچشمہ یہ ہے کہ سیف نے اپنی مخلوق سلمیٰ کو عیینہ کے چچا مالک بن حذیفہ کی بیٹی کی حیثیت سے خلق کیا ہے ۔

۴۔ ابن اثیر نے ام زمل کی روایت کو طبری سے نقل کرکے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے ۔

۵۔ ابن کثیر نے بھی روایت کو براہ راست طبری سے نقل کرکے اپنی کتاب میں درج کیا ہے

۶۔ ابن خلدون نے بھی طبری کی روایت نقل کرکے ” ام زمل ” کی داستان کو اپنی کتاب میں درج

کیا ہے ۔

۷۔ میر خواند نے بھی سلمیٰ کی داستان کو طبری سے لیا ہے ۔

۸۔ حمیری نے بھی لفظ ” ظفر ” میں حموی کی ” معجم البلدان ’ سے نقل کرکے ام زمل کی

داستان کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب میں درج کیا ہے ۔

حدیث و داستان حو اب کی حدیث اور داستان کے چند حقائق

سیف نے مالک کی بیٹی " ام زمل سلمیٰ " معروف بہ " ام قرفہ صغریٰ " کی روایت اس لئے گڑے کہ رسول خدا (ص) کی اس حدیث میں تحریف کرے جو آنحضرت نے حوآب کے علاقہ کے کتوں کے ام المؤمنین عائشہ (رض) کے اونٹ پر بھونکنے کے بارے میں فرمائی ہے سیف نے اس طرح تاریخی حقائق اور اس خاتون کے زمانہ میں اسلامی سرداروں اور شخصیتوں کی روش پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ہم یہاں پر حقائق کو واضح اور روشن کرنے کیلئے حوآب کے کتوں کے بھونکنے کی روایت کو اسی طرح بیان کرتے ہیں جیسا کہ واقعہ پیش آیا ہے اور سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں درج ہوا ہے۔ توجہ فرمائیے :

ایک دن رسول خدا (ص) کی تمام بیویاں آپ (ص) کی خدمت میں حاضر تھیں آنحضرت (ص) نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا:

تم میں سے کون ہے جو پر پشم اونٹ پر سوار ہوگی اور حوآب کے کتے اس پر بھوکیں گے، اسکی راہ میں بہت سے انسان دائیں بائیں خاک و خون میں لت پت ہوجائیں گے اس کے اس دلخواہ حادثہ کے رونما ہونے کے بعد اس قتل گاہ سے خود زندہ بچ نکلے گی ؟
عائشہ (رض) بنس پڑیں ، رسول خدا (ص) نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا:
اے حمیرا ہوشیار رہنا کہیں وہ عورت تم نہ ہو ! اس کے بعد رسول خدا (ص) نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

تم علی سے جنگ کروگی جب کہ تم ہی پر ظالم ہوگی ۔
سیرت اور تاریخ لکھنے والوں نے اس کے بعد لکھا ہے :
جب عائشہ (رض) بصرہ کی طرف جاتے ہوئے حوآب کے پانی کے نزدیک پہنچی تو اس علاقہ کے کتوں نے اس پر چھلانگ لگاتے ہوئے بھونکنا شروع کیا ۔ عائشہ نے پوچھا :
یہ کونسا پانی ہے ؟ جواب دیا گیا :

حوآب ، عائشہ حوآب کا نام سن کر مضطرب ہو گئیں اور آیہ کریمہ استرجاع پڑھنے لگی > انا للہ و انا الیہ راجعون < گویا برسوں گزرنے کے بعد رسول خدا (ص) کی فرمائشات انہیں یاد آگئیں ، اور فوراً کہہ دیا میں وہی عورت ہوں !!
اس لئے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ یہ خبر زبیر تک پہنچی تو وہ فوراً عائشہ کے پاس پہنچا اور اعلان بلند آواز سے کہا:

اٹھئے ! چلئے ! اپنے آپ کو لو بچالیں ! خدا کی قسم علی بن ابیطالب (ع) آپ کے نزدیک پہنچ رہے ہیں اس کے بعد زبیر کے کہنے پر قافلہ نے کوچ کیا اور فوراً اس جگہ سے دور ہو گئے ۔
ام قرفہ کے بیٹوں کے بارے میں ایک تحقیق
مندرجہ ذیل علماء میں سے ہر ایک نے ام قرفہ کے بیٹوں کی تعداد اور ان کی خصوصیات کے بارے میں کچھ مطالب لکھے ہیں ملاحظہ ہوں:

- ۱۔ "ابن کلبی" نے اپنی کتاب "جمہرہ" میں اس کے خلاصہ کے صفحہ ۱۲۴ پر ۔
 - ۲۔ "ابن حبیب" نے کتاب "المحبر" کے صفحہ ۴۶۱ پر۔
 - ۳۔ "ابن حزم" نے کتاب "جمہرہ" کے صفحہ ۲۵۷ پر ۔
- مذکورہ تمام علماء نے ام قرفہ کے بیٹوں کے نام ذکر کئے ہیں اور تاکید کی ہے کہ ان کا باپ " مالک بن حذیفہ " تھا ۔

اسی طرح ان علماء اور دیگر مصنفوں نے کہا ہے کہ ام قرفہ کی صرف ایک بیٹی تھی اور وہ بیٹی بھی اسیر ہوئی اور سر انجام رسول خدا (ص) کی خدمت میں پہنچی تو آنحضرت (ص) نے اسے اپنے ماموں "حزن بن وہب" کو بخش دیا اور عبدا لرحمان بن حزن اسی سے پیدا ہوا ہے ۔

"ام زمل سلمی" کا کسی بھی معتبر مآخذ و مصادر میں نام و نشان نہیں ملتا صرف دوسری صدی ہجری کے افسانہ ساز سیف بن عمر تمیمی کے ہاں اس کا سراغ ملتا ہے ۔

افسانہ "ام زمل کا نتیجہ

سیف اکیلا شخص ہے جس نے "ام زمل" کا نام لیا ہے ، اس کو اور اس کی داستان کو خلق کیا ہے ، اسے ام المؤمنین عائشہ کی ملکیت قرار دیا ہے اور اس کے بعد اسی مہربان خاتون کے ذریعہ اسے آزاد کرایا ہے ۔

ام زمل ، ام قرفہ کے اونٹ ، میدان کارزار میں ام زمل کا اس اونٹ پر سوار ہوکر خالد کے ساتھ جنگ میں مرتدوں کی کمانڈ سنبھالنے اور ، حوآب کے کتوں کا اس پر بھونکنے کا افسانہ گھڑ کر سیف نے یہ کوشش کی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ (رض) کے بارے میں رسول خدا (ص) کے معجزہ وپیشین گوئی ، حوآب کے کتوں کے عائشہ (رض) پر بھونکنے اور جمل کی جنگ میں معروف اونٹ پر سوار ہوکر سپاہ کی کمانڈ سنبھالنے جیسے واقعات کو تحت الشعاع قرار دیکر حقائق کو من پسند طریقے سے تحریف کرے مگر خوش قسمتی سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا ہے ۔

سیف نے قبائل "بوزان ، سلیم ، طی ، عامر" اور دیگر قبیلوں کے ارتداد کے موضوع کو ان سے نسبت دی ہے اور جھوٹ بولا ہے کہ بزاخہ کی جنگ کے فراری "طفر" نامی جگہ پر -- جس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہے -- ام زمل کے گرد جمع ہوئے اور خالد بن ولید سے جنگ کی ہے اور ان میں سے سو آدمی "ام زمل" کے اونٹ کے ارد گرد قتل ہوئے ہیں ۔

سیف نے ایک ایسی جنگ میں جو کبھی واقع نہیں ہوئی ہے ، ناجائز اور جھوٹے اخبار کو اسلام کے سپاہیوں سے نسبت دی ہے کہ جس فرضی جنگ میں قتل عام کے نتیجہ میں قبائل "خاسی" ، "بارہ" اور "غنم" نابود ہوکر رہ گئے اور قبیلہ "کابل" کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ۔ اس طرح سیف نے دشمنان اسلام کیلئے صدیوں تک کے لئے اسلام و مسلمانوں کے خلاف تبلیغاتی اسناد و دستاویز فراہم کئے ہیں تا کہ وہ ان سے استناد کر کے یہ استناد سے دعویٰ کریں کہ اس دین نے جزیرہ نمائے عرب کے لوگوں کے دلوں میں کوئی اثر پیدا نہیں کیا تھا جہی پیغمبر (ص) کی رحلت کے بعد ان میں سے اکثر نے اس دین سے منہ موڑ لیا ، جس کے نتیجہ میں اس پیغمبر (ص) کے جانشین ایک بار پھر تلوار کی ضرب اور بے رحمانہ قتل و غارت سے مرتدوں کو دوبارہ اسلام کی طرف لے آئے ہیں اور اس دین کو خوف و دہشت پھیلا کر پھر سے مستحکم و پائیدار کرتے ہیں اور اس سے دشمنان اسلام یہ نتیجہ حاصل کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کی ضرب اور خون کی بولی کھیل کر استوار ہوا ہے نہ کہ کسی اور چیز سے ۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب "عبد اللہ بن سبا" کی دوسری جلد میں مفصل روشنی ڈالی ہے ۔

یہ مطلب بھی قابل ذکر ہے کہ ہمیں جاننا چاہئے کہ سیف کے زندقہ بونے کے علاوہ -- -- جس کا علماء نے اسے ملزم ٹھہرایا ہے -- کونسی چیز محرک ہوسکتی ہے کہ وہ اس قسم کی تحریف اور افسانہ سازی کرے جس کے نتیجہ میں اسلام کے عقائد اور تاریخ میں شک و شبہ ایجاد کرکے ہمارے مصادر و مآخذ کو بے اعتبار کرکے رکھ دے ؟

مصادر و مآخذ

مالک کی بیٹی ام زمل سلمی کے حالات

- ۱۔ ابن حجر کی " اصابہ " (۳۲۵ / ۴) نمبر : ۵۶۷
- ام قرفہ سے جنگ کرنے کیلئے زید بن حارثہ کی لشکر کشی :
- ۱۔ ابن سعد کی " طبقات " (۶۵ / ۲ / ۱)

۲۔ تاریخ یعقوبی (۷۱ / ۲)

۳۔ سیرہ ابن ہشام (۲۹۰ / ۴)

۴۔ تاریخ طبری ۱۰ / ۱۵۵۷

۵۔ مقریزی کی " امتاع الاسماع " (ص ۲۶۹ - ۲۷۰)

سیف کی ام زمل کا افسانہ

۱۔ تاریخ طبری (۱ / ۱۹۰۱ - ۱۹۰۲)

۲۔ حموی کی " معجم البلدان " لفظ " حوآب "، " طفر "

۳۔ تاریخ کامل ابن اثیر (۲ / ۲۶۶)

۴۔ تاریخ ابن کثیر (۶ / ۹۳۱)

۵۔ تاریخ ابن خلدون (۲ / ۲۸۳)

۶۔ میر خواندکی " روضۃ الصفا " (۲ / ۶۰۷)

داستان حوآب کی حقیقت

۱۔ تاریخ طبری (۵ / ۱۷۸)

۲۔ عبد اللہ بن سبا (۱ / ۱۰۰ - ۱۰۳)

فہرست اعلام

الف :

ابن خیاط (خلیفہ بن خیاط)

آدم (ع) :

ابن دباغ :

ابان بن تغلب

ابن درید :

ابراہیم (ع) :

ابن رستم :

ابن ابی الحدید

ابن سعد



ابن ابی مکنف
ابن سکن
ابن اثیر
ابن شاهین
ابن ام مکتوم
ابن اسحاق
ابن عباس
ابن عبد البر
ابن اعثم
ابن عساکر
ابن حبان
ابن فتحون
ابن حبيب
ابن قانع
ابن حجر
ابن قدامہ
ابن حزم
ابن خلدون
ابن کثیر
ابود جانہ
ابن کلبی
ابوذر غفاری
ابن ماجہ
ابورہ بم غفاری
ابن ماکولا:
ابو رافع
ابن محسن
ابو زید انصاری
ابن مسکویہ
ابو سعید خدری
ابن مشیمصہ جبیری
ابو سفیان حرب
ابن منده
ابو سلمة بن عبد الرحمان
ابن منظور
ابو عبيد



ابن نجار:
ابو عمر (ابن عبد البر)
ابنوسی:
ابو معشر
ابن بشام
ابو مفزر تمیمی
ابو ایوب انصاری
ابو موسیٰ اشعری
ابو بصیرہ انصاری
ابو نعیم
ابو بکر(رض)
ابو واقدلیثی
ابو حیان توحیدی
ابو ہریرہ
ابو داؤد
ابو بیثم احمد بن محمد
ابو ہشیم مالک بن تیہان

ابی بن کعب

احمد بن حنبل
ام زمل
ارویٰ ، عامر کی بیٹی
ام سلمہ
ازدی
ام قرقہ صغری
اسرائیل
ام قرقہ کبریٰ
اسماعیل
امرؤ القیس بن اصیغ
اسامہ بن زید
امرؤ القیس عدی
اسعد بن یربوع
امیر شکیب ارسلان
اسود بن ربیعہ
امیر المؤمنین علی (ع)

اسود بن قطيب

اسود عنسی

اوس بن جذیمہ

ایاد بن لقیط

اسید بن یربوع

((ب))

اغلب

باذام

اصیغ بن ثعلبہ

باذان

اقرع بن حابس

بخاری

اط بن ابی اط

بدر بن حرث

اقرع بن عبد اللہ

بدر بن خلیل

اقرع مکی

بزار

بشیر بن کعب حمیری

بشیر بن کعب عدوی

جبلہ بن ایہم

بغوی

حریر بن عبدا للہ بجلی

بکیر بن عبد اللہ

حریر بن عبدا للہ حمیری

بلاذری

جشیش دیلمی

بلال بن ابی بلال

جعفر بن محمد صادق (امام (ع))

بہرام

جعفر خلیلی

((پ))

((ح))

پیغمبر خدا(ص)

حاجب بن زید' یا 'یزید



((ت))

حاجر

ترمذی

حارث بن ابی شمر

تماضر

حارث بن ابی ہالہ

((ث))

حارث بن حکیم

ثمامہ آثال

حارث بن خزرج

((ج))

حارث بن یزید عامری

جابر بن طارق

حارث بن یزید قرشی

جاریہ (مالک بن بدر بیٹی)

حارث بن مرہ جہنی

جبرئیل

حارث بن مرہ عبدی

حاطب بن ابی بلتعہ

حمیری

حاکم

حواء

حبیب بن ربیعہ اسدی

حیدہ بن معزم



حجاج بن یوسف

((ح))

حذیفہ بن یمان

خاقان چین

حرثا حارث بن خصرامہ

خالد بن سعید

حرملہ بن سلمیٰ

خالد بن عمرو

حرملہ بن مریطہ

خالد بن ولید

حريث بن معلى
خباب بن حرث
حزن بن ابى وب
خبيب بن زيد
حسان بن ثابت
خديجه (ام المؤمنين)
حسين بن على (ع)
خزيمه بن ثابت
حكم بن سعيد بن عاص
خزيمه بن ثابت (ذو الشهادتين)
حكم بن عتيه
خطيب بغدادى
حصين بن نياز
خليفه بن خياط



((د))
ربعى بن افكل
دارقطنى
رستم فرخزاد
دارمى
رسول خدا (ص)
دازويه استخرى
رشاطى
دابر
رضا كحاله
دحيه بن خليفه كلبى
رضى الدين حسن بن محمد صفانى
((ذ))
روح القدس
ذى لحيه
ريچرڈ واٹسن
ذى زود
((ز))
ذى ظليم
ذى رعين

زبرقان بدر

ذبی

زبیدی

ذی کلاع

زبیر

ذی مران

زبیر بن ابی ہالہ

((ر))

زر بن عبدا اللہ کلیب

رازی

زر بن عبد اللہ شاعر

رابسن

زرگلی

ربیع بن مطر

زمیل بن قطبہ قینی

زیاد بن حنظلہ

زیاد بن سرجس احمری

سعید بن قشب ازدی

زیاد بن لبید

سعید بن عاص

زید بن حارثہ

زید بن ثابت انصاری

سعیر بن خفاف

زید بن جابر

سکینہ (بنت امام حسین (ع))

زید بن صفوان

سلمیٰ بنت مالک فزاریہ

زید بن کہلان

سلمۃ بن اکوع

زین العابدین (ع)

سلمۃ بن عمرو

((س))

سلیط بن سلیط



ساره
سليمان بن عبده
سالر بن معتب
سماك بن خرشم (ابو دجانه)
سامري
سماك بن خرشم جعفي
سباع بن عرفطه
سماك بن خرشم (غير ازابودجانه)
سبره عنبري
سيف
سعد وقاص
سماك بن عبیدعيسى
سعید بن جبیر
سماك بن مخرم اسدي
سعید بن عبید
سمعانی
سنان بن ابی سنان
شیرین
سهل بن حنیف
شیطان
سهل بن سعد
(ص))
سهل بن مالک
سهل بن منجاب



صخر بن لوزان انصاری
سهل بن یربوع
صدوق (شیخ)
سهل بن یوسف
صفوان بن امیه
سواء بن قیس محاربی
صفوان بن صفوان
سیاوش
صعب بن عطیه
سیوطی
صعب بن بلال



سیف بن عمر

صلصل بن شرحیل

((ش))

صلوبا بن نسطونا

شافعی

صلوبا بن بصیہری

شجاع بن ابی وب

((ض))

شرف الدین (سید)

ضمہ بن ادّ

شداد بن اوس

ضیعہ بن خزیمہ

شعبی

ضحاک بن یربوع

شیخ صدوق

ضرار بن ازور

ضرار بن ضبی

عبدالرحمان ابولیلی

((ط))

عبد الرحمان عوف

طمہ حسین (ڈاکٹر)

عبد الحارث حکیم

طاہر ابو ہالہ

عبد الحارث زید

طبرانی

عبد اللہ بن ثور

طبرسی

عبد اللہ بن حارث

طبری

عبد اللہ بن حکیم

طلحہ بن اعلم

عبد اللہ بن خذافہ

طلحہ بن عبد الرحمان

عبد اللہ بن سبا

طلحہ بن عبید اللہ

عبد اللہ بن شبرمہ



طلحہ بن خویلد

عبد اللہ بن سعید

طیالسی

عبد اللہ بن عمرو

((ع))

عبد اللہ بن مسعود

عارف آفندی

عبدہ بن قرط

عائشہ (رض) (ام المؤمنین)

عبید بن صخر لوزان

عاصم بن عمرو تمیمی

عبید اللہ ابو رافع

عبد الرحمان حزن

عبید اللہ ثور

عبد العزی بن ابی رہم

علی بن ابیطالب (ع)

عتاب بن اسید

عمارہ بن فلان اسدی

عتبہ بن فرقد لیثی

عمار بن یاسر

عثمان بن ابو العاص

عمر بن خطاب (رض) (خلیفہ)

عثمان بن عفان (خلیفہ):

عمرو بن امیہ ضمری

عثمان بن قطیبہ

عمرو بن حزم

عرباض بن ساریہ:

عمرو بن حکم قضاعی

عروہ بن عزیہ:

عمرو بن خفاجی

عروہ خیل طائی

عمرو بن الخفاجی

عرزمی

عمرو بن سعید

عکاشہ بن ثور

عمرو بن عاص



عطاء بن وبر

عمرو بن قعین

عطیم بن بلال

عمرو بن محبوب

عفیف بن منذر

عمرو بن محمد

عقیلی

عوف بن اعلاء جشمی

علاء حضرهی

عوف ورقانی

علاء بن ووب

عوف ورکانی

عویف بن اضبط

قضاعی بن عامر

عویف زرقانی

قعقاع بن عمرو

عیسیٰ بن مریم (ع)

قعقاع بن معبد

عیینہ بن حصن

قماذبان

((ع))

قیس بن سعد عباده

غالب بن عبد اللہ

قیس بن سلیمان

غصن بن قاسم

قیس بن عاصم

غضب بن جشم

قیس بن عبدیعوٹ

((ف))

قیس بن ببیره

فاطمہ بنت ربیعۃ بن بدر

قیصر

فرات بن حیان

((ک))

فیروز آبادی

کبیس بن بوذہ

فیروز

کثیر بن شہاب

((ق))

کرز بن جابر

قباد

کعب بن مالک

قحیف بن سلیم

کلب بن ویرہ

قحیف شاعر

کلثوم بن حصین (ابوریم غفاری)

کنانہ بن بکر

متقی بندی

((گ))

مجالد

گازر

محمد (ص)

((ل))

محمد بن عبد اللہ بن سواد

لودان بن حارثہ

محمد بن عبید اللہ (عرزمی)

لودان بن سالم

محمد بن علی امام باقر (ع)

لودان بن عامر

محمد بن مسلمہ

لودان بن عمرو

محمد حمید اللہ

لوط (ع)

محمد حنیفہ

((م))

مدائنی

مالک بن انس (مالکی مذہب

کے بانی)

مرعشی نجفی (آیۃ اللہ)

مالکی

مریم (ع)

مالک بن حذیفہ



مستنیر بن یزید

ماہان

مستورد بن شداد

ماربہ

مسلم

ماکس

مسعودی

مسلم بن مخلد

((ن))

مسلم کذاب

نافع بن اسود

معاذ بن جبل

نقاشی

معاویہ

نسائی

معاویہ بن فلان

نصر مزاحم

معاویہ عذری

نعمان

مغیرہ بن شعبہ

نعمان بن بزرج

مقدام بن معدی کرب

نعمان بن بشیر

مقدسی (ضیاء)

نعمان بن مقرن

مقریزی

نعیم بن مقرن

مقوقس

نعیم بن مسعود اشجعی

موآب

نمیلہ بن عبداللہ

موسیٰ (ع)

نوف بکالی

مہاجر بن ابی امیہ

نویری

مہلب بن عقبہ



نوح(ع)

میرخواند

((و))

واقدی

ویر بن یحنس کلبی

بود(ع)

ویره بن یحنس

(ی)

وردان بن مخرم

یاقوت حموی

ودیعم کلبی

یزید انصاری اشهلی

وکیع دارمی

یعقوب (ع)

وکیع بن عدس دارمی

یعقوبی

وکیع بن مالک

یوسف بن سهل

ولید بن عقبه

یونس (ع)

((ه))

بارون (ع)

باشم بن عتبہ

بالک بن عمرو

بانس

براکیوس

برمز

برمران



بنیدہ بنت عامر

امتوں ، قوموں ، قبیلوں ، گروہوں اور مختلف ادیان و مکاتب فکر کے پیروں کی

فہرست

((الف))

بنو بدر

آل عمران

بنو تیزد

ازد ازدی

بنو تمیم

اسلام

بنو ثقیف

اسید

بنو جذام

اصحاب، صحابی

بنو حارث

انصار

بنو حرث

اوس

بنو حمیر

ایرانی

بنو خاصی

((ب))

بنو سعد بذیم

بکر بن وائل

بنو سلمہ

بنو امیہ

بنو سلیم

بنو اسد

بنو مصطلق

بنو اسرائیل

بنو صدف

بنو صیدا

بنو فزارہ

بنو ضبہ



بنو قحطان

بنو طی

بنو قضاہ

بنو عامر

بنو قیس

بنو عام لوئی

بنو قین

بنو عبدا لاشہل

بنو کلب

بنو عبدالدار

بنو کابل

بنو عباس

بنو لخم

بنو عدنان

بنو لوزان

بنو عذرہ

بنو لیث

بنو عمرو تمیم

بنو مالک بن زید

بنو عنبر

بنو معاویہ بن کندہ

بنو عک

بنو ہارہ

بنو عمون

بنو ہاشم

بنو غسان

بنو ہالک

بنو غنم

بنو ہمدان

بنو غوث

بنو یعقوب

((ت))

((ک))

تابعین

کندہ

تمیم



ترجمہ تحریک
Translation Movement



((م))

((خ))

مرتد ، ارتداد

خزرج

مضر

((و))

مہاجرین

رومیان

((ن))

((ز))

نخع

زندقم و زندیقی

((ی))

((س))

یمانی

سبائیان

سدوس

((غ))

عظفان

((ق))

قریش

اس کتاب میں مذکور مصنفوں اور مؤلفوں کی

فہرست

((الف))

ابن سعد

ابنوسی

ابن سکن

ابن ابی الحدید



ابن شاپین
ابن اثیر
ابن عبد البر
ابن اسحاق
ابن عساکر
ابن اعثم
ابن فتحون
ابن حبان
ابن قانع
ابن حبيب
ابن قدامه
ابن حجر
ابن کثیر
ابن حزم
ابن کلبی
ابن خلدون
ابن ماجه
ابن دباغ
ابن ماکولا
ابن درید
ابن مسکویه
ابن رسته
ابن منده
ابن منظور
((ح))
ابن نجار
حاکم
ابن بشام
حمیری
ابو حیان توحیدی
((خ))
ابو داؤد
خطیب بغدادی
ابو نعیم
خلیفه بن خیاط
احمد بن حنبل

((د))

امیر شکیب ارسلان

دار قطنی

((ب))

دارمی

بخاری

((ذ))

بزار

ذبی

بغوی

((ر))

بلاذری

رازی

((ب))

راینسن

ترمذی

رشاطی

((ج))

رضا کحالہ

جعفر خلیلی

رضی الدین ، حسن بن محمد صفانی

رچرڈ ویٹسن

طیالسی

((ن))

((ع))

زبید

عارف آفندی

زرکلی

عقیلی

((س))

((ف))

سمعانی

فیروز آبادی

سیوطی

((گ))

سیف بن عمر



گازر

((ش))

((م))

شافعی

مالک بن انس

شرف الدین

متقی بند

شیخ صدوق

محمد حمید اللہ

((ط))

مدائنی

طہ حسین

مرعشی نجفی (آیت اللہ)

طبرانی

مسلم

طبرسی

مسعودی

طبری

مقدسسی (ضیاء)

مقریزی

میرخواند

((ن))

نسائی

نصر مزاحم

((و))

واقدی

((ی))

یاقوت حموی



ترجمہ تحریک
Translation Movement

يعقوبی

جغرافیائی مقامات کی

فہرست

((الف))

بسمہ

آبل

بصرہ

آذربائیجان

بغداد

آدیولہ

بیت المقدس

انبار

بیروت

اندلس

((ت))

ابواز

تبوک

ایران

تہامہ

((ب))

تہران

بانقیا

تیما

بحرین

((ج))

بدر

جرش

جزیرۃ العرب

دستی

جعرانہ





دکن
جلولا
دمشق
جند
دومة الجندل
((ح))
ديلم
حبان
((ل))
حبشه
رام برمز
حجاز
رمع
حضر موت
روم شرقی
حمقتین
ربائ
حنین
ہے
حوا ب
((ن))
حیدرآباد
زبید
((خ))
((س))
خیبر
سقیفہ بنی ساعدہ
((د))
سعیر
دجلہ
سکاسک
سکون
عراق
سینائ
عمان
ش



- ((ع))
- (شوش)
- غار حراء
- شوشتر
- ((ف))
- شميط
- فاران
- ((ص))
- فرات
- صنعا
- فلاليج
- ((ض))
- ((ق))
- ضبيل
- قاهره
- ((ط))
- قدس
- طائف
- قزوين
- ((ظ))
- قس الناطف
- ظفر
- قطوان
- ((ع))
- قم
- عتبات مقدسه
- ((ك))
- عدن
- كاظمين
- كوفه
- ((و))
- ((م))
- وادی القرى
- مدائن
- ((ه))
- مدینه

برمزگرد

مرسیم

ہمدان

مشعر

ہندوستان

مصر

((ی))

مسیح بنی برشائ

یرموک

مکہ

یمامہ

منیٰ

یمن

((ن))

نجران

نجف

نعمان

نہاوند

نہروان



منابع و مصادر کی فہرست

((الف))

انجیل (کتاب مقدس)

ادب المفرد

انساب الاشراف

استبصار

انساب سمعانی

استیعاب

انساب الصحابہ



اسد الغابه
اوسط
اسماء الصحابه
((ب))
اشتقاق
بحار الانوار
اصابه
بصائر
اعلاق النفسيه
((ت))
اغاني
تاج العروس
افراد
تاريخ بن اثير
اقتباس الانوار
تاريخ ابن خلدون
اكمال (ابن ماكولا)
تاريخ ابن كثير
اكمال (شيخ صدوق)
تاريخ اسلام ، ذبيبي
امتع الاسماع
تاريخ دمشق (ابن عساكر)
تاريخ خليفه بن خياط
جمع الجوامع
تاريخ طبرى
جمهره ابن كلبى
تاريخ مسعودى
جمهره انساب (ابن حزم)
تاريخ المستخرج
جلاء الاذهان
تاريخ يعقوبى
جوامع السيره
تبصير (ابن حجر)
((ح))
تجريد
حروف الصحابه

تحرير المشتبه

حليم أبو نعيم

تفسير الاء الرحمن

((د))

تفسير البيان

در السحابه

تفسير سيوطي

در المنثور (سيوطي)

تقريب التهذيب

(ذ)

توريت

ذيل المذيل (طبري)

تهذيب (ابن عساكر)

((ر))

((ج))

رحله مدرسيه

جرح و تعديل

رواة المختلفون

الجمع بين الاستيعاب و معرفة الصحابه

روضة الصفاء

((س))

سنن ابن ماجه

((ض))

سنن ابن بثرام

الضعفاء

سنن ابو داؤد

((ط))

سنن ترمذى

طبقات ابن سعد

سنن دارمى

طبقات شافعيه

سنن نسائى

((ع))

سير اعلام النبلاء (ذبي)

عبدا لله سباء



الحركة الترجمة
Translation Movement



((ش))

عبر

شذرة الذهب

((ف))

شرح نهج البلاغه

فتح الباری

((ص))

فتوح اعثم

الصحابه

فتوح البلدان

صحيح بخارى

فتوح ، سيف

صحيح ترمذی

فصول المهمه

صحيح مسلم

فوائد

صفين(نصر مزاحم)

((ق))

قاموس كتاب مقدس

مستد رك الصحيحين

قبائل العرب

قاموس اللغه

مسند طيالسى

قرآن كريم

مسند بزار

((ك))

معجم البلدان

كامل ابن اثير

معجم الشيوخ

كنز ل العمال

معجم الكبير عن الصحابة الكرام

((ل))

معجم الصحابه (بغوى)

لباب الانساب

لسان العرب

معجم الصحابه (ابن قانع)

لسان الميزان

معرفة الصحابه (ابو نعيم)

((م))

مؤتلف

مجمع البيان

منتخب كنز العمال

مجمع الزوائد

مؤطائے مالک

مجموعة الوثائق

موضح (خطيب بغدادی)

المختاره

ميزان الاعتدال

محبر

((ن))

مروج الذهب

نسب الصحابه من الانتصار

مسند احمد بن حنبل

نقش عائشه در تاريخ اسلام

ه

الهدى الى دين المصطفى



ترجمت تحریک
Translation Movement

تاریخی وقائع کی فہرست

((الف))

((ص))

احزاب

صلح حدیبیہ

((ب))

((ع))

بیعت رضوان (شجرہ)

عمرة القضاء

بیعت عقبہ

((غ))

((ج))

غزوہ احد

جنگِ جمل
غزوہٴ بدر
جنگِ جلولہ
غزوہٴ خندق
جنگِ صفین
غزوہٴ ذات الرقاع
جنگِ قادسیہ
((ف))
جنگِ یمامہ
فتح مکہ
جنگِ ارتداد

((ح))

حجۃ الوداع



ترجمہ تحریک
Translation Movement